



**CONCEPT OF "RISALAT": IN THE LIGHT OF
THE HOLY QURAN & THE VEDAS**

(رسالت کا تصور قرآن مقدس اور ویدوں کی روشنی میں)

**ASBRACKT
THESIS**

SUBMITTED FOR THE AWARD OF THE DEGREE OF

Doctor of Philosophy

IN

SUNNI THEOLOGY

BY

MOHD ABBAS

Under the Supervision of

Dr. ABDUL KHALIQ

DEPARTMENT OF SUNNI THEOLOGY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY
ALIGARH (INDIA)

2001

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی محمد المصطفیٰ سید المرسلین والہ وصحبہ اجمعین

اس خالق عز وجل کا بے پایاں کرم ہے کہ اس نے نبی نوح انسان کو اس زمین کا وارث بنایا اور بہت ساری الزارع و اقسام کی لذتوں سے بہرہ ور کیا اور ضروریات زندگی کے مطابق دیگر مخلوقات سے منفعت حاصل کرنے کے طریقے سکھائے۔ اس مالک حقیقی نے جہاں دنیا کی مختصر سی زندگی کے لیے بہت سے اسباب مہیا کیے وہیں دنیا کے بعد آنے والی طویل اور دائمی حیات کے واسطے دنیاوی زندگی ہی کو سبب قرار دیا تاکہ انسان بہرہ عمل کرنے کی کوشش کرے جو اسے اپنی آخرت کی زندگی میں نفع دے سکے اور ہر اس عمل سے احتراز کرے کی کوشش کرے جو اسے دنیا و آخرت دونوں جگہوں پر رنج و مصیبت سے دوچار کرنا ہو۔ ان اچھے برے اعمال میں فرق کرنے اور صحیح راستہ چننے کے لیے پہلے تو اس نے انسان کے اندر ہی عقل و سمجھ و دیعت فرمادی کہ وہ فرد اپنی مخصوص صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر بہتر زندگی گزارنے اور ہر امن و متوازن راہ اختیار کرنے کی کوشش کرے اس کے باوجود اگر وہ اپنی انسان صلاحیتوں سے غافل نہ ہو اور غفلت و سرکشی اختیار نہ کرے اور شیطان سرشت کو اپناتا ہے تو اسے متنبہ کرنے اور برے عمل کے

خطرناک نتائج سے ڈرانے اور اچھے عمل کے لیے خوشخبری سنانے کو انسانوں ہی میں سے ایسے افراد پیدا فرمائے جو اپنی باطنی اور روحانی صلاحیتوں اور قوتوں کے اعتبار سے تو عالم ملکوت سے مربوط اور ظاہری اور جسمانی اعتبار سے اپنی ہی قوم کے قبیلے کا ایک بشر، علم و حکمت میں ایسا کہ زمانے کا بڑے سے بڑا فلسفی اس کے قدموں کی خاک کو اپنی بیشیانی سے ملنا تاج افتخار سمجھے اور سادگی ایسی کہ گناہ و چالو کی کبھی اس کے فسیل صحت کی جانب نظر اٹھا کر نہ دیکھ سکے یہی حضرات اللہ کے رسول اور پیغمبر ہیں جو ہر دور ہر عقدہ اور ہر قوم میں اسی کی زبان میں پیغام حق لے کر مبعوث ہوئے۔ قرآن شامہ ہے۔

وَبِكُلِّ أُمِّيَّةٍ رَسُولٍ	”ہر قوم میں رسول آئے۔“
وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ	”اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا
إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ	اسکی قوم کی زبان میں بھیجا،

اور تمام رسولوں کی بنیادی تعلیم ایک ہی جیسی تھی ان کا دین ایک ہی تھا خدائے نہ مجسم بخاری میں ہے۔ ۱ نبیاء اخوة لعلات امما تھم نشی ودرینہم واحد

”تمام پیغمبر ایسے جائی میں جن کا باپ ایک ہے اور مائیں

مختلف میں اور ان کا دین ایک ہے "

لہٰذا دنیا میں بہت سی ایسی قدیم اقوام آباد ہیں جن سے بظاہر کسی معارفِ رسول کا نام صحیح دلائل سے جبراً معلوم نہیں ہوتا تاہم اتنا تو یقینی طور پر ماننا پڑے گا کہ ان میں کوئی نہ کوئی پیغامِ حق دینے والا مقدس رسول اور پیغمبر ضرور آیا ہوگا۔ اس لیے آج اس بات کی ضرورت ہے کہ اللہ آسمانی مذاہب کے لڑ پھر کو دیکھا جائے اور ان میں اس طرح کی تعلیمات کو تلاش کیا جائے جو پیغمبری تعلیمات سے میل کھاتی ہیں جس کا بہترین اور واحد پیمانہ حق قرآن مقدس ہے قرآن ہی کی روشنی سے لوگوں کو گمراہی کے اندھیروں سے نکالا جاسکتا ہے ۔

کتاب الزلزالۃ الیدک لتخرج
یہ کتاب جس کو ہم نے تیری جانب
الناس من الظلمات الی النور
آمارا ہے اس لیے ہے کہ لوگوں کو اندھیروں

سے روشنی میں نکال لائے ۔

”رسالت کا تصور قرآن مقدس اور ویدوں کی روشنی میں“ کے عنوان سے یہ مقالہ اسی

سلسلہ کی ایک کڑی ہے

یہ مقالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔

اس مقالہ کا پہلا باب رسالت کے لغوی اور اصطلاحی معنوں کی وضاحت

پر مبنی ہے رسالت کے بارے میں علماء کرام اور نامور مصنفین کے ذریعہ دی

گئی جتنی تعریفات کو لیا گیا ہے ساتھ ہی رسالت و نبوت کے معنوی

میں اعتباری فرق اور اختلاف کو بھی اختصاراً ذکر کیا گیا ہے تاہم دونوں کی فرضا و

غایت کے یکساں ہونے اور اہم علماء اسلام کی آراء کی بنیاد پر مساوی معنی

کو ترجیح دی گئی ہے۔

مقالہ کا دوسرا باب جس میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ قرآن کریم جو پیغام خدا

وندی کا سب سے مستند ماخذ ہے میں رسالت کا کیا تصور قائم کیا گیا ہے ؟

ایک رسول کو اپنی عظیم ذمہ داریوں کو نبھانے کے لیے جس قسم کی غیر معمولی قابلیت و

صلاحیت سے نوازا جاتا ہے نیز وہ اپنی شخصی زندگی کے پس منظر میں جس طرح کی

نمایاں خصوصیات کا حامل ہوتا ہے ان سب اہم نکات پر حق المقدور روشنی

ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے مثلاً رسول اللہؐ کی ہدایت کے لیے انسانوں

ہی سے مبعوث کیا جاتا ہے انہیں بھی صرف مردوں کو چنا جاتا ہے

اچھے قبیلے اچھے نسب، وجیبہ و باوقار شخصیت کا مالک ہوتا ہے اس کی زندگی ایسی پاک اور گناہوں سے مبرا ہوتی ہے کہ ہر شخص اس کی شرافت کا لوہا ماننے پر مجبور ہوتا ہے یعنی رسولِ موصوم ہوتا ہے، اللہ کی جانب سے اُس پر وحی آتی ہے اور قدرت کی تائید و نصرت بروقت اس کو حاصل کرتی ہے اس کو باطنی علوم اور حکمت بالغہ سے نوازا جاتا ہے وہ اپنے زمانے کا سب سے بڑا عالم، فیصل اور صاحبِ حکم ہوتا ہے۔

مقالہ کا تیسرا باب "آریہ اور ویدوں کے تعلق" کے عنوان سے ہے، اس میں یہ باب جو تھے باب "ویدوں میں رسالت کا تصور" کے لیے زمینیں ہموار کرنے کے لیے تھا کہ جب تک ہندوستان اور یہاں کی قدیم آبادی جنکے درمیان وید اور ویدوں سے متعلق لڑ-چکر پروان چڑھا تھا حاضر فوہ معلومات فراہم نہ کی جاتی تو ویدوں کے بارے میں مناسب نتیجہ تک پہنچنا مشکل ہوتا اس لیے اس باب میں حاملان وید یعنی آریہ کے بارے میں روشنی ڈالی گئی ہے ویدوں اور اس سے متعلق مذہبی لڑ-چکر کا تعارف اور اس کے عہد تنظیم پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کہ ویدوں کا وجود عمل میں کیسے آیا یعنی وید پہلے سُرگ کی شکل میں زبانِ طود سے ایک مخصوص طبقے میں چلے آ رہے تھے بعد میں کرن دوئے پائین گرو ویدو یاس نے یکجا کر کے کتابی (سمبھاگ) شکل دے دی۔

ویدوں کے کئے "جسے میں ویدوں کے اندر درجہ بندی کیے کی گئی ہے؟ ویدوں ویدوں باتوں
 ہر روشنی ڈال گئی ہے ساتھ ہی ویدوں سے متعلق لٹریچر جو ویدوں کی
 لفظی اور فکری ہر اعتبار سے ترجمان کرتا ہے اس کے بارے میں بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے
 مثلاً براہمن، آرنیک، اپنشد اور ان کے بعد تخلیق اور اسباب پر خامی گفتگو
 کی گئی ہے۔ پھر ان سب کی تعداد اور ویدوں سے کس کا کیا تعلق ہے پر روشنی ڈالنے کی
 کوشش کی گئی ہے۔

اس مقالہ کا چوتھا باب "ویدوں میں رسالت کا تصور" کے عنوان سے ہے اس
 باب میں یہ جاننے کی کوشش کی گئی ہے کہ ویدوں میں رسالت کا تصور کس طرح ابھر
 کر سامنے آتا ہے۔ جس میں کچھ مخصوص نکات پر خصوصی توجہ دی گئی ہے مثلاً
 ویدوں کا زمانہ اور قرآن میں مذکور اوالعزم رسول حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ کا تعلق
 ظاہر کیا گیا ہے قرآن میں مذکور حضرت نوح سے متعلق اہم واقعہ "طوفان نوح" کے سلسلہ میں ہندو
 لٹریچر سے شواہد فراہم کیے گئے ہیں ساتھ ہی مغربی مصنفین کے خیالات کو بھی پیش کیا
 گیا ہے۔ ویدوں میں رسالت کے لئے کیا مخصوص لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے رسالت
 کی ترجمانی ہوتی ہے؟ اس میں لفظ دوت سے استدلال کیا گیا ہے کہ وہ کس کس پرائے
 سے ویدوں میں نمائندہ Messenger, Envoy کے معنوں میں استعمال ہے
 ساتھ ہی یہ بھی جاننے کی کوشش کی گئی ہے کہ ویدوں میں ہر پیغام رسالت ملتا ہے

ماخذ کے اعتبار سے اسکی کیا حیثیت ہے۔ مثلاً قرآن کے تعلق سے وحی کی حالت
 طریقوں کا ذکر کیا گیا ہے لیکن ویدوں کی ایسی کوئی حیثیت سامنے نہیں آتی۔ بلکہ یہ ضرور ظاہر
 ہوتا ہے کہ وہ تعلیمات جو قرآن میں موجود تعلیمات سے ملتی جلتی ہیں وہ یقیناً کسی نہ کسی
 رسول کے ذریعہ ہی حاصل ہوئی ہوں گی اور وہ رسول شاید حضرت نوح علیہ السلام ہوں گے کیونکہ ان کا
 عہد اور شخصیت اہل وید سے زیادہ اقرب معلوم ہوتا ہے۔

اس مقالہ کا پانچواں باب ”تعلیمات رسالت کا موازنہ قرآن میں اور ویدوں میں“
 کے حوالہ سے ہے اس باب میں ہر رسول کی جانب سے پیش کی گئی بنیادی تعلیمات میں مثلاً
 توحید، آخرت، رسالت، اور اخلاق حمیدہ انہیں تو صِدِّقِ اکْبَر اور اَمَلِ قَاصِدِ پر رکتا ڈالنا
 کہ اسطورہ پر کوشش کی گئی ہے کہ تقابلی طور پر ایک جانب قرآن کی آیتوں کو رکھا گیا ہے
 اور دوسری جانب سامنے ویدوں کے منتروں کو پیش کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں

موت، برزخ، یوم حساب، حُجُب اور دوزخ کے بارے میں خاطر خواہ
 وضاحت کرنے کا کوشش کی گئی ہے مثلاً چھوٹی جھوٹ، سود، بے رحمی جیسے
 فضائل بد کی مذمت میں آیات و منتر پیش کیے گئے ہیں۔ اس باب کے آخر میں
 متساویانہ رویہ سے قطع نظر کچھ اہم اختلاف و امتیاز پر صریح فرق پیش کیے گئے
 ہیں۔ مثلاً ویدوں میں توحید کا بہ نسبت شرک کا بیان کثرت سے ملتا ہے وید کسی ایک فرد
 (رسول) کے بجائے سکڑھوں رشیوں کے ذریعہ وجود میں آئے ہیں۔ اس قسم کی باتیں ویدوں کو محف
 سماوی کے زمرہ میں شامل ہونے کو قطعاً مانع ہوتی ہیں۔ یہ ایک مختصر خلاصہ ہے ہذا مندرجہ
 رَجَب، و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

محمد عباس

رہبر اسکا لرشعہ نسی و بنیات مسلم پوخی و رشی علی گڑھ



**CONCEPT OF "RISALAT": IN THE LIGHT OF
THE HOLY QURAN & THE VEDAS**

(رسالت کا تصور: قرآن مقدس اور ویدوں کی روشنی میں)

THESIS

SUBMITTED FOR THE AWARD OF THE DEGREE OF

Doctor of Philosophy

IN

SUNNI THEOLOGY

BY

MOHD ABBAS

Under the Supervision of

Dr. ABDUL KHALIQ

DEPARTMENT OF SUNNI THEOLOGY

ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

ALIGARH (INDIA)

2001



CONCEPT OF "RIBALAT" IN THE LIGHT OF
THE HOLY QURAN & THE VEDAS

BY
DR. ABDUL KHALID

THESIS

THESIS

SUBMITTED FOR THE DEGREE OF M.A. IN ISLAMIC STUDIES

T-5774

ISLAMIC THEOLOGY



THESIS

T5774

Under the Supervision of

DR. ABDUL KHALID

DEPARTMENT OF ISLAMIC THEOLOGY

AL-BALAGH MUSLIM UNIVERSITY

AL-BALAGH (INDIA)

5001



Phone—Office : 515

DEPARTMENT OF SUNNI THEOLOGY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY
ALIGARH—202002

Ref. No. _____

Dated 14.3.2002

TO WHOM IT MAY CONCERN

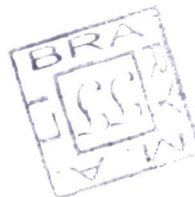
this is to certify that Mr. Mohd. Abbas
Enrolment No. Z-6847, research scholar in the Deptt.,
of Sunni Theology has completed his thesis entitled
"CONCEPT OF RISALAT IN THE LIGHT OF THE HOLY QURAN
AND THE VEDAS", under my supervision.

This work is an original piece of work.

A. K. Khalique
(Dr. Abdul Khalique)
Supervisor

Forwarded

[Signature]
CHAIRMAN
Department of Sunni Theology
A.M.U., ALIGARH



انتساب

”خليفة دوم امير المؤمنین سیدنا
عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام“

جن کی سوانح حیات پڑھ کر میرے دل میں
طلب علم کا جذبہ پیدا ہوا

فہرست مضامین

صفحہ	مقدمہ
	باب اول
۱	رسالت کے لغوی اور اصطلاحی معنی
	باب دوم
۱۳	رسالت کا تصور قرآن میں
	باب سوم
۱۱۲	آریہ اور ویدوں کا تعلق
	باب چہارم
۱۵۳	رسالت کا تصور ویدوں میں
	باب پنجم
۱۹۲	تعلیمات رسالت کا موازنہ قرآن میں اور ویدوں میں
۲۱۱	کتابیات
۲۱۶	کچھ خاص الفاظ اور اس کے معنی



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لویہ والصلوة علی نبیہ والہ وصحبہ اجمعین .

اس خالق عزوجل کا بے پایاں کرم ہے کہ اس نے بنی نوع انسان کو اس زمین کا وارث بنایا۔ اور ڈھیر ساری انواع و اقسام کی لذتوں سے بہرہ ور کیا اور ضروریات زندگی کے مطابق دیگر مخلوق سے منفعت حاصل کرنے کے طریقے سمجھائے۔ اس مالک حقیقی نے جہاں دنیا کی مختصر سی زندگی کے لیے بہت سے اسباب مہیا کئے وہیں دنیا کے بعد آنے والی طویل اور دائمی حیات کے واسطے دنیاوی زندگی ہی کو سبب قرار دیا۔

تاکہ انسان ہر وہ عمل کرے جو اسے آخرت کی زندگی میں نفع دے اور ہر اس عمل سے بچے جو اسے دنیا و آخرت دونوں جگہوں پر رنج و مصیبت سے دوچار کرتا ہو۔ ان اچھے برے اعمال میں فرق کرنے اور صحیح راستہ چننے کے لئے پہلے تو اس نے انسان کے اندر ہی عقل و سمجھ و دیعت فرمادی کہ خود وہ اپنی مخصوص صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر بہتر زندگی گزارنے کی کوشش کرے اس کے باوجود اگر وہ اپنی انسانی صلاحیتوں سے فائدہ نہیں اٹھاتا اور ضمیر کی آواز سے بے اعتنائی برت کر غفلت و سرکشی اختیار کرتا ہے اور شیطانی سرشت کو اپناتا ہے تو اسے تنبیہ کرنے اور برے نتائج سے ڈرانے اور اچھے عمل کے لئے خوشخبری سنانے کو انسانوں ہی میں سے ایسے افراد پیدا فرمائے جو اپنی باطنی صلاحیتوں اور قوتوں کے اعتبار سے تو عالم ملکوت سے مربوط اور ظاہری اعتبار سے اپنی ہی قوم کے قبیلے کا ایک بشر، علم و حکمت میں ایسا کہ زمانے کا بڑا سے بڑا فلسفی اس کے قدموں کی خاک کو اپنی پیشانی سے ملنا تاج افتخار سمجھے اور سادگی ایسی کہ گناہ و چا پلوسی کبھی اس کے فیصل عصمت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے کی جرأت نہ کر سکے یہی اللہ کے رسول اور پیغمبر ہیں جو ہر دور ہر علاقہ

اور ہر قوم میں اسی کی زبان میں پیغام حق لے کر مبعوث ہوئے۔

ولکل امة رسول. ۱۔ ہر قوم میں رسول آئے۔

وما ارسلنا برسول الا اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا

بلسان قومہ. ۲۔ اس کی قوم کی زبان میں بھیجا۔

اور تمام رسولوں کی بنیادی تعلیم ایک ہی جیسی تھی ان کا دین ایک ہی تھا۔

انبياء اخوة لعلات امها ”تمام پیغمبر ایسے بھائی ہیں

تھم شتی و دینہم جن کا باپ ایک ہے اور

واحد. ۳۔ مائیں مختلف ہیں اور ان کا

دین ایک ہے“

لہذا دنیا میں بہت سی ایسی قدیم قومیں آباد ہیں جن سے بظاہر کسی معروف رسول کا نام صحیح دلائل سے جڑا معلوم نہیں ہوتا تاہم اتنا یقین کے ساتھ کہنا پڑے گا ان میں کوئی نہ کوئی پیغام حق دینے والا مقدس رسول ضرور آیا ہوگا لہذا آج اس بات کی ضرورت ہے ان آسمانی مذاہب کے لٹریچر کو دیکھا جائے اور ان میں اس طرح کی تعلیمات کو تلاش کیا جائے جو پیغمبری تعلیمات سے میل کھاتی ہیں جس کا بہترین اور واحد پیمانہ قرآن مقدس ہے قرآن ہی کی روشنی سے لوگوں کو گمراہی کے اندھیروں سے نکالا جاسکتا ہے۔

كتاب انزلنہ الیک یہ کتاب جس کو ہم نے تیری طرف اتارا

لتخرج الناس من ہاں لیئے ہے کہ تو لوگوں کو اندھیروں

الظلمت الى النور۔ سے روشنی میں نکال لائے

رسالت کا تصور قرآن اور ویدوں کے عنوان سے یہ مقالہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس کے لیے قابل ستائش ہے شعب۱

دینیات کا بورڈ اور میرے تمام اساتذہ جنہوں نے مجھ ناچیز طالب علم سے اس طرح کا کام لینے کا فیصلہ کیا۔

یہ مقالہ پانچ باب پر مشتمل ہے۔

اس مقالہ کا پہلا باب رسالت کے لغوی اور اصطلاحی معنوں کی وضاحت پر مبنی ہے رسالت کے باری میں علماء اسلام اور نامور مصنفین نے کیا معنی سمجھے ہیں؟ رسالت و نبوت میں اعتباری اختلاف ہونے کے باوجود دونوں کی غرض و غایت کے یکساں ہوں نے کی بنیاد پر مساوی معنی کو ترجیح دی گئی ہے۔

دوسرا باب جس میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ قرآن جو پیغام خداوندی کا سب سے مستند ماخذ ہے میں رسالت کا کیا تصور قائم کیا گیا ہے؟ ایک رسول کو اپنی عظیم ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے قدرت نے کس قسم کی غیر معمولی قابلیت و صلاحیت سے نوازا ہے۔ وہ اپنی شخصی زندگی کے پس منظر میں کس طرح کی نمایاں خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔ مثلاً رسول وہ مرد ہی ہوتا ہے انسانوں میں سے ہوتا ہے معصوم ہوتا ہے صاحب وحی ہوتا ہے حکیم و مدبر ہوتا ہے اور اپنے زمانہ میں سب سے اعلم ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ ان نکات پر حتی المقدور روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

تیسرا باب اصل میں چوتھے باب ”ویدوں میں رسالت کا تصور“ کی وجہ سے لکھنا ناگزیر معلوم ہوتا تھا کیونکہ جب تک ہندوستان اور یہاں کی قدیم آبادی اور اس کی مذہبی لٹریچر کے بارے میں خاطر خواہ معلومات فراہم نہ ہو جاتی تو ”ویدوں“ کے متعلق مناسب نتیجہ تک پہنچنا مشکل ہوتا۔ اس لئے اس باب میں ہندوستان قدیم میں آریہ اور ویدوں کے تعلق سے معلومات فراہم کی گئی ہیں اور ویدوں اور ویدوں سے متعلق لٹریچر اور

اس کے نظم و ترتیب کے زمانوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں اپنی کم مائے گی کے احساس کے ساتھ حتی المقدور روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

چوتھا باب اس میں اس بات کے جاننے کی کوشش کی گئی ہے کہ ویدوں میں رسالت کا تصور کس طرح ابھر کر سامنے آتا ہے جس میں کچھ مخصوص نکات پر خصوصی توجہ دی گئی ہے مثلاً ویدوں کا زمانہ قرآن میں مذکور کس رسول کے زمانے سے تعلق رکھتا ہے؟ کیا ویدوں میں اس مذکورہ رسول سے متعلق بھی کچھ معلومات ملتی ہیں یا نہیں؟ ویدوں میں رسالت کے لیے کیا مخصوص لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے رسالت کی ترجمانی ہوتی ہے؟ ویدوں میں جو پیغام رسالت ملتا ہے ماخذ کے اعتبار سے اس کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

پانچواں باب قرآن اور ویدوں میں مذکورہ کچھ اہم تعلیمات رسالت کا موازنہ پیش کیا گیا ہے کیونکہ ہر رسول رسالت کے ساتھ ساتھ توحید و آخرت اور اسی کے ضمن میں اخلاق حمیدہ کی دعوت دیتا ہے اس لیے ویدوں سے اس قسم کی تعلیمات کے نمونوں کو تلاش کر کے قرآن کے سامنے رکھا گیا ہے۔

اختتام پر کتابیات میں ان کتب و رسائل کا ذکر کیا گیا ہے جن سے مقالہ کی ترتیب و تشکیل کے دوران مدد لی گئی ہے اس مقالہ کی تکمیل کے لئے سب سے پہلے اپنے استاذ اور فیکلٹی کے ڈین پروفیسر عبدالعلیم خاں صاحب کی خدمت میں ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں اور صدر شعبہ ڈاکٹر نسیم منصور صاحبہ اور شعبہ کے تمام اساتذہ کا بے حد ممنون ہوں جن کے مشفقانہ سلوک، حوصلہ افزا کلمات اور گرانقدر مشورے ناقابل فراموش ہیں۔

یہ مقالہ استاذ مکر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی نگرانی اور ان کی مکمل رہنمائی سے وجود میں آیا ہے انھوں نے جس توجہ اور انہماک سے مقالہ کو بار بار پڑھ کر مفید مشورہ وں سے

نوازا اور مختلف مواقع پر اس کو ضروری اصلاحات سے رونق بخشی میں ان کی ان سب عنایات اور مستقل مشفقانہ سلوک کا جو انھوں نے میرے ساتھ روارکھا ہے میرا دل ان کے لیے احترامی جذبات سے لبریز ہے جو انشاء اللہ تا عمر قائم رہے گا میں محترم پروفیسر الیس پی سنگھ سابق صدر شعبہ ہندی کا شکر گزار ہوں جنھوں نے بعض ناقابل اعتناء نکات کی وضاحت کی اور مفید مشوروں سے نوازا اور ساتھ ہی اپنے مشفق دوست ڈاکٹر واحد نصر و صاحب جنھوں نے ابھی حال میں سنسکرت میں اپنی پی۔ ایچ۔ ڈی۔ مکمل کی ہے کا ممنون ہوں کہ انھوں نے بعض موقعوں پر بڑا مفید تعاون کیا۔

محمد عباس
ریسرچ اسکالر
شعبہ سنی دینیات
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

باب اول

رسالت کے لغوی اور اصطلاحی معنی

باب اول

رسالت کے لغوی اور اصطلاحی معنی

لغوی معنی :-

رسالة. پیغام ارسال سے جس کے معنی بھیجنے کے ہیں اسم ہے اس کے معنی پیغام اور خط کے آتے ہیں۔ رسائل اور رسالات جمع۔ ترتیب قاموس المحيط میں ہے۔

والاسم الرسالة بالكسر والفتح وكصوب وامير

والرسول ايضاً المرسل ارسل ورسل ورسلا .

رسالت کسرہ اور فتح کے ساتھ (لفظ) صبور اور امیر کی

طرح ہے اور رسول بھی اسی معنی میں ہے المرسل یعنی بھیجا

ہوا ارسل، رسل، ورسلاء (جمع) ۱۔

پیچھے سے آتا ہے موافقت کرتا ہے اور پیغام الہی بندوں تک

پہنچاتا ہے اسے رسول کہتے ہیں اور یہی رسالت ہے۔

لسان العرب میں ہے۔

والرسول معناه في اللغة الذي بعثه اخذا من قولهم

جاءت الابل رسلا أي متتابعة وقال ابو اسحاق النحوي

۱۔ ترتیب قاموس المحيط صفحہ ۱۵ باب الراء طاہر احمد الزاوی طرابلسی۔

فی قوله عز وجل وکایة عن موسىٰ وَاخيه فَقولا انا
رسول رب العالمین معناه انا رسالۃ رب العالمین اُی
ذو رسالۃ قرب العالمین .

”اور رسول لغت میں اس شخص کو کہتے ہیں جو اس خبر کی موافقت کرتا
ہے اچھی طرح بیان کرتا ہے جس کو لے کر وہ آیا ہے
یہ (اہل عرب کے محاورہ) ”جائت الابل رسلا“ سے لیا
گیا ہے جس کے معنی اونٹوں کا پے در پے آنا ہوتا ہے
ابو اسحاق نحوی بھی یہی بات اخذ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے
اس قول میں جو حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی کے
بارے میں یعنی دونوں نے (قوم کو) مخاطب کیا۔ کہ ہم
رب العالمین کے رسول ہیں ہم رب العالمین کی رسالت
میں ہیں یعنی رب العالمین کی رسالت (خبر، موافقت
، پیغام) والے ہیں ۲

رسول جمع رسل لغوی معنی جو اپنے بھیجنے والے کے احوال و واقعات کی مطابقت کر
ے عام استعمال میں یہ لفظ قاصداً تلخیصی یا پیغام لانے والے کے لیے بولا جاتا ہے۔ ۳
اصطلاحی معنی :-

شریعت اسلامی کی اصطلاح میں رسول (صاحب رسالت) سے

۲ لسان العرب الجزء الثالث عشر ص ۳۰۴ مطبوعہ قاہرہ مصر۔

۳ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱۰ ص ۲۵۲۔

مراد اللہ کا وہ برگزیدہ بندہ ہے جسے اللہ تعالیٰ انسانوں
 تک اپنا پیغام پہنچانے کے لیے مبعوث فرماتا ہے۔ ۴
 علامہ سعد الدین تفتازانی نے رسالت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔
 ہی سفارة العبد بين الله وبين ذوى الالباب من خليقته
 ليزيع بها عللهم فيما قصر عنه عقولهم من مصالح
 الدنيا والاخر.

”وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی ہوشمند مخلوق کے درمیان بندہ
 کی سفارت ہے تاکہ اس کے ذریعہ ان کی ان بیماریوں کو
 دور کیا جاسکے جن میں ان کی عقلیں دینا و آخرت کی
 مصلحتوں سے عاجز ہو چکی ہیں۔ ۵
 ایک عام تعریف یہ ہے کہ۔“

أن الرسول انسان بعثه الله تعالى الى الخلق لتبليغ
 الاحكام ومعه كتاب وشريعة. ۶
 ”رسول وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تبلیغ احکام کے
 واسطے مبعوث فرمایا اور وہ آسمانی کتاب یا جدید شریعت
 رکھتا ہو۔ ۷

۴ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱۰ ص ۲۵۲۔

۵ شرح عقائد تفتازانی ص ۹۷۔ مطبوعہ لکھنؤ۔ نیز مفردات القرآن اصفہانی ص ۸۹۶

۶ دستور العلماء ج ۳ ص ۳۹۵۔ ۷ تفسیر معارف القرآن ج ۴ ص ۴۳۔

اس میں علامہ فخر الدین عریجی نے اتنا اضافہ کیا کہ ان کے پاس اور سامنے
حضرت جبرئیل آتے ہوں اور کلام کرتے ہوں۔ چنانچہ فرمایا:

والرسول واحد الرسل وهو الذی یاتیه جبرئیل علیہ

السلام قبلاً وبکلمہ. ۸

نزول قرآن کے سلسلہ میں حضرت جبرئیل سید الملائکہ کے بارے میں فرمایا گیا۔

انہ لقول رسول کریم بیشک یہ (قرآن معزز

فرشتے کا) پہنچایا ہوا)

پیغام ہے۔ ۹

سورہ مریم میں حضرت جبرئیل کا مقولہ ہے۔

قال انما انا رسول ربک لاهب لک غلاماً

زکیاً. ۱۰

یہاں فرشتہ کو بھی رسول کہا گیا ہے۔ ایسا کئی مقامات پر ہے

جہاں فرشتوں کو بھی رسول کہا گیا ہے۔

چنانچہ فرمایا گیا:

ہم تمہارے پروردگار کے
بھیجے ہوئے ہیں یہ لوگ تم
تک نہیں پہنچ پائیں گے۔ ۱۱

انارسل ربک لن

یصلوا الیک

۸ مجمع البحرین ص ۱۷۷۔ فخر الدین طریقی۔

۹ سورہ تکویر آیت ۱۰

۱۱ الہود۔ ۸۱

۱۰ مریم۔ ۱۹

کہیں کسی نبی کے امتیوں کے لیے بھی رسول کا لفظ استعمال کر دیا گیا ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرستادہ قاصد جن کو قرآن میں یاد کیا گیا ہے۔

إذ جائها المرسلون ۱۲۔ جب آئے ان کے پاس
فرستادے۔

حالانکہ یہ حضرات رسول یا نبی نہ تھے۔

مذکورہ بالا الفاظ رسول جو فرشتے اور عام لوگوں کی لیے استعمال کیے گئے رسالت کی اصطلاحی معنوں میں مستعمل نہیں بلکہ لغوی معنی پر دلالت کرتے ہیں۔ فرشتے تو یوں رسول (اصطلاحی) نہیں ہو سکتے کہ قرآن کے بیان کردہ رسول کے صفات کے مطابق نہیں۔ قرآن نے رسولوں کو کھانے والا شادی کرنے والا، بازاروں میں (معمولات بشری کے مطابق) گھومنے والا بتایا ہے۔

چنانچہ سورہ فرقان میں ہے:

وما ارسلنا من المرسلين الا انهم ”اور نہیں بھیجے ہم نے تم سے پہلے

لياكلون الطعام ويمشون في رسول مگر یہ کہ وہ کھانا کھاتے تھے

الاسواق۔ اور بازاروں میں چلتے تھے“ ۱۳۔

۱۲۔ سورہ یسین آیت ۲۲۔

۱۳۔ الفرقان ۲۰۔

اور وہ شادی کرتے تھے۔

ولقد ارسلنا رسلا من
قبلک وجعلنا لهم
ازواجاً وذرّیّة
”اور بیشک تم سے قبل ہم
نے رسولوں کو بھیجا اور ان
کو بیویاں اور بچے عطا
کیئے“ ۱۴

اور رہا کسی نبی کے امتی کا رسول ہونا او وہ اس لیے ممکن نہیں کہ اس پر
اصطلاحی معنی صادق نہیں آتے یعنی نہ تو اس پر وحی آتی نہ حضرت جبریلؑ سامنے
آتے اور نہ شرعت جدیدہ کے حامل لہذا مذکورہ بلا مفاہیم جو لغوی اعتبار سے
قاصد یا خبر لے کر آنے والے کے معنی میں ہی سمجھے جائیں گے۔ تاہم جب انبیاء
کے لئے رسول کا لفظ استعمال ہو تو اس کے وہی معنی ہوں گے جس کی تشریح اوپر
گذری اور علماء اسلام نے جس کی یہ مشترک شرائط رکھے ہیں۔

انّہ حرٌّ ذکّرٌ من بنی آدم یوحی الیہ بشرع.

”یعنی نبی یا رسول آزاد ہوتا ہے (غلام نہیں ہوتا) وہ انسان کامل ہوتا ہے
، اولاد آدم سے ہوتا ہے (جنات یا ملائکہ نبی نہیں ہو سکتے مرد ہوتا ہے۔ عورت
نبی نہیں ہو سکتی“۔ ۱۵

قرآن شاہد ہے۔

وما ارسلنا من قبلک الا
رجالا نوحى الیہم من
اہل القرئ ۱۶۔
”اور (اے محمد) تجھ سے
پہلے ہم بستیوں کے رہنے
والے مردوں کو رسول بنا
تے رہے۔

انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں ہے۔

Risala(A) an Arbic term attested at a

very early stage

in the an cient Inscription of Arabia with

the meaning of message or of

mission ۱۷۔

انسائیکلو پیڈیا آف ریلچن میں رسول کی جانب سے جو پیغام اور ہدایت دی
جاتی ہے اس کو رسالت کہتے ہیں۔۔۔

Risalah is sometimes used for the

mession or message of a rasul.

رسول اور نبی دونوں کی بنیادی طور پر یکساں تعریف بیان کی گئی ہے۔

The Quran the first text of Islam uses two Arabic nouns for messenger figures :nabi and rasul. the latter frequently appears in the phras rasulallah (messenger of God) ۱۸

ترجمہ:- اسلام کا اولین بنیادی ماخذ رسول کے لیے دو عربی لفظ اسم استعمال کرتا ہے نبی اور رسول مذکورہ الفاظ واضح طور پر ’رسول اللہ‘ یعنی اللہ کے پیغامبر کے معنے میں متعارف ہوا‘

انسائیکلو پیڈیا آف ریٹچن ہی میں اصطلاحی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے:

Nabi: Arabic word for a prophet; one who has becom inspired by God in a dream or in speaking direct to the heart or by speach with angel ۱۹

ترجمہ:- نبی عربی لفظ (رسول) ایک پیغمبر کی لیے یہ وہ شخص ہوتا ہے جسے اللہ کی جانب سے خواب میں وحی آتی ہے یا بلا واسطہ بات کر کے سیدھے دل پر یا فرشتہ کے ذریعہ پیغام دے کر۔

۱۸ انسائیکلو پیڈیا آف ریٹچن ۱۹۵۷ء جلد نمبر ۱۱

۱۹ ایضاً.....

ڈکشنری آف کمپیوٹر لیجن میں بھی کچھ اسی طرح ہے۔

Prophet(islam)The Quran uses word
 rasul (messenger of God)PL. rusul, and
 nabi (prophet)PL. anbiya.

لفظ رسول کو قرآن نے اللہ کے پیغمبر کے معنی میں استعمال کیا ہے رسول کی جمع
 رسل آتی ہے اور نبی کی انبیاء۔ ۲۰

ایک بات اور واضح کر دینا نہایت ضروری ہے کہ نبی اور رسول دونوں ایک
 ہی معنی میں ہیں جیسا کہ اوپر تعریفات سے روشن ہے۔ اگرچہ علماء اسلام کا اس بارہ
 میں کافی اختلاف ہے کچھ لوگوں کے نزدیک دونوں متغائر معنوں میں ہے لیکن اس
 بات کی تردید قرآن میں حضرت اسمعیلؑ اور حضرت موسیٰؑ سے متعلق آیت سے ہو جاتی
 ہے جنہیں رسول اور نبی دونوں کہا گیا ہے۔

”وكان رسولاً نبياً“

ترجمہ:- اور تھا رسول اور نبی

ایک بڑا طبقہ امت کا دونوں کے درمیان عموم خصوص مطلق کی نسبت مانتا
 ہے۔ یعنی نبی اعم اور رسول خاص ہے کہ ہر نبی رسول نہیں ہو سکتا لیکن ہر رسول نبی
 ہوتا ہے نیز نبی فرشتہ نہیں ہوتا جبکہ فرشتے رسول بھی ہوتے ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

اللہ یصطفیٰ من الملائكة ”اللہ جن لیتا ہے فرشتوں

رُسلًا ومن الناس . اور انسانوں میں پیغام

پہنچانے والے“ ۲۱

اس صورت میں نبی اور رسول کے درمیان فرق کیا ہوگا۔ اس کی وضاحت

میں۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔

ما هو الا شهر فی الفرق بینہما من المنقول بان النبی

اعم من الرسول اذا الرسول من امر بالتبلیغ والنبی من

اوحی الیہ اعم من ان یؤمر بالتبلیغ ام لا .

زیادہ تر مشہور فرق جو ان دونوں میں منقول ہے یہ ہے کہ

نبی رسول سے اعم ہے کیوں کہ رسول وہ ہے جو تبلیغ پر مامور

ہو اور نبی وہ ہے جس کی طرف وحی کی جائے خواہ وہ تبلیغ پر

مامور ہو یا نہ ہو۔ ۲۲

۲۰ ڈکشنری آف کپریٹیو ریپچن از جی ایف برانڈن۔ ۲۱ الحج - ۷۵

۲۲ شرح فقہ الاکبر ملا علی قاری ص ۷۲-۷۳۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں ۲۳ علامہ جلال الدین
دوانی نے تفسیر جلالین میں ۲۴ علامہ عبداللہ بن عمر بیضاوی نے تفسیر انوار التنزیل میں
اسی کو اختیار کیا۔ ۲۵

شاہ عبدالقادر دہلوی نے اس نظریہ کے تمام علماء کی ترجمانی ان الفاظ میں کی ہے۔
”جس کو اللہ سے وحی آئی وہ نبی ہے اور ان میں جو خاص

ہیں امت رکھتے ہیں یا کتاب وہ رسول ہیں“۔ ۲۶

امت میں علماء کا ایسا طبقہ بھی رہا ہے جس نے ہمیشہ تساوی کا معنی اختیار کیا۔
امام ابن ہمام نے المسائرہ میں اس کو محققین اسلام کی جانب اس طرح منسوب کیا
ہے۔

واما علی ما ذکرہ	ترجمہ:- لیکن محققین نے جو
المحققون من ان النبی	ذکر کیا ہے ”نبی وہ انسان
انسان بعثہ اللہ لتبلیغ ما	ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس
اوحی الیہ وکذا الرسول	لیئے مبعوث فرمایا کہ جو کچھ
فلا فرق۔ ۲۷	اس کی طرف وحی کی ہے اس
	کی تبلیغ کر دے اور اسی
	طرح سے رسول۔“

۲۳ فتوحات مکیہ باب ۱۴ ص ۱۵۹

۲۴ تفسیر جلالین سورۃ حج

۲۵ تفسیر انوار التنزیل جلد ۲ ص ۶۲

۲۷ المسائرہ مع شرح المسائرہ ص ۹۴

۲۶ موضع القرآن تفسیر سورہ مریم

علامہ سعد الدین تفتازانی نے بھی شرح مقاصد اور شرح عقائد نسفی میں اسی کو اختیار کیا۔

وتعریف الرسول بما	اور رسول کی تعریف جو
یصدق علی کل نبی	ہر نبی پر صادق آتی ہے
یجعل الرسول والنبی	رسول اور نبی متساوی

متساویین۔ معنوں میں ہیں۔ ۲۸۔

اس بحث کو مختصر کرتے ہوئے یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم نے یہاں تبلیغ و ہدایت کی بنیادی وجہ سے نبی و رسول کے متساوی معنی ہی لیے ہیں یہی ہمارے قرین تحقیق ہے۔

باب دوم

رسالت کا تصور قرآن میں

- الف۔ حقیقت رسالت۔
- ب۔ (رسالت اور بشریت) رسول کا بشر ہونا۔
- ج۔ (رسالت اور عصمت) رسول کا معصوم ہونا۔
- د۔ رسول کا صاحب علم ہونا۔
- ہ۔ رسول کا صاحب وحی ہونا۔
- و۔ رسول کا صاحب حکمت ہونا۔
- ز۔ رسول کا صاحب حکم ہونا۔
- ح۔ رسول کا صاحب معجزہ ہونا۔

(الف) حقیقت رسالت

(رسالت (نبوت) انسانیت سے بلند تر مرتبہ ہے یہ اللہ کی جانب سے اس کے ذریعہ پسند کیئے گئے مخصوص بندوں کو عطا کیا جاتا ہے۔ رسالت (نبوت) خالص وہی شی ہے کسی مجاہدہ، ریاضت اور عبادت کے ذریعہ حاصل نہیں کی جاسکتی تاہم رسول و نبی مجاہدات و عبادات میں سب سے آگے ہوتا ہے۔ یہ اس کے مشاہدات روحانی، عرفان خداوندی کی لذت میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے اور آثار روحی کے قبول کرنے کی استعداد میں قوت آتی ہے۔ اکثر انبیاء کو عبادات شاقہ کے بعد خصوصی قرب او کلام الہی سے نوازا گیا حضرت موسیٰ نے جب چالیس دن کے روزے اور عبادات شاقہ انجام دی تو انھیں توریت عطا کی گئی حضرت عیسیٰ نے بھی چالیس روز تک جنگل میں سخت مجاہدہ، عبادت انجام دی اور روزہ رکھے تو انھیں انجیل عطا کی خود سرور کائنات حضرت محمد ﷺ نزول قرآن سے قبل مہینوں غار حراء میں روزہ رکھ کر عبادت و مجاہدہ میں مصروف تھے کہ ان پر فرشتہ ظاہر ہوا قرآن کا نزول ہوا اور انھیں اپنی رسالت کا اعلان کرنے کا حکم ملا لیکن کبھی بغیر مجاہدات ریاضت کے کسی نبی کو اعلان رسالت کرنے کا حکم ملتا ہے جیسے حضرت عیسیٰ کہ انھیں پالنے میں اعلان رسالت کرنے کا حکم ملا قوم نے جب ان کی ماں حضرت مریم پر ملامت کی تو انھوں نے اپنے نو مولود بچہ (حضرت عیسیٰ) کی طرف اشارہ کیا کہ یہ جواب دے گا۔

قرآن میں ہے :

کیف نکلم من کان فی المهد (قوم نے کہا) ہم کیسے اس سے
صیقا قال انی عبد اللہ آتی بات کریں جو ابھی پانے میں بچہ
الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی ہے عیسیٰ نے کہا میں خدا کا بندہ ہوں
مبارک! ایما کنت ۔۱۔ اس نے مجھے کتاب الہی دی اور مجھے
نبی ٹھہرایا اور مبارک بنایا میں جہاں
پر ہوں

ایسا اس زمانے اور قوم کے حالات و مزاج کے مطابق ہوتا ہے کہ کب کس کو
کیسے اپنی رسالت کا اعلان کرنا ہے حضرت عیسیٰ کے لیے یہی مناسب تھا کہ بچپن میں
اعلان کریں ۔ حضرت یوسف نے بالغ ہونے کے بعد مصر میں اعلان نبوت کیا ۔ نبی
آخر الزمان حضرت محمد ﷺ کو لمبی مدت تک قوم کے درمیان رکھا گیا ان کی محاسن اور
خوبیوں کا قوم نے جب لوہا مان لیا تب انھیں اعلان رسالت کا حکم ملا ۔ جب قوم نے
آپ کو جھٹلانے کی ناکام کوشش کی تو آپ نے یہی بات دلیل کے طور پر سامنے رکھی
جس کو قرآن کریم نے اس طرح بیان فرمایا :

فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ تو اس (دعوائے رسالت) سے پہلے
افلا تعقلون ۔۲۔ میں تم میں ایک عمر گزار چکا ہوں کیا تم
نہیں سمجھتے ۔

غرضیکہ عبادات و مجاہدات رسالت و نبوت ملنے کے لیے لازمی شئی نہیں اور نہ ہی اعلان رسالت کرنے کے لیے بھی ضروری ہیں بلکہ یہ صرف اللہ رب العزت کی رحمت و مشیت پر منحصر ہے کہ وہ کب اور کس کو اس منصب پر فائز کرتا ہے لیکن عامۃً چالیس سال یعنی پختہ عمر حاصل کرنے کے بعد ہی کسی کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا ہے چنانچہ فرمان خداوندی ہے:

اللہ اعلم حیث یجعل اللہ بہتر جانتا ہے کہ جہاں وہ اپنی
رسالتہ ۲۰ پیغمبر کا منصب بنائے

ذالک فضل اللہ یوتیہ می یہ (رسالت نبوت) خدا کا فضل
یشاء ۲۱ ہے جیسی وہ چاہے عطا کرے۔

لہذا رسول من جانب اللہ صرف بندوں کی ہدایت اور ان کی فلاح و بہبودی کے لئے
کوشاں رہتا ہے۔

رسول اپنے رب کا ایسا تابع دار ہوتا ہے کہ سرمو برابر کبھی مرضی الہی سے روگردانی
نہیں کرتا وہ صفات کمالیہ کا منبع ہوتا ہے۔

رسول نہ مغرور و متکبر ہوتا ہے نہ جابر و ظالم بد مزاج سخت رو بھی نہیں ہوتا بلکہ اعتدال
مزاج خوش اخلاق پاک طینت، سنجیدہ و متین، دوستانہ الہی کے ساتھ نرم خو اور
متواضع دشمنان حق کے ساتھ شدت قوت کا اظہار کرتا ہے۔ لایعنی اور رذیل باتوں
سے منزہ و پاک ہوتا ہے مجرموں کو معاف برائی سے پیش آنے والوں سے

درگزر کرتا ہے وہ سراپا رحمت اور عفو کرم کا مجسمہ ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اللہ کی صفات کمالیہ کا مظہر ہوتا ہے۔

وما ارسلناک الا رحمةً ہم نے نہیں بھیجا آپ (رسول)
 للعالمین . ۵
 کو مگر سارے عالموں کے لیے
 رحمت بنا کر۔

رسول خود کبھی گمراہ نہیں ہوتا وہ بچپن ہی سے شرک و بت پرستی سے محفوظ ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کے واقعات سے ظاہر ہے اور خود حضور پاک ﷺ کے بارے میں اللہ کا قول ہے۔

ما ضل صاحبکم وما غویٰ۔ ۶
 تمہارے صاحب (رسول) نہ گمراہ
 ہوئے نہ بہکے۔

رسول خود گمراہ بھی کیسی ہو سکتا ہے وہ تو ہدایت کا پیغامبر ہوتا ہے۔ قرآن نے رسولوں اور نبیوں کے لیے ہادی کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

ولکل قوم ہاد۔ ۷
 اور ہر قوم کے لیے ایک ہدایت دینے
 والا (رسول) ہے۔

غرضیکہ رسول تمام نقص و آلائش سے منزہ ہوتا ہے اس کا ہر عمل قابل اتباع ہے یعنی وہ معصوم ہوتا ہے۔ ہم آگے تفصیل سے رسول کے معصوم ہونے کا ذکر کریں گے جس طرح رسول کا عمل مرضی الہی کے مطابق ہوتا ہے اسی طرح اس کا قول بھی ہوتا ہے وہ

وہی بات اپنی زبان حق ترجمان سے نکالتا ہے جو اس کا رب اس سے بلوتا ہے۔
قرآن شاہد ہے:

وما ينطق عن الهوى ان هو الا اور رسول اپنی مرضی سے کچھ بولتے
وحی یوحىٰ ۸۔
اپنی وحی (حکم) کیا جاتا ہے۔

رسول موید من اللہ ہوتا ہے ہمہ وقت اس کا رابطہ عالم بالا سے قائم رہتا ہے
کبھی منقطع نہیں ہوتا۔ اس لیے اس کا دل اطمینان الہی سے لبریز ہوتا ہے عبادت
وریاضت میں اس کو ایسی لذت نصیب ہوتی ہے جو دوسروں کو کبھی نصیب نہیں ہو سکتی۔
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

لا يزال مائلاً الى عالم الغيب عالم غيب کی جانب ہمیشہ اس کا میلان
يحس اثر ميله في كلامه جھہ رہتا ہے۔ اس میلان کا اثر اس کی
وشانه كله يرى انه مويده من بات میں چہرہ مں اور ہر کام میں
الغيب يفتح بادنئ رياضته مالا محسوس ہوتا ہے اس کے ہر پہلو سے
ينفتح بغيره من القرب معلوم ہوتا ہے کہ عالم غیب سے اس کو
والسكينة ۹۔
تائید پہنچتی ہے کہ ادنی ریاضت سے

اس کو ایسا قرب و تسکین حاصل حاصل
ہو جو دوسروں کو بڑی ریاضت
وعبادت سے بھی حاصل نہ ہو۔

رسول کو اپنے موید من اللہ ہونے پر ایسا یقین کامل ہوتا ہے کہ اس کی طمانیت کبھی بھی اس کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ حالات سے گھبرائے وہ اپنے مقصد پر ایسا مستحکم ہوتا کہ ساری دنیا اپنی تمام تر مادی توانائیوں کے ساتھ اس کے مقابلے آئے لیکن ذرہ برابر بھی اس کے پائے ثبات کو لغزش کا شائبہ بھی نہیں ہوتا جیسے حضرت موسیٰ فرعون کے جادوگروں کے لاتعداد سانپوں کو دیکھ کر نہ گھبرائے حضرت خلیل کو آگ میں ڈالا گیا اور ان کے اطمینان قلبی میں کوئی فرق نہ آیا۔ خود سرور کائنات ﷺ جنگ حنین میں تیروں کی سخت بارش میں جبکہ تمام لشکر تقریباً تتر بتر ہو چکا تھا آپ وہیں کھڑے رہے۔ ۱۰۔

رسول کو اپنی کامیابی کا علم یقین ہوتا ہے۔

قرآن میں ہے:

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا
”اور ہماری بات پیغمبر بندوں کے
المرسلین انهم لهم المنصورون متعلق پہلے ہی طے ہو چکی ہے کہ
وان جندنا لهم الغالبون۔ ۱۱۔ انہی کی مدد کی جائے گی اور ہمارا
ہی لشکر غالب ہوگا۔“

رسول اپنی قوم میں عالی نسب، صادق القول، وعدہ وعہد کا پکا۔ صاحب عزت، وجیہہ خوب صورت اور پرکشش شخصیت کا مالک ہوتا ہے جو ایک بار اس کا ہو جاتا ہے کبھی اس سے جدا ہونے کی خواہش نہیں کرتا وہ بیک وقت عالم، مدبر، حکیم، سپہ سالار اور رہنما ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں حدیث ہرقل کے تحت رسول کی

بہت سی خوبیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے بعد تمام والیان ممالک کو ہدایت نامہ ارسال فرمایا تو ایک خط ہرقل شاہ روم کے نام بھی حضرت وحیہ کلبی کی سفارت میں بھیجا جب یہ خط پہنچا اسی زمانہ میں ابوسفیان نے فلسطین کا سفر کیا ہرقل بھی فلسطین کے دورے پر آیا ہوا تھا اس نے ابوسفیان اور ان کے ہمراہیوں کو دربار میں بلا کر رسول اللہ ﷺ کے متعلق کچھ سوال کیئے جس کی جوابات ابوسفیان نے دیئے۔ ان سوالات و جوابات کی روشنی میں شاہ روم نے حقیقت رسالت کے سلسلے میں جو وضاحت کی وہ قابل ذکر ہے۔ حدیث تو بہت طویل ہے لیکن ہم اتنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ہرقل نے جب تمام سوالات کر لیئے اور ابوسفیان نے جوابات بھی دے دیئے تو اس نے اپنے ترجمان سے کہا۔

قل له سالتك عن نسبہ	کہ ابوسفیان سے کہہ کہ میں
فذكرت انہ فيكم	نے تم سے ان کے نسب کے
ذو نسب و كذا لك	بارے میں پوچھا تو تم نے
الرسول تبعث في نسب	بتایا کہ وہ تم میں عالی نسب
قومها و سالتك هل قال	ہیں۔ اور رسول اسی طرح
احد منكم هذا القول	اپنی قوم میں اعلیٰ نسب بھیجے
فذكرت ان لا قلت لو كان	جاتے ہیں۔ اور میں نے تم
احد قال هذا القول قبله	سے سوال کیا کہ یہ بات تم
لقلت رجل ياتي بقول قيل	میں سے اس سے پہلے کسی
قبله سالتك هل من ابائه	نے کہی تو تم نے کہا کہ نہیں
من ملك فذكرت ان لا	اگر اس سے قبل یہ بات کسی
فقلت فلو كان ابائه من	نے کہی ہوتی تو میں کہہ دیتا یہ
ملك فقلت رجل يطلب	پہلے کی کہی بات
ملك ابیه و سالتك هل	
كنتم تتهمونه بالكذب	
قبل ان يقول	

ماقال فذكرت ان لا فقد
اعرف انه لم يكن ليدر
الكذب على الناس
ويكذب على الله
وسألتك اشرف الناس
اتبعوا ه ام ضعفاء هم
فذكرت ان ضعفاءهم
اتبعوه وهم اتباع الرسل
وسألتك ايزيدون ام
ينقصون فذكرت انهم
يزيدون وكذا لك امر
الايمان حتى يتم
وسألتك ايرتد (منهم)
سخطه لدينه بعد ان يدخل
فيه فذكرت ان لا
وكذا لك الايمان حين
تخالطه بشاشته القلوب
وسألتك هل يغدر
فذكرت ان لا وكذا لك
الرسول لا تغدر

کے پیچھے پڑے ہیں اور میں
نے تم سے دریافت کیا تھا کہ
ان کیا باپ دادا میں سے
کوئی بادشاہ گذرا ہے تو تم
نے بتایا نہیں میں نے کہا
اگر ان کے باپ دادا میں
کوئی شخص بادشاہ ہوا ^{اور میں نے تم سے سوال کیا کہ اس سے متنب}
کہا نہیں تو ایں بات میں یقین پورے چاہتوں!
انسان پر تو اللہ پر
ہرگز نہیں بادھیں گے۔ میں
نے تم سے پوچھا تھا کہ
اونچے طبقے کے لوگوں نے
ان کی اتباع کی ہے یا دے
ہوئے لوگوں نے تو تم نے
بتایا دے ہوئے لوگوں نے
ابتداء یہی لوگ رسول کے
متبع ہوتے ہیں اور تم سے
میں نے پوچھا تھا کہ بڑھے
جاتے ہیں یا گھٹے جاتے ہیں
تو تم نے کہا کہ بڑھے جاتے
ہیں اور یہی ایمان کا حال
ہے یہاں تک کا کامل
ہو جائے اور میں نے تم سے
سوال کیا تھا کہ ان کے دین
میں داخل ہونے کے بعد نا
پسند سمجھکر کوئی پھرتا ہے

تم نے کہا نہیں اور یہی حال
ایمان کا ہے جب اس کی
تازگی دلوں پر رچ بس
جائے اور میں نے تم سے
سوال کیا تھا کہ کیا وہ عہد
شکنی کرتے ہیں تم نے کہا
نہیں اور رسولوں کی یہی
شان ہے کہ وہ عہد شکنی نہیں
کرتے اور میں نے تم سے
سوال کیا تھا کہ وہ تمہیں کیا
حکم دیتے ہیں تم نے
جواب دیا کہ وہ تمہیں یہ
حکم دیتے ہیں کہ اللہ کی
عبادت کرو اس کے ساتھ
کسی کو شریک نہ کرو اور
بت پرستی سے منع کرتے
ہیں نماز اور سچ اور
پاکدامنی کا حکم دیتے ہیں
اگر تمہاری یہ باتیں سچ ہیں
تو وہ بے شک رسول
(نبی) ہیں۔

وسالتک بما یامرکم
فذكرت انه یامرکم ان
تعبدوا لله ولا تشرکوا به
شیاً وینہاکم عن عبادة
الاوثان و یامرکم بالصلوة
والصدق والعفاف فان ما
تقول حقاً فانه نبیؐ۔

دائرہ معارف اسلامیہ میں دستور العلماء اور کشاف کے حوالہ سے ہے۔

انہ حر ذکر من بنی آدم ”رسول آزاد ہوتا ہے

یوحیٰ الیہ شرع۔ ۱۲ مذکر ہوتا ہے (عورت نبی

نہیں ہو سکتی) انسان کامل

ہوتا ہے اولاد آدم میں

سے ہوتا ہے“

یعنی رسول کی حقیقت اور خصوصیات میں سے ہے کہ مرد ہو، فرشتہ یا جنات نہ ہو، معصوم ہو رسول اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم ہوتا ہے اس پر وحی الہی آتی ہے بہت سی باتیں جو ضمناً ذکر ہو چکی ہیں ہم انہیں سے کچھ جو نہایت اہم ہیں اور قرآن نے جن پر زیادہ زور دیا ہے اور جن کی تفصیل قرآن میں رسالت کے تصور کو سمجھنے میں نہایت اہم ہے ہم ذکر کرتے ہیں۔

(ب) رسالت اور بشریت

قرآن کی رو سے جتنے بھی رسول دنیا میں تشریف لائے وہ سب بشر ہی تھے
کیوں کہ یہاں بشر ہی کی ضرورت تھی۔
جب اللہ رب العزت نے یہ اعلان فرمایا:

انی جاعل فی الارض میں زمین پر اپنا نائب
خليفة . ۱۳ (رسول) بنانے والا
ہوں۔

تو ابوالبشر حضرت آدمؑ کو زمین پر بھیجا ان سے دونوں کام لیے ایک تو
ہدایت (رسالت کا) اور دوسرے ان کے ذریعہ زمین کی آباد کاری چنانچہ زمین پر
اولاد آدم کی کثرت ہوئی لوگ خاندانوں اور قبیلوں میں منقسم ہوئے پھر بستیاں اور
شہر وجود میں آئے اسی بات کی قرآن نے یوں تشریح کی ہے:

یا ایہا الناس انا خلقناکم ”اپ لوگو! ہم نے تم کو مرد اور
من ذکر و انثیٰ وجعلناکم عورت سے پیدا کیا اور تمہاری
شعوباً وقبائل ۱۴۔ شاخیں اور قبیلے بنادیئے کہ
باہم پہچانے جاسکو“

تاہم حضرت آدم علیہ السلام کے بعد سے حضرت نوح علیہ السلام کچھ پہلے تک یہ امت ایک ہی دین پر رہی یعنی ہدایت پر رہی بعد میں ان میں اختلاف ہوا اور گمراہی کا شکار ہوئے تب اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان رسول مبعوث فرمائے۔

قرآن نے اس بات کو بھی بیان کیا ہے:

كان الناس امة واحدة پہلے سب لوگ ایک ہی امت تھے
 فبعث الله النبيين مبشرين پھر ان میں اختلاف ہو گیا تب اللہ
 ومنذرين وانزل معهم نے نبیوں کو بھیجا جو بشارت دینے
 الكتاب بالحق ليحكم بين والے اور ڈرانے والے تھے اور ان
 الناس فيما اختلفتم فيه کے ساتھ کتاب برحق اتاری تاکہ
 وما اختلف فيه الا الذين حق کے بارے میں جو لوگوں کے
 او توہ من بعد ما جائت ہم درمیان جھگڑا ہوا ہے ان کا فیصلہ کر
 البينات بغيا بينهم فهدى الله یں اختلاف انھیں لوگوں نے کیا تھا
 الذين منوا لما اختلفوا فيه اور واضح احکام ان کے پاس آ گئے
 من الحق باذنه والله يهدى تھے یہ آپس میں بغاوت اور زیادتی
 من يشاء الى صراط کی غرض سے تھا تو اللہ نے ایمان
 مستقیم ۵۱۔ والوں کو اپنے اذن سے سچائی کی

طرف ہدایت کی جس میں اختلاف
 ہو گیا تھا اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھی
 راہ دکھاتا ہے۔

چونکہ زمین میں آبادی انسانوں کی تھی اور انسانوں ہی کی ہدایت مقصود تھی اس لیے قادر مطلق نے انسانوں میں سے رسول بنا کر بھیجے تاکہ بندوں کی ہر پہلو سے رہنمائی ہو سکے وہ قوم کے ضروریات زندگی انسانی مجبوریوں اور طبعی کمزوریوں سے واقف ہو لوگ اس کی صحبت با فیض میں رہ کر ہدایت پاسکیں اور انھیں کچھ بھی اجنبیت وغیریت محسوس نہ ہو۔ اگر اللہ رب العزت فرشتوں کو یا دوسری کسی مخلوق کو رسول بنا کر بھیجتا تو لوگ اس سے دور ہو جاتے اور کہتے کہ فرستادہ رسول کے عادات و اطوار ہماری زندگی کے تقاضوں سے میل نہیں کھاتے اسی لیے اللہ رب العزت نے فرمایا کہ اگر ہم زمین پر فرشتہ کو رسول بنا کر بھیجتے تو اس کو بھی انسانی شکل ہی میں بھیجتے۔

ولو جعلناه ملکا لجعلناه

رجلاً ۶۱۔

بھیجتے تو اس کو انسان ہی

بھیجتے۔

ہاں اگر زمین پر انسانوں کے علاوہ اور مخلوق ہوتی مثلاً فرشتہ تو ہم اس مخلوق کے کسی فرد کو رسول بنا کر بھیجتے۔“

قل لو كان في الارض

ملئكة يمشون مطمئنين

لنزلنا عليهم من السماء

ملكاً رسولا ۵۔

کہد مجھے اگر زمین پر فرشتے

ہوتے تو ہم آسمان سے

فرشتہ کو رسول بنا کر ان پر

اتارتے۔

چونکہ زمین پر انسان آباد تھے اس لیے ہم نے انسانوں ہی میں سے رسول بھیجے جو انھیں کی طرح زندگی گزارتے تھے۔ بستیوں اور آبادیوں میں ان کے ساتھ رہتے کھانا کھاتے چلتے پھرتے شادی بیاہ کرتے ان کے اولاد ہوتیں۔
قرآن کہتا ہے:

وما ارسلنا قبلك من	اور ہم نے ایسے ہی رسول
المرسلين الا انهم	تم سے پہلے بھیجے جو کھانا
لياكلون الطعام ويمشون	کھاتے تھے اور
في الاسواق. ۱۸	(ضروریات زندگی کے
	لئے بازاروں میں چلتے
	تھے۔

ولقد ارسلنا رسلا من قبل	”اور ہم نے آپ سے پہلے
وجعلناهم ازواجاً و	کئی رسولوں کو بھیجا اور انھیں
ذرية. ۱۹	بیویاں اور بچے عطا کئے“
وما ارسلناك من قبلك	”اور آپ سے پہلے (اے نبی)
الا رجلاً نوحى اليهم من	ہم نے بستیوں کے رہنے والوں
اهل القرى. ۲۰	کی جانب وحی بھیجی وہ مرد
	(انسان) ہی تھے“

ایک بات قابل غور ہے کہ قرآن نے جہاں رسولوں کی بشریت کا اعلان کیا وہیں اس بات کا لحاظ رکھا کہ کوئی انھیں بشر محض یا عام انسانوں کی طرح کا بشر نہ سمجھے بلکہ وہ غیر معمولی حیثیت کے مالک ہوتے ہیں ان کی باطنی قوت و کمالات کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ انھیں وحی آتی ہے چنانچہ قرآن میں جہاں جہاں رسول کے بشر ہونے کا ذکر کیا وہیں ان کے صاحب وحی ہونے کا اعلان بھی کیا گیا ہے۔

قل انما انا بشر مثلکم	(اے محمد) کہہ دیجئے کہ میں
یوحیٰ الیٰ انما الہکم الہ	تمہاری ہی طرح بشر ہوں
واحد . ۲۱	مجھ پر وحی کی جاتی ہے بیشک
	تمہارا معبود ایک ہے۔

قل انما انا بشر مثلکم	”(اے محمد) کہہ دیجئے کہ
یوحیٰ الیٰ انما الہکم الہ	میں تمہاری ہی طرح بشر
واحد فاستقیموا الیہ	ہوں مجھ پر وحی کی جاتی ہے
واستغفروہ وویل	بیشک تمہارا معبود ایک ہے
للمشرکین . ۲۲	اس کی طرف سیدھا رہو
	اور اس سے اپنے گناہوں
	کی معافی چاہو“

قرآن کا نظریہ رسول کی بشریت کے سلسلہ میں یہ ہے کہ نہ تو وہ بشر محض ہے اور نہ ہی ایسا مافوق البشر جو معاذ اللہ خدا کی ذات یا صفات میں شریک ہو۔ بلکہ وہ زمین میں اللہ کا نائب اور واسطہ ہے یہی اس کی حیثیت ہے..... اگر کوئی بشر محض سمجھ کر اس کی رسالت کا انکار کرے گا تو گمراہ اور ہلاکت میں پڑا اور اگر ان کے کمالات و معجزات کو دیکھ کر ان کی بشریت و عبدیت کا منکر ہوا تو حق اس کے ہاتھ سے جاتا رہا اور گمراہی میں مبتلا ہوا جیسا کہ کفار جب رسولوں کو اپنی جیسی زندگی گزارتے دیکھتے تو حیرت میں پڑ جاتے کہ یہ معمولی انسان ہماری ہدایت کا پیغمبر کیسے ہو گیا اللہ کو کوئی فرشتہ اتارنا چاہئے تھا۔

اس طرح کے متعدد اقوال قرآن نے بیان کیئے ہیں جو کفار اپنے رسولوں کے بارے میں کہتے تھے چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

ابعث اللہ بشراً ”کیا اللہ نے بشر کو رسول

رَسُولاً ۲۳ بنا کر بھیجا ہے“

فَقَالُوا أَبَشَرٌ کیا بشر ہماری رہنمائی

ذیہد و ننا ۲۴ کریگا۔

ان انتم الا بشر مثلنا ۲۵ تم تو نہیں ہو لیکن ہماری ہی

طرح ایک انسان۔

کفار خود بھی منکر تھے اور دوسروں کو بھی ترغیب دیتے تھے۔

هل هذا الا بشر نہیں ہے یہ لیکن تمھاری

مثکم۔ ۲۶ طرح بشر۔

ما هذا الا بشر نہیں ہے لیکن تمھاری طرح

مثکم۔ ۲۷ بشر۔

لیکن انبیاء و رسل ان کی اس جہالت کا پردہ چاک کرنے کی کوشش کرتے اور انھیں بتلاتے کہ ہم تمھاری طرح عام اور مجبور انسان نہیں بلکہ موید من اللہ ہیں، اللہ کی ہم پر خاص رحمت ہے۔

قرآن میں ہے:

قال لهم رسلهم ان نحن ان کے رسول نے جواب

الا بشراً مثلكم ولكن الله دیا کہ ہم تمھاری ہی طرح

يمن على من يشاء من بشر ہیں لیکن خدا اپنے

عباده۔ ۲۸ بندوں پر جس طرح چاہتا

ہے نوازش کرتا ہے۔

اس طرح انبیاء و رسل جب اپنی خصوصی حیثیت سے آگاہ کرتے تو کفار و مشرکین ان سے معجزات طلب کرتے معجزات کی بالتفصیل بحث ہم آگے پیش کریں گے۔

تائید الہی سے رسولوں کو معجزات کا ظہور ہوتا پر کفار کا ذہن معجزات کو بھی دیکھ کر مطمئن نہ ہوتا اور وہ معاذ اللہ معجزات کو جادو گری اور شعبدہ ہی تصور کرتے معجزوں کو جادو گری کہنے سے ان کا مقصد وہی ہوتا کہ یہ (رسول) عام انسان ہماری ہی طرح بشر ہے اگر چہ فن سحر میں ماہر ہے اس لیے وہ عجیب عجیب قسم کے مطالبات کرنے لگتے۔ قرآن نے ان کے اسی طرح کے گمراہ کن مطالبات کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

وقالوا لن نؤمن لك	اور انھوں نے کہا کہ ہم تم
حتى تفجر لنا من	پر ایمان اس وقت تک نہیں
الارض ينبوعاً او تكون	لائینگے جب تک تم ہمارے
لك جنة من نخيل	لیئے زمین سے ایک چشمہ نہ
وعنب فتفجر الانهار	بہادو یا تمھارے لیے
خلا لها تفجيرا او	کھجوروں اور انگوروں کا
تسقط السماء كما	ایک باغ نہ ہو جائی یا جیسا
زعمت علينا كسفاً او	کہ تم کہتے ہو آسمان کے
تاتي بالله والملكه	ٹکڑے کر کے ہم پر گراؤ یا
قبلاً او يكون لك بيت	خدا کو فرشتوں کو ضامن بنا کر
من زخرف او ترقى في	نہ لے آؤ یا تمھارے لیے
السماء	سونے کا ایک گھر نہ ہو جائے
	یا تم آسمان پر نہ چڑھ جائے

ولن نومن لر قیک حتی اور ہاں تمہارے آسمان پر
تنزل علینا کتاباً چڑھنے کا ہم کو اس وقت
نقرئہ ۲۹ تک یقین نہ آئے گا جب
تک تم وہاں سے ایک نوشتہ
ہم پر نہ اتار لاؤ جس کو ہم
پڑ لیں۔

قرآن نے ان کے اس مطالبہ کو رد فرما دیا کیوں کہ منشاء الہی یہ نہیں کہ لوگ رسول سے حیرت انگیز معجزات ہی طلب کرتے رہیں بلکہ وہ یہ دیکھیں کہ اس کی پاکیزہ زندگی کیسی ہے اور اللہ کا جو وہ پیغام دیتا ہے وہ کتنا مفید و اہم ہے لہذا کفار کو نہ تو معجزات کا مطالبہ کرنا چاہیے اور نہ اپنا جیسا بشر سمجھنا چاہیے۔ دوسرا وہ طبقہ جس نے رسولوں کے صرف باطنی اور معجزاتی کمالات ہی کو دیکھا اور ان کے بندے اور بشر ہونے کی جانب نظر نہ کی وہ بھی گمراہی کا شکار ہوا اور انھوں نے اپنے رسولوں کو خدا کی ذات میں شریک کر دیا، اور یہود نے حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہا اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو۔ ۳۰ جہاں مشرکین نے تفریط سے کام لیا وہیں اہل کتاب نے رسولوں سے واقفیت کے باوجود ان کے ساتھ افراط روا رکھا اور گمراہی کا شکار ہوئے۔

غرضیکہ رسولوں کی ذات ظاہری طور پر بشری حیثیت اور باطن طور پر مافوق البشریت قوت لیئے ہوئے کھانا کھانا اور سونا دونوں چیزیں ہر بشر کی ضرورت

وفطرت میں شامل ہیں اس میں رسولوں کی خصوصیت ان دونو باتوں میں منفرد ہے چنانچہ خود رسول اللہ ﷺ کا واقعہ ہے کہ آپ ﷺ ”صوم وصال“ یعنی لگاتار تین دن کا روزہ بغیر سحر و افطار کے رکھتے صحابہ جو اتباع رسالت کے سخت عامل تھے نے بھی یہ اتباع کرنی چاہی تو ایک ہی دن گزرنے پر ان کو سخت نقاہت محسوس ہوئی اور ان سے چلانا نہ جاتا تب اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو منع فرمایا اور اپنی نسبت فرمایا:

ایکم مثلی لبیت یطعمنی تم میں سے کون میرے مثل

ربی ویسقینی۔ ۳۱ ہے رات گزارتا ہوں تو میرا

رب مجھ کو کھلاتا ہے۔

اسی طرح نیند کی حالت میں بھی رسول کے متعلق حدیث ہے۔

الانبياء تنام اعينهم ولا تنام قلوبهم . ۳۲

صحابہ نے ظاہر بات پر نظر کی تھی باطنی حیثیت کی جانب جب رہنمائی ہوئی تو وہ باز آگئے اسی طرح قرآن نے واقعہ معراج بیان کر کے رسول کی بشری حیثیت کی صحیح تصویر پیش کی ہے کہ رسول ایسا بشر ہونے کے باوجود ایسی قوت و صلابت کا مالک ہے جو براہ راست قادر مطلق کے رابطہ میں ہوتا ہے (وحی کے باب میں یہ بات اور روشن ہو جائے گی) علامہ بیضاوی نے اپنی معرکۃ الآراء تفسیر انوار التنزیل و اسرار التاویل میں ”واذ قال ربک للملائکة انی جاعل فی الارض خلیفة“ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے اس مسئلہ کی جو وضاحت پیش کی ہے وہ حرف آخر کے مترادف ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں:

الا تری ان الانبیاء لما
فاقت قوتهم واستعلت
قربحتهم بحیث یکاد
زیتها یضئ ولولم تمسسه
ناراً ارسل الیهم الملائكة
ومن منهم اعلیٰ رتبة
کلمه بلا واسطه کما کلم
موسیٰ علیہ السلام فی
المیقات ومحمداً ﷺ
لیلة المعراج
ونظیر ذالک فی الطبیعة
ان العظم لما عجز ان
قبول الفداء من اللحم لما
بینهما من التباعد جعل
الباری تعالیٰ بحکمتہ
بینهما الغضروف
المناسب لهما لیاخذ من
هذا ویعطى ذالک .

کیا تم نہیں دیکھتے کہ چونکہ انبیاء
(رسول) کی قوت قائق اور ان
کی طبیعت اس درجہ روشن ہوتی
ہے کہ گویا زیتون کا تیل آگ
چھوئے بغیر خود بخود روشن ہے
اس لیے اللہ ان کے پاس
فرشتے بھیجتا ہے اور جو زیادہ
اونچے مرتبہ والے ہوتے ہیں
ان سے بے واسطہ کلام کرتا ہے
جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
سے میقات میں اور حضرت محمد
ﷺ سے شب معراج میں کیا
طبیعیات میں اس کی نظیر یہ ہے
کہ چونکہ تباعد کی وجہ سے ہڈی
گوشت سے غذا قبول نہیں کرتی
اس لیے اللہ نے اپنی حکمت
سے ان دونوں (گوشت و
ہڈی) کے درمیان

چنپی ہڈی پیدا فرما دی ہے
 جو دونوں سے مناسبت رکھتی
 ہے تاکہ وہ غذا اس سے لے
 اور اس کو دے۔ ۳۳

واقعہ معراج کے سلسلہ میں رسول کی حیرت انگیز قوت و صلابت کی تائید قرآن
 نے بھی کچھ اس انداز میں کی ہے۔

علمہ شدید القویٰ ذو مرة	اس کو پر زور طاقت ور نے
فاستویٰ وهو بالافق	تعلیم دی ہے وہ آسمانوں
الاعلیٰ ثم دنا فتدلیٰ فکان	کے بند کنارے پر تھا پھر
قاب قوسین او ادنیٰ	قریب ہوا اور جھک آیا
فاوحی الی عبدہ ما	یہاں تک کہ وہ تیر پر تاب
اوحیٰ ما کذب الفواد ما	کے برابر یا اس سے بھی
ری ولقد راہ نزلة اخرى	قریب تر ہو گیا پھر اپنے
عند سدرۃ المنتھی عند	بندہ (عبد خاص) کی
سدرۃ منتھیٰ عندھا جنۃ	طرف جو وحی کرنا تھی کی
الماویٰ اذ یغشی السدرۃ	دل نے غلط نہیں کیا
ما یغشیٰ	دیکھا کہ جو کچھ دیکھتا ہے

مازاغ البصر وما طغى لقد
کیا تم لوگ اس سے متفق
ری من ایات ربہ الکبری
آپس میں شک کرتے
ہو۔ حالانکہ سدرۃ المنتہی

کے قریب جہاں جنۃ
الماویٰ ہے اس نے
دوسری مرتبہ یقیناً اور بیشک
اترے ہوئے دیکھا جبکہ
سدری کو چھالیا تھا جس نے
چھالیا تھا (رسوائی کی) نگاہ
نہ جھکی اور نہ بہکی اور اس
نے اپنے پروردگار کی عظیم
نشانیاں دیکھیں۔

صوم وصال واقعہ معراج نزول وحی اور حضرت موسیٰ کے کوہ طور پر تجلی الہی کی
صورت میں زندہ وسلامت رہنا یہ تمام باتیں اور علامہ بیضاوی کی بیان کردہ تمثیل سے
ظاہر ہے کہ رسول و نبی کی اندرونی قوت و صلابت عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتی بلکہ
انبیاء تمام بشری کمزوریوں سے مبرا ہوتے ہیں معصومیت کے باب میں یہ بات اور واضح
ہو جائی گی۔ یہ وجہ ہوتی ہے کہ انبیاء و رسل مسلسل جن سخت اور نامساعد حالات سے

دو چار کیئے جاتے ہیں کوئی اور مخلوق اس طرح کے سخت حالات سے نبرد آزما نہیں ہوتی مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ایوبؑ حضرت یوسفؑ حضرت یونسؑ حضرت یعقوبؑ اور خود نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ جن سخت اور لرزا دینے والے حالات و مصائب سے دو چار ہوئے اور ان کے پائے ثبات کو ذرا برابر لغزش کا شائبہ بھی نہ ہوا اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ رسول مرد ہی ہوتے ہیں کیونکہ عورت اگر رسول و نبی بن کر آتی تو وہ بہت سے محاذوں میں اپنی نسوانی کمزوریوں کی وجہ سے حالات کا مقابلہ نہ کر سکتی اس لئے قرآن نے واضح طور پر اعلان کر دیا کہ ہم نے رسول مرد ہی بھیجے ہیں۔

وما ارسلنا۔۔۔ قبلک الا
رجالا نوحی . ۳۵
اور ہم نے آپ سے پہلے
جتنے رسول بھیجے ہیں وہ مرد
(انسانوں میں سے) ہی
تھے ہم نے ان کی طرف
وحی کی۔

(ج) رسالت و عصمت

گذشتہ باب میں ہم رسول کے بشر ہونے کے بارے میں قرآن کا واضح نظریہ پیش کرنے کی حتی المقدور کوشش کر چکے ہیں اب ہم رسول کے معصوم ہونے کے بارے میں قرآن کا جو تصور ہے وہ پیش کریں گے۔ جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ اللہ رب العزت نے رسول کو بشر کا جامہ تو پہنایا مگر انھیں بشری کمزوریوں اور آلائشوں سے مبرا کر کے مبعوث فرمایا کیوں کہ رسول کی زندگی عام انسانوں کی طرح اپنی ذات تک محدود نہیں ہوتی بلکہ ان کا ہر قول ہر عمل اور معاملات زندگی کا ہر پہلو نظام ہدایت کے لیے قانون کا درجہ رکھتا ہے اور لوگوں کے لیے نمونہ ہدایت ہوتا ہے۔ قرآن نے بڑے واضح طور سے اس کا اعلان فرما دیا ہے۔

وما ارسلنا من رسول الا ہم نے کوئی نبی نہیں بھیجا لیکن

لیطاع باذن اللہ ۳۶ اس لیے کہ خدا کے حکم سے

اس کی اطاعت کی جائے۔

رسول اعظم و آخر حضرت محمد ﷺ کے متعلق قرآن میں ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ۳۷ تمہاری لیے خدا کے رسول

میں اچھا نمونہ ہے

اتنا ہی نہیں اللہ کے رسو کی پیروی کو انسانیت کی معراج یعنی اپنی بارگاہ میں محبوبیت کا سبب قرار دیتا ہے۔

ان کنتم تحبون اللہ ”اگر تم خدا کو چاہتے ہو تو
فاتبعونی یحبکم میری پیروی کرو خدا تم کو
اللہ. ۳۸ محبوب بنا لے گا“

ایسی قابل اتباع اور مہتم بالشان شخصیات کے لیے ضروری تھا کہ تمام نقائص و عیوب سے بالکل پاک اور منزہ ہوں اور ان کی زندگی کے کسی حصہ میں شیطانی اثرات اور گناہ کا دخل تو درکنار شائبہ تک نہ ہو۔ اور شیطان لعین کے لیے یہ بات ناممکن ہو جائے کہ وہ کسی رسول کو راہ راست سے ڈگا سکے اس کا اعتراف خود شیطان نے کیا جب حضرت آدم کو سجدہ نہ کرنے کی بنیاد پر راندہ درگاہ الہی کیا گیا تا آنکہ ہنوز رسول زمین پر تشریف بھی نہ لائے تھے۔ چنانچہ قرآن نے اس بات کو یوں بیان کیا ہے۔

قال رب فانظرنی الی یوم ”بولا اے میرے رب
یبعثون قال فانک من ایسا ہے تو مجھے مہلت دے
المنظرین الی یوم الوقت اس دن تک کہ اٹھائے
المعلوم قال بعزتک جائیں فرمایا تو مہلت
لا غوینہم اجمعین الا (پانے) والوں میں ہے
عبادک منہم اس جانے ہوئے دن تک
المخلصین. ۳۹ بولا تیری عزت کی قسم ضرور

میں ان سب کو گمراہ کروں
گا مگر جو انہیں تیرے چنے
ہوئے ہیں،‘

یعنی مخصوص چنے ہوئے بندوں پر قابو نہیں پاسکتا۔

اسی طرح سورہ بنی اسرائیل میں اللہ رب العزت نے شیطان کو لکارا کہ تو
چاہے جتنی طاقت صرف کر لے یا اپنے حمایتی مجتمع کر لے لیکن میرے برگزیدہ بندوں
(رسولوں) تک رسائی کبھی نہ پاسکے گا چہ جائیکہ ان پر قابو پائے۔
چنانچہ فرمایا:

اور ڈگا دے ان میں سے جس پر	واستفزز من استطعت
قدرت پائے اپنی آواز سے اور	منہم بصوتک واجلب
ان پر لام باندھ لا اپنے سواروں	عليہم بخيلک
اور اپنے پیادوں کا اور ان کا	ورجلک وشارکهم فی
ساجھی ہو مالوں اور بچوں میں	الاموال والاولاد وعدہم
اور انہیں وعدہ دے اور شیطان	وما یعدہم الشیطان الا
انہیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب کا	غروراً ان عبادی لیس
بیشک جو میرے بندے ہیں ان	لک علیہم من سلطن
پر تیرا کچھ قابو نہیں اور تیرا رب کا	وکفی بربک وکیلا
فی ہے کام بنانے کو۔	۴۰.

انھیں پہلے ہی سے چن کر پسند کیا گیا ہے قرآن بار بار اصطفاء یعنی چنے کا لفظ استعمال فرماتا ہے۔

اللہ یصطفیٰ من الملائکۃ اللہ فرشتوں میں سے اور
رسلا ومن الناس . ۴۱ آدمیوں میں سے اپنے
رسولوں کو چنتا ہے۔

چند مخصوص پیغمبروں کے بارے میں قرآن نے یہی الفاظ استعمال کیے۔
ان اللہ اصطفیٰ ادم ونوحاً اللہ نے آدم اور نوح آل
وال ابراہیم وال عمران ابراہیم اور آل عمران کو
علی العالمین . ۴۲ تمام اہل دنیا سے چن لیا
ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے متعلق قرآن میں ہے۔
ان اصطفیتک علی میں نے تجھ کو اپنے کلام اور
الناس برسالات پیغاموں کے لیے لوگوں
وبکلامی . ۴۳ میں سے چن کر پسند کیا۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باری میں خصوصی طور پر ارشاد فرمایا۔
ولقد اصطفیناہ فی ہم نے اس کو دنیا میں چن
الدنیا . ۴۴ کر پسند کیا۔

لفظ اصطفاء یعنی چننے کے ساتھ ساتھ کہیں کہیں ”اخیار“ کا لفظ جو خیر کی جمع ہے جس کے معنی بہت نیک اور بہتر کے ہیں۔ کہیں خالص کے معنوں میں بھی ہیں۔
قرآن شاہد ہے اللہ نے فرمایا:

واذکر عبادنا ابراہیم	ہمارے خالص بندوں
واسحق و یعقوب اولی	ابراہیم اور اسحاق اور
الایدی والابصار۔ انا	یعقوب کو یاد کرو جو قوت
آخلصنا ہم بخالصة	اور علم والے اور آنکھوں
ذکر الدار وانهم عندنا	والے تھے ہم نے ان کو
لمن المصطفین	آخرت کی خالص نصیحت
الاخیار۔ ۴۵	کے لیے خاص کیا اور وہ

ہماری بارگاہ میں چنے
ہوئے نیکو کاروں میں
تھے۔

اس آیت میں آگے دوسرے پیغمبروں کے لیے اخیار کا لفظ استعمال فرمایا:

واذکر اسماعیل والیسع	اور یاد کرو اسماعیل اور یسع
وذاکفل وکلّ من	اور ذوالکفل کو اور سب
الاخیار۔ ۴۶	نیکوں میں سے ہیں۔

تمام رسولوں کو صالحین کے لفظ سے بھی یاد کیا گیا سورہ انبیاء میں بہت سے پیغمبروں کے تذکرے کے بعد قرآن نے ان کو صالحین قرار دیا۔

ان میں سے ہر ایک کو ہم	و کلا جعلنا صالحین
نے صالح (گناہ سے	وجعلنہم ایمة یہدون
پاک) بنایا اور ہم نے ان	بامرنا و اوحینا الیہم فعل
کو وہ پیشوا بنایا جو ہمارے	الخیرات و اقام
حکم سے لوگوں کو راہ دکھا	الصلوۃ و ایتاء الزکوۃ
تے تھے اور ہم نے ان کو	و کانوا لنا عبدین . ۴۷
نیک کاموں کے کرنے کی	
اور نماز قائم کرنے اور	
زکوٰۃ دینے کی وحی فرمائی	
اور وہ ہماری عبادت کر	
نے والے ہیں۔	

سورہ انعام میں سب کے بارے میں قرآن کا دعویٰ ہے۔

کل من الصالحین . ۴۸ یہ سب صالحوں میں تھے۔

صالح ہونا چنا ہوا ہونا بہتر ہونا یہی تو عصمت و بے گناہی ہے صالح اور نیک لوگ ہی تو اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے ہوتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں سے

زیادہ کون اللہ سے ڈرنے والا ہو سکتا ہے۔

رسولوں سے متعلق قرآن نے کہا کہ وہ اللہ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے ہوتے تھے۔ اور وہ اللہ کا پیغام پہنچاتے تھے۔

الذین یبلغون رسالات اللہ
ویخشونہ ولا یخشون
احداً الا اللہ . ۴۹
بیشک جو اللہ کے پیغاموں کو
پہنچاتے ہیں اور اس سے
ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا
کسی سے نہیں ڈرتے۔

اور جو اللہ سے ڈرتے ہیں وہی ہدایت والے ہوتے ہیں۔

قرآن نے ابتداء ہی میں فرمایا ہے۔

هدی للمتقین . ۵۰
ہدایت (اللہ) سے ڈرنے
والوں ہی کے لئے ہے۔

رسول جو زمین پر اللہ کے نائب بھی ہیں جب وہ اللہ سے اتنا ڈرتے ہیں تو وہ
کیوں نہ ہمیشہ ہدایت پر رہیں گے اور وہ بھلا کیسے کسی لغزش و گناہ کے مرتکب ہو سکتے ہیں
قدرت خود ان کی قدم قدم پر رہنمائی کرنے کا ذمہ لیتی ہے۔
قرآن میں ہے:

ولولا ان ثبتنک لقد
کدت ترکن الیہم شیئاً
قلیلاً . ۵۱
”اور اگر ہم تمہیں ثابت قدم
نہ بناتے تو قریب تھا کہ تم ان
کو طرف کچھ تھوڑا سا جھکتے“

حضرت یوسف علیہ السلام پر شیطان نے کتنا بڑا فریب کرنے کی کوشش کی کہ بڑے سے بڑا زاہد ایسے حالات میں بے قابو ہو سکتا ہے لیکن یہ اللہ کی خاص رحمت یعنی رسولوں کو عطا کردہ معصومیت ہی کا نتیجہ تھا کہ وہ پاک ہی رہے۔ جس کا اعتراف اور اپنے رب کے فضل کا چرچہ ایک شکر گزار بندے کی طرح انھوں نے یوں کیا۔

ان النفس لامارة بالسوء بیشک نفس تو برائی کا بڑا
الاما رحم ربی. ۵۲ ابھارنے والا ہے مگر جس
پر میرا رب رحم فرمائے۔

قرآن کریم نے خود آخری رسول حضرت محمد ﷺ کے متعلق اعلان فرمایا کہ وہ کبھی لغزش کا شکار نہیں ہوئے۔

ما ضل صاحبکم وما تمھارے صاحب (رسول)
غوی. ۵۳ نہ کبھی بہکے اور نہ (سیدھے)
راستے سے ہٹے۔

حضرت نوح کی قوم نے جب آپ کو بے راہی کا الزام لگایا تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں ہرگز گمراہ یا لغزش کا شکار نہیں ہو سکتا کیوں کہ میں رسول ہوں گویا آپ کا اس سے مطلب یہ تھا رسول ہونا معصوم ہونا لازمی شئی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

لیس بی ضلالة ولكن رسول مجھ میں گمراہی کچھ نہیں میں
من رب العالمین. ۵۴ تو رب العالمین کا رسول ہوں۔

(د)

رسول کا صاحب علم ہونا

علم۔ کے معنی 'جاننے کے ہیں۔ اس میں حواس و وجدان سے حاصل ہونے والے علوم اور باطنی ذرائع غیبیہ سے حاصل ہونے والے تمام قسم کے علوم شامل ہیں۔ اللہ رب العزت نے رسولوں کو علم کے ذریعہ ہی سب سے پہلے بلندی عطا کی۔ اور فرشتوں کو اس بات کا معترف بنایا کہ آدم ان سے افضل ہیں کیوں کہ وہ تم سے (فرشتوں سے) سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ اس لیے جو تم دبی زبان سے اپنی افضلیت کا دعویٰ کر رہے ہو مناسب نہیں۔

چنانچہ قرآن کریم اس امر کی معرکہ الآراء تفصیل یوں پیش کرتا ہے۔

وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا	اور سکھا دیا ہم نے آدم (علیہ
ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلَائِكَةِ	السلام) کو تمام اشیاء کی کنہ کا علم
فَقَالَ ابْنُوا لِي بِأَسْمَاءِ	پھر فرشتوں پر پیش کیا کہ ذرا تم
هَؤُلَاءِ أَنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ	ان ناموں کے (علم) کے
قَالُوا سُبْحَنَكَ لَا عِلْمَ لَنَا	بارے میں کچھ جانتے ہو تو بتاؤ
إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ	اگر تم سچے ہو تو انھوں نے کہا
الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ .	پاکی ہے تری ہم کو نہیں ہے علم مگر
	جنتا تو نے ہمیں سکھایا بیشک تو
	علیم و حکیم ہے۔

قال يا ادم انبئهم
 باسمائهم فلما انبئهم
 باسمائهم قال الم اقل
 لكم اني اعلم غيب
 السموات والارض واعلم
 ما تبدون وما كنتم
 تكتمون ۵۵۔
 (رب نے) کہا اے آدم
 ان سب کے نام تو بتا دے
 (آدم نے) ان اشیاء کے
 نام بتا دئے۔ کہا (رب
 نے) کیا نہیں کہا تھا میں نے
 تم سے جو میں جانتا ہوں وہ
 تم نہیں جانتے ہو میں
 آسمانوں اور زمینوں کے
 غیب جانتا ہوں اور میں
 جانتا ہوں جو تم نے چھپایا
 اور جو ظاہر کیا۔

(یعنی آدم کی کمی ظاہر کی اور اپنی افضلیت بیان کرنے پر خاموش رہے)
 آیت مذکورہ سے ظاہر ہے کہ آدم علیہ السلام کو جو علم اللہ نے عطا کیا وہ فرشتوں
 کو بھی نہیں عطا فرمایا تھا۔ بلکہ فرشتوں کو اس بات کا بھی علم نہ تھا کہ اللہ نے آدم کو کب
 اور کیسے کس ذریعہ سے یہ علم عطا کیا ظاہر ہے یہ علم کسی فرشتے کے ذریعہ وحی کی صورت
 میں تو تھا نہیں ورنہ فرشتہ آدم سے پہلے عالم ہو جاتا اور آدم تمام فرشتوں پر علم کی بنا پر
 افضل کیوں کر قرار پاتے لہذا یہ ماننا پڑے گا کہ یہ علم غیبی ذریعہ سے اللہ نے آدم کو عطا
 فرمایا اس طرح کے علم کو علماء اسلام کی زبان میں علم لدنی کہا جاتا ہے۔

اس بات کی اہمیت کو فرشتوں نے بخوبی سمجھا اور انھوں نے اپنی کم علمی کا اعتراف بھی کیا ساتھ ہی اللہ کو علیم و حکیم کہہ کر تعریف کی کہ اے رب تو زیادہ واقف ہے پھر اللہ نے جب ان سے کہا اب جبکہ تم نے آدم کی افضلیت کا مشاہدہ کر ہی لیا ہے تو اب اس کا احترام کرتے ہوئے اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ۔

واذقلنا للملائكة اسجدوا
لآدم فسجدوا الا ابليس
ابى واستكبر وكان من
الكافرين . ۵۶
اور جب ہم نے کہا فرشتوں
سے کہ آدم کا سجدہ کرو تو وہ
سر بسجود ہو گئے سوائے ابلیس
کے کہ اس نے انکار کیا اور
تکبر کیا اور وہ کافروں میں
سے ہو گیا۔

اسی طرح کا علم لدنی صرف آدم علیہ السلام تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں، پیغمبروں کو اسی طرح کے علم سے نوازا تھا قرآن نے متعدد انبیاء کرام کے متعلق اس طرح کے علم دیئے جانے کا ذکر فرمایا ہے۔
کیوں کہ ہر رسول اللہ کا نائب اور تمام مخلوق خداوندی میں اعلم و افضل ہوتا ہے چنانچہ قرآن نے حضرت ابراہیم کے متعلق فرمایا کہ انھوں نے اپنے باپ (چچا) کو مخاطب کر کے کہا۔

يا ابا عبد الله انى قد جئتني من
العلم ما لم ياتك . ۵۷
اے میرے باپ میرے
پاس علم کا وہ حصہ آیا ہے جو
تیرے پاس نہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جب اللہ نے امتحان لیا تو حضرت خضر کا علم کے ذریعہ ہی افضل ہونا ظاہر کیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تنبیہ ایسا معاملہ پیش آیا۔
حضرت خضر کے متعلق قرآن میں اللہ نے فرمایا:

فوجد عبداً من عبادنا اتينهُ

رحمةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعِلْمَانَهُ
لِنُعَلِّمَهُ ۖ ۵۸

آیت مذکورہ میں اللہ رب العزت نے ”لَدُنَا“ کا لفظ استعمال فرمایا ہے ”اپنے پاس سے“، یعنی بلا سبب ظاہری کے یہ علم عطا فرمایا اس لئے اس کو علم لدنی کہا گیا ہے جس طرح عام انسان اپنی ذاتی محنت و مشقت اور جدوجہد کے ذریعہ علم حاصل کرتے ہیں یا جب کسی نبی پر وحی آتی ہے تو اس کی کئی صورتوں میں دوسروں کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ اب علم الہی کا نزول ہو رہا ہے اس قسم کے تمام طریقوں سے علحدہ طریقے سے علم عطا کر دیا جاتا ہے جس کا اندازہ تو درکنار کسی مخلوق کو احساس تک بھٹک تک نہیں لگ سکتی کہ کب علم عطا فرمایا اس طرح کے خصوصی علم کے متعلق حضرت سلیمان اور داؤد علیہما السلام کے بارے میں قرآن میں ہے کہ انھوں نے اپنے آپ کو صاحب فضیلت جان کر خدا کی تعریف کی۔

ولقد اتين داؤد وسليمن
علماً وقالوا الحمد لله
الذى فضلنا على كثير من
عباده المؤمنين . ۵۹

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے آغاز نبوت کے موقع پر ارشاد فرمایا:

و کذالک یجتبیک ”اور اسی طرح تیرا
ربک ویعلمک من پروردگار تجھ کو نوازے گا
تأویل الاحادیث ویتم اور تجھکو باتوں کی حقیقت
نعمتہ علیک ۱۰۔ ۱۰ (تأویل) سکھائے گا“

یہاں اس علم کا ذکر نہیں جس کا منشاء وحی موقت ہے بلکہ یہاں سیاق کلام سے ظاہر ہے کہ علم کے یکبارگی دیئے جانے کا ذکر ہے جو وحی موقت کی شان نہیں خصوصاً آخری آیت میں تأویل احادیث کا علم بیک دفعہ دینے کا ذکر تو واضح کر ہی دیا گیا ہے اسی لیے خود حضرت یوسف علیہ السلام ایک خواب کی تعبیر بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

ذالکما مّا علمنی یہ وہ (علم) ہے جو میرے
ربی. ۱۱ پروردگار نے مجھے سکھایا ہے۔

اسی طرح کسی نبی کو عہد طفلی بلکہ پیدائش سے قبل ہی اس خطاب سے نوازا گیا۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے صاحب علم فرزند کی بشارت دی جو حضرت اسحاق علیہ السلام کے متعلق تھی۔

وبشروہ بغلام علیم. ۱۲ اور فرشتوں نے اس کو

ایک بڑے صاحب علم
فرزند کی خوشخبری دی۔

انا نبشرك بغلام
علیم. ۶۳

ہم تجھے ایک بڑے صاحب
علم فرزند کی خوشخبری دیتے

ہیں۔

یہاں لفظ عالم کے بجائے ”علیم“ استعمال کیا گیا ہے علیم میں بنسبت عالم کے معنی کی زیادتی ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کوئی غیر معمولی علم نہیں سوال یہ ہوتا ہے کیا ”وحی“ سے بڑھ کر بھی کوئی علم کا زیادہ افضل ذریعہ ہے بلاشبہ ”وحی“ سب سے افضل اور اہم علم کا ذریعہ ہے جو صرف رسولوں کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ جبکہ علم لدنی غیر نبی کو بھی عطا ہو جاتا ہے تاہم وحی موقت جو گاہ گاہ آتی ہے اس کی علاوہ بھی علم کا ایک دائمی حصہ بھی رسول کی شان ہے۔ ۶۴ ”جو وحی بندوں کے سمجھ اور فہم سے بالاتر ہو اس کو رسول بخوبی سمجھ کر لوگوں کو آسان طریقہ سے سمجھا سکے اور وحی کی قابل اطمینان تشریح کر سکے رسولوں کے اس طرح کے غیبی ذریعہ علم کو ہم وحی غیر متلو یا حدیث کا نام دے سکتے ہیں۔

جس کی شہادت قرآن نے یوں دی ہے۔

وما ينطق عن الهوى ان
هو الا وحى يوحى. ۶۵

وہ (رسول) اپنی
خواہشات سے کچھ بولتے
نہیں وہ تو وہ بولتے ہیں جو
ان کی طرف بھیجا جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ مطلقاً جو کچھ بھی بولتے ہیں بغیر مبدأ حق کے نہیں بولتے خواہ
 بظاہر وحی کا نزول ہو رہا ہو یا نہ ہو رہا ہو کچھ بھی بولتے ہیں وہ اللہ ہی کی بات ہوتی
 ہے یہی علم لدنی ہے لہذا مبدأ کے اعتبار سے یہ بھی وحی کی طرح ہے جیسا کہ ہم نے
 عرض کیا کہ یہ بھی وحی غیر متلو ہے۔

اب ہم وحی کا بیان پیش کرتے ہیں۔

رسول کا صاحب وحی ہونا

جہاں جہاں قرآن میں رسول کے بشر ہونے کا اعلان کیا وہیں ساتھ میں اس بات کا بڑے اہتمام کے ساتھ ذکر کیا کہ رسول ہوتا تو بشر ہے لیکن ہوتا صاحب وحی ہے عام بندوں اور رسولوں کے درمیان جس چیز کو حد فاصل قرار دیا وہ واقعہً ایسی چیز ہوگی جو عام لوگوں یا غیر رسول اشخاص کو کبھی میسر نہ ہو سکے گی۔ اس کی کچھ وضاحت تو ہم ”رسول کی بشریت“ کی سرخی کے تحت عرض کر چکے ہیں سر دست ہم وحی کے بارے میں تفصیل سے جاننے کی کوشش کریں گے کہ وحی ہے کیا اور قرآن کی رو سے ایک رسول کے وحی کا ہونا کتنا اہم اور لازمی ہے۔ پہلے ہم وحی کی لغوی معنی اور پھر اصطلاحی معنی اس کی قسموں اور نزول کے طریقوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

وحی کے لغوی معنی :- عموماً چھ معنی ملتے ہیں (۱) اشارہ کرنا (۲) لکھنا (۳) پیغام بھیجنا (۴) خفیہ بات کرنا (۵) دل میں بات ڈالنا (۶) ذبح میں جلدی کرنا۔
ترتیب القاموس المحیط اور معجم الوسیط میں ہے۔

الاشارة والكتابة والمکتوبة والرسالة والالهام والكلام خفی . ۶۶

فتح القدیر میں ہے . والوحی اعلام فی خفاء . ۶۷

فتح الباری میں ہے۔

والوحی لغةً الاعلام فی وحی لغت میں پوشیدہ جانکاری

خفاء والوحی ایضاً دینا ہے وحی نیز خط و کتابت

لكتابة المکتوبة والبعث اور بھیجنے ، الہام ، حکم ،

والالهام والامر والایماء
والاشارة والتصویت
شیأ بعد شیء - ۶۸
کنایہ و اشارہ کرنے اور کسی چیز
میں ایک چیز کے بعد بنانے کے
معنی میں ہے۔

یہی بات ابواسحاق لغوی کہتے ہیں۔
واصل الوحی فی اللغة
کلها اعلام فی خفاء. ۶۹
وحی کا اصل مفہوم لغت میں
چھپا کر اطلاع دینا ہے۔
قرآن نے اس قسم کے لغوی معنوں کو غیر رسول مخلوق پر متعدد جگہوں پر استعمال
فرمایا ہے۔

واوحینا الی ام موسیٰ ان
ارضعیه . ۷۰
”اور ہم نے موسیٰ کی
ماں کے دل میں یہ بات
ڈالی کہ ان کو دودھ پلاؤ“

واذا وحیت الی
الحواریین ان آمنوا بی
وبرسولی . ۷۱
اور جبکہ میں نے (عیسیٰ
کے) حواریین کے دل میں
یہ بات ڈالی کہ تم مجھ پر اور
میرے رسول (عیسیٰ) پر
ایمان لے آؤ۔

۶۸ فتح الباری شرح بخاری جلد اول ص ۹
۶۹ ”سعید احمد اکبر آبادی“ وحی الہی ص ۲۴ بحوالہ فتح الباری
ج اول باب بدء الوحی کے ماتحت۔
۷۰ سورہ القصص آیت - ۷
۷۱ المائدہ - ۱۱۱

وحی لغوی کی ایک قسم جس میں بندہ کو کوئی بات خفیہ طریقے سے سکھادی جائے اور اس کو اس کا مبداء معلوم نہ ہو۔ وحی خبری کہتے ہیں۔ ۲۔
 قدرت کے ذریعہ لوگوں کو علم عطا کرنے کا وہ طریقہ جس سے لوگ صنعت و حرفت، نئی نئی ایجادات سے متعلق روشن دماغی اور علم پاتے ہیں۔ پھر اپنی عقل کے ذریعہ اور قدرت پیدا کر لیتے ہیں تاہم اولاً اللہ ہی کے ذریعہ دل میں بات ڈالی جاتی ہے اسے وحی جزئی کہتے ہیں اسی وحی جزئی کی ترجمانی مولانا روم اس انداز میں کرتے ہیں۔

جملہ حرفتہا یقیناً از وحی بود اوّل اوّل عقل اورا بر فرد

ترجمہ:- یقیناً تمام ہنر ابتداء وحی (جزئی) کی ذریعہ معلوم ہوئے پھر عقل نے ان میں اضافہ کیا۔ ۳۔

اگرچہ عقلمند آدمی بہت کچھ سیکھ سکتا ہے لیکن اس کو پھر بھی تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے مولانا روم نے منجانب اللہ دل میں القا کیے جانے والے علم یعنی وحی لغوی جزئی کے اور عقل کے فرق کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

قابل تعلیم فہم است ایں خرد لیکن صاحب وحی تعلیمش دہد

ترجمہ:- اس عقل میں فہم و تعلیم قبول کرنے کی صلاحیت ہے لیکن صاحب وحی اس کو تعلیم دیتا ہے۔ ۴۔

اسی طرح شیطان بھی لوگوں کے دلوں میں خفیہ طریقے سے بات ڈالتا ہے جسے وسوسہ کہتے ہیں۔

۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور جلد ۲۲ ص ۶۱۴

۳۔ مقدمہ مثنوی مولانا روم دفتر اول مولانا سجاد فتحپوری ص ۲۳ ۴۔ ایضاً

قرآن میں میں ہے۔

وان الشیاطین لیوحون
الی اولیائهم
لیجادلوکم۔ ۵۷

اور شیاطین ان کے بعض کو
وسوسہ ڈالتے ہیں تاکہ
لوگ جھگڑیں تم سے

مزید فرمایا:

یوحی بعضهم الی بعض
زخرف القول غروراً
۶۰۔

یہ ایک دوسرے کو چکنی
چپڑی باتیں خفیہ طور پر
سکھاتے ہیں

یہ تو ذوی العقول مخلوق کی بات ہے اللہ رب العزت تو غیر ذوی العقول مخلوق کو
بھی کچھ چیزیں ان کی طبیعت کو سکھا دیتا ہے۔ اس قسم کی وحی کو وحی طبعی یا وحی نوعی کہتے ہیں
۔ مثلاً شہد کی مکھی کے متعلق فرمایا:

واوحی ربک الی النحل
ان اتخذی من الجبال
بیوتاً۔ ۷۷

اور تمہارے رب نے شہد کی
مکھی کو وحی کی (سکھایا) کہ
پہاڑوں میں تم اپنا گھر بنا لو۔

بے جان چیزوں کی طرف بھی وحی کا لفظ استعمال فرمایا گیا۔

یومئذ تحدث اخبارها بان
ربک اوحی لها۔ ۸۰

اس دن زمین اپنا سب احوال
بتائے گی کیوں کہ آپ کے رب
نی اس کو ان باتوں کی ہدایت
دے دی ہے۔

آسمان کے متعلق فرمایا:

واوحیٰ فی کل سماءٍ اور خدا نے ہر آسمان کو اس

امرہا . ۹۷ کے کام پر مقرر کر دیا۔

وحی اصطلاحی :- شریعت اسلامی کی اصطلاح میں وحی بالخصوص اس ذریعہ غیبی کا نام ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ کے خاص لطف و کرم اور فضل و عنایات سے کسی نبی (رسول) کو کوئی علم حاصل ہوتا ہے اس حصول علم میں کسی نبی یا رسول کے اپنے غور و فکر و کوشش و سعی اور جدوجہد کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ ۸۰

فتح الباری میں ہے:

وشرعاً الاعلام شریعت کی تعلیم دینا وحی ہے

بالشرع . ۸۱

امام راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں وحی اصطلاحی کی توضیح یوں بیان فرمائی ہے کہ

اصل الوحی الاشارة السريعة والتضمن السرعة "قیل امرٌ وحی" وذاک

بالکلام علی السبیل الرمز والتعریض وقد یكون بصوتٍ مجرد عن التریب

بإشارة بعض الجوارح وبالكتابة - ۸۲

فیوض الباری میں ہے۔ وحی ان مطالب و معارف کا نام ہے جو اللہ کی طرف سے انبیاء

کرام پر نازل ہوئی۔ ۸۳

۹۷ جم سجدہ - ۱۲ ۸۰ اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور جلد ۲۲ ص ۶۱۴ ۸۱ فتح الباری شرح

بخاری جلد اول ص ۹ ۸۲ مفردات القرآن اصفہانی - مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ مطابق ۱۳۸۰ھ ص ۵۳۶

۸۳ فیوض الباری شرح بخاری پارہ اول ص ۱۳

نزہۃ القاری شرح بخاری میں ہے۔

اس کلام کو کہتے ہیں جو کسی

نبی (رسول) پر اللہ کی

طرف سے نازل ہوا

ہو۔ ۸۴

وحی کا استعمال اس معنی خاص یعنی اصطلاح میں اتنی کثرت سے ہوا کہ منقول شرعی بن گیا اب کسی رسول کے بارے میں وحی کا لفظ بولا جائے تو یہی معنی مراد ہوتے ہیں قرآن میں اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں ہم چند پر اکتفا کرتے ہیں۔
حضرت موسیٰ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

واوحینا الی موسیٰ اور وحی بھیجی ہم نے موسیٰ کو

اذاستسقه قومہ ان اضرب جب پانی مانگا اس سے اس

بعصاک الحجر . ۸۵ کہہ م نے کہ ما اپنی لاٹھی

اس پتھر پر۔

اس عصاء موسیٰ سے دوسرے معجزے کے صدور کے لیے وحی کے متعلق یوں بیان فرمایا:

واوحینا الی موسیٰ ان الق اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کو کہ

عصاک فاذاھی تلقف ما ڈال دے اپنا عصا سو وہ نکلنے لگا

یافکون . ۸۶ جو انہوں (جادوگروں) نے

ڈھونگ رچا تھا۔

نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ہونے والی اور دیگر انبیاء پر ہونے والی وحی کو ایک ہی جنس سے قرار دیتے ہوئے قرآن نے یوں وضاحت کی۔

اَنَا وَحِينَا الْيَك كَمَا	ہم نے وحی بھیجی تیری
وَحِينَا الٰی نُوْحٍ وَالنَّبِیِّیْنَ	جانب جیسے وحی بھیجی نوح پر
مِنْ بَعْدِهِ وَوَحِينَا الٰی	اور ان نبیوں پر جو اس کے
اِبْرَاهِیْمَ وَاسْمٰعِیْلَ	بعد ہوئے اور وحی بھیجی
وَاسْحٰقَ یَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ	ابراہیم پر اور اسماعیل پر
وَعِیْسٰی وَایُوْبَ وَیُوْنُسَ	اور اسحاق پر اور یعقوب پر
وَهَارُونَ وَسَلِیْمَانَ وَآدَمَ	اور اس کی اولاد پر اور
دَاوُدَ زَبُورًا. ۷۷	عیسیٰ پر اور ایوب پر اور
	یونس اور ہارون پر اور
	سلیمان پر اور ہم نے دی
	داؤد کو زبور۔

حضور پاک ﷺ سے قرآن کے متعلق فرمایا کہ اسے ہم نے آپ پر وحی کی اور اچھے واقعات جو بیان کرتے ہیں وہ بھی وحی کا ہی درجہ رکھتے ہیں۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ	اور ہم بیان کرتے ہیں
الْقَصَصَ بِمَا وَحِينَا	تیری پاس بہت اچھا بیان
الِیْكَ هٰذَا الْقُرْآنُ. ۷۸	اس واسطے کہ وحی کی‘

چونکہ انبیاء کو وحی بغیر کسب و نظر اور تجربہ اور استدلال کے حاصل ہوتی ہے اس لیے علم و حکمت کے ساتھ ساتھ سراسر غیب بھی ہوئی کیوں کہ اس کا مبداء وہاں سے ہوتا ہے جو تمام مخلوق کے لیے غیب ہے قرآن نے اس حیثیت کو واضح کر دیا اور فرمایا:

ذالک من انباء الغیب وہ تو غیب کی خبریں ہیں
نوحیہ الیک . ۸۹ جنہیں ہم آپ کی طرف
وحی کرتے ہیں۔

اسی طرح سورہ ہود میں حضرت نوح کے واقعات بیان کرنے کے بعد قرآن اپنے رسول کی وحی کے بارے میں کہتا ہے:

تلک من انباء الغیب ”یہ غیب کی خبریں ہیں ہم
نوحیہا الیک ما کنت تمہاری طرف وحی کرتے
تعلمہا انت ولا ہیں اس سے قبل نہ تم جانتے
قومک . ۹۰ تھے اور نہ تمہاری قوم“

وحی کب آتی ہے

جس طرح دنیا کو رسولوں کی ضرورت ہے نظام انسانیت صحیح راستہ پر گامزہ رہے ٹھیک اسی طرح وحی کی بھی ضرورت ہے جو رسولوں کے ساتھ خاص ہے ظاہر ہے پیغام اور پیغمبر جدا کیسے ہو سکتے ہیں اور بھر رسول و نبی محض خبر رساں ہی نہیں ہوتا بلکہ ہدایت کے پورے طور طریقہ پر عمل پیراں کروانا اور لوگوں کو عملی زندگی میں ڈھال کر ان کا تزکیہ نفس کرنا ظلم کی ذرائع اور مصادر کو منقطع کرنا اس کی ذمہ داری ہوتی ہے ظاہر ہے ان کاموں میں کب اور کہاں کسی قسم کی حکم اور دانائی کی ضرورت ہوتی ہے اور اللہ کی رحمت و تائید درکار ہوتی ہے یہ تو اللہ ہی بہتر طور پر جانتا ہے اس لیے وہ جب ضرورت سمجھتا ہے اس وقت اپنے نبی پر وحی نازل فرماتا ہے۔ اللہ نے آخر رسول حضرت محمد ﷺ کو چالیس سال کی عمر ہو جانے پر وحی نازل فرمائی اسی طرح حضرت موسیٰ اور حضرت یونس کو جو ان ہونے کے بعد لیکن حضرت عیسیٰ کو بچپن ہی میں وحی فرمادی گئی۔

نزول وحی کی مختلف صورتیں

کس کس طریقے سے وحی کا نزول ہوتا ہے مندرجہ بالا لغوی اور اصطلاحی معنوں سے ظاہر ہو ہی گیا ہے لیکن اس سلسلے میں قرآن میں اجمالاً اور احادیث میں بالتفصیل اور وضاحت کے ساتھ جن صورتوں کا ذکر ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔
قرآن میں ہے۔

وما کان لبشر ان یکلمه	اور کسی آدمی کے لیے ممکن
الله الا وحیاً او من ورائ	نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے
حجاب او یرسل رسولا	بات کرے مگر بذریعہ وحی یا
یوحی باذنه ما یشاء انه	پردے کے پیچھے سے یا کوئی
علی حکیم . ۹۱	فرشتہ بھیج کر پس وہ اللہ کے
	حکم سے جو اللہ چاہے وحی
	پہنچادے بیشک اللہ عالی
	نشان اور حکمت والا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے۔

عن عائشة ام المؤمنین	ام المؤمنین حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا ان	صدیقہ سے روایت ہے کہ
الحارث بن ہشام سأل	

رسول اللہ ﷺ کیف
 یاتیک الوحی فقال
 رسول اللہ ﷺ احیانا
 یأتینی صلصلة الجرس
 وهو اشدہ علی فیفصم
 عنی وقد وعیت عنہ ما
 قال و احیاناً یتمثل لی
 الملک رجلاً فیکلمنی
 فاعی ما یقول قالت
 عائشة ولقد رأیتہ ینزل
 علیہ الوحی فی الیوم
 الشدید البرد فیفصم عنہ
 وان جبینہ یتفصد
 عرقاً ۹۲

جارث این ہشام نے رسول
 اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ
 وحی کیسے آتی ہے تو رسول اللہ
 ﷺ نے جواباً فرمایا کبھی گنٹی
 کی آواز مثل یہ مجھ پر زیادہ
 سنت ہے اس کو میں یاد کر لیتا
 ہوں پھر یہ کیفیت دور ہو جاتی
 ہے اور کبھی فرشتہ مرد کی شکل
 میں آ کر مجھ سے کلام کرتا ہے
 جو کچھ وہ کہتا ہے اسے میں یاد
 کر لیتا ہوں حضرت عائشہؓ
 نے بنایا کہ میں نے رسول اللہ
 ﷺ کو دیکھا کہ سخت سردی
 کے موسم میں وحی اترتی تو
 نزول وحی کے اختتام پر
 پیشانی عرق عرق ہو جاتی
 ہے۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ قسطلانی نے اپنی شرح ارشاد الساری میں وحی کے

اغوی اور اصطلاحی معنی کے ساتھ ساتھ اس کی صورتوں کی اجمالاً مگر جامع بات کہی۔
چنانچہ فرماتے ہیں:

والوحی الاعلام فی	اور وحی خفیہ جانکاری دینا
الخفاء وفی الاصطلاح	ہے اور اصطلاح شرع میں
الشرع اعلام الله تعالى	پیغمبروں کو کسی چیز کی
انبیاء الشئ اما بکتاب او	جانکاری دینا یا تو کتاب
برسالة ملک او منام او	کے ذریعہ یا فرشتہ بھیج کر یا
الهام . ۹۳	خواب میں الہام کے

ذریعہ۔

ایک وہ صورت جو حضور پاک ﷺ کے ساتھ خاص رہی کہ اللہ رب العزت نے
معراج کی شب بغیر حجاب کے آپ ﷺ کو اپنا قرب خاص عطا کیا اور وحی فرمائی۔
قرآن اس کی وضاحت اس طرح کرتا ہے:

ثم دنی فتدلی فکان قاب

قوسین او ادنی فاوحی

الی عبده ما ووحی . ۹۴

اسی سلسلہ میں قرآنی آیات اور احادیث کی روشنی میں تقریباً سات صورتیں
نزول وحی کی ہوتی ہیں یہی سات طریقوں کا ذکر ابن قیم نے اپنی تصنیف زاد المعاد
فی بدھی التخییر العباد میں کی ہے علامہ سعید احمد اکبر آبادی نے اپنی کتاب وحی الہی میں

ابن قیم ہی کے حوالہ سے انھیں صورتوں کا ذکر کیا ہے۔ ۹۵۔

۱۔ رویائے صادقہ۔

۲۔ نفث فی الروح یا اللقاء فی القلب۔

۳۔ صلصلة الجرس۔

۴۔ تمثیل۔

۵۔ فرستہ کا اپنی اصلی صورت میں آنا۔

۶۔ وحی کا وہ طریقہ جو معراج میں پیش آیا۔

۷۔ بلا واسطہ مکالمہ۔

ان میں سے ہر ایک پر جامع تشریح درج ذیل ہے۔

(۱) رویائے صادقہ۔ کا مطلب سچے خواب ہیں یعنی جو کچھ رات کو خواب میں دیکھا

فوراً ہی یا کچھ دنوں کے بعد بعینہ اسی کے مطابق کوئی واقعہ ظاہر ہو گیا۔ اس طرح

کے خواب کو نبوت کا چھیا لیسواں حصہ کہا جاتا ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے۔ ۹۶۔

الرویا الصالحة جزء من

سنة واربعین جزء من

النبوة. ۷۹۔

رویا صادقہ کو نبوت کا جز محض اس کے سچے ہونے کی وجہ سے کہا گیا ہے۔

۹۵ زاد المعاد جلد اول ص ۱۸ مطبوعہ مصر ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۹۵۰ء

۹۶ تعبیر الروایا امام محمد بن سیرین ص ۲ طبع دہلی۔

۹۷ صحیح بخاری کتاب التبعیر الروایا جلد ثانی ص ۱۰۳ مطبوعہ دہلی ۱۹۳۸ء

یعنی جس طرح پیغمبروں کی خبر بالکل صحیح صحیح ہوتی ہے کسی بھی طرح کے کذب و دروغ کی اس میں آمیزش کی گنجائش نہیں ہوتی اسی طرح رسولوں کے خواب بھی بالکل سچے ہوتے ہیں کیونکہ نیند اور اونگھ سے نہ تو انہیں غفلت طاری ہوتی ہے اور نہ شیطان کا گزر ہوتا ہے اس کی کافی وضاحت عصمت کے بیان میں ہو چکی ہے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی نیند کو بھی عام لوگوں کی نیند کی طرح نہیں بنایا بلکہ وہ سونے کے باوجود گویا بیدار ہی ہوتے ہیں یعنی ان کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل جاگتے رہتے ہیں۔ امام بخاری نے اپنی صحیح میں اسی عنوان کا ایک باب ہی باندھا ہے۔

تنام اعینہم ولا تنام ان (پیغمبروں) کی آنکھیں

سوتی ہیں دل نہیں سوتے۔ قلوبہم . ۹۸

اس سے یہی مقصد ہے کہ خاب کی جو دوسری قسم ہے جس میں شیطانی انسان کو غفلت میں ڈال کر اوہام پریشان میں مبتلا کرتے ہیں اور جن خواب میں شیطانی اثرات ہوتے ہیں ان کو رویا نہ کہہ کر احلام جو حلم کی جمع ہے کہا جاتا ہے۔

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ رسول آخر الزمان حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

الرویا من اللہ والحلم من الشیطان . ۹۹

حضرت یوسف کے واقعہ میں بادشاہ مصر نے جو خواب دیکھا تھا اس کو معبروں نے شیطانی خواب یعنی اضغاث احلام کا نام دیا تھا سورہ یوسف میں تینوں قسم کے الفاظ کو جمع کر کے فرق واضح کر دیا گیا ہے۔

یا ایہا الملافتونی فی
رویای ان کنتم للریا
تعبرون قالوا اضغاث
احلام ومانحن بتاویل
الاحلام بعلمین . ۱۰۰ ل

اے دربارِ یو اگر تم
خوابوں کی تعبیر بیان کر سکتے
ہو تو میرے خواب کے
بارے میں اپنی رائے
بیان کرو ان لوگوں نے کہا
یہ اوہام پریشان ہیں اور
ہم ان اوہام و خیالات کی
تعبیر سے واقف نہیں۔

رویا عربی میں کہتے ہی اس خواب کو ہیں جو کسی حقیقت کے اخبار و اعلام یا اس کی جانب اشارہ یا ایما پر مبنی ہو۔ ۱۰۱ ل اسی لئے ابتدائی کا طریقہ اسی صورت میں تھا بخاری میں ہے۔

عن عائشة ام المؤمنین
رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت
اول ما بدئ رسول اللہ
ﷺ من الوحی الرویا
الصالحة فی النوم فکان لا
یری رؤیا الا جائت مثل
فلق الصبح . ۱۰۲ ل

حضرت عائشہؓ سے روایت
ہے پہلی وہ چیز جس سے
آنحضرت ﷺ پر وحی کا
آغاز ہوا نیند میں رویا
صالحہ ہے حضور ﷺ جو
خواب دیکھتے وہ صبح کے
ترکے کی طرح صحیح نکلتا تھا۔

۱۰۰ سورہ یوسف - ۴۳، ۴۴ ۱۰۱ وحی الہی ص اکبر آبادی

۱۰۲ صحیح بخاری باب کیف کان بدأ الوحی جلد اول ص ۲ مطبوعہ رشیدیہ دہلی۔

اسی لئے ایک اور حدیث میں ہے۔

روى الانبياء عليهم

پیغمبروں کے خواب وحی

السلام وحی۔ ہیں۔

رویا صادقہ سے وحی کرنے کی حکمت :- اس میں حکمت غالباً یہ رہی کہ وحی چونکہ شدید ترین شی ہے اس لئے پہلے خواب کی ذریعہ آپ ﷺ کو اس کا عادی بنایا جائے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری کیف کان بدأ الوحی کی تشریح میں علقمہ بن قیس کی روایت نقل کی ہے۔

قال اول ما يوتى به

کہا۔ پیغمبروں کو اولاً عالم

الانبياء فى المنام حتى

خواب میں وحی آتی ہے

تهدا قلوبهم ثم ينزل

تاکہ ان کے دل اس کی

الوحى بعد فى

ہیبت کے تحمل کے عادی

اليقظة. ۱۰۳۔

ہو جائیں پھر عالم بیداری

میں وحی کا نزول ہوتا رہتا

ہے۔

مندرجہ بالا قول سے ظاہر ہے کہ عالم بیداری میں نازل ہونے والی وحی نہایت شدید ہوتی تھی ناظرین کو اس کا اندازہ اگلے صفحات میں بخوبی ہوگا۔

نفث فی الروع

یہ وہ صورت ہے جس میں فرشتہ آپ کے قلب پر بغیر نظر آئے کسی بات کا القاء کر دیتا تھا ۱۰۴ جیسا کہ اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ان روح الامین نفث فی روح القدس نے میرے قلب
الروع . ۱۰۵

میں یہ بات ڈال دی کہ کوئی

جان اس وقت تک نہیں انتقال

کرے گی جب تک کہ وہ اپنا

رزق مکمل نہ کر لے تو پھر تم اللہ

سے ڈرو اور طلب میں مستحسن

پہلو اختیار کرو اور خبردار رہو کہ

کہیں رزق کا متاخر ہو جانا تم کو

اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ

اللہ کی معیشت کی راہ سے اس

رزق کو طلب کرو کیونکہ اللہ کے

پاس جو کچھ ہے وہ اس کی

اطاعت و بندگی ہی سے حاصل

ہو سکتا ہے۔

قرآن میں ہے:

نزل به الروح الامين على
قرآن روح الامين آپ
قلب لتكون من
کے قلب پر لے کر نازل
المنذرين. ۱۰۶
ہوئے تاکہ آپ ڈرانے
والوں میں ہوں۔

پورے قرآن ہی کے متعلق فرمایا گیا کہ یہ آپ ﷺ کے دل پر اتر رہا ہے۔

فانه نزلہ علی علی قلبک باذن اللہ . ۱۰۷

مطلب یہ کہ آپ کے قلب پر القاء کیا ہے اس میں دونوں قسم کی وحی ظاہری اور مذکورہ طریقہ یعنی القاء فی القلب شامل ہیں۔ رسول کا قلب ہی وہ شئیء ہوتا ہے جس کا رابطہ عالم بالا سے کبھی منقطع نہیں ہوتا اور قلب پر اتاری ہوئی بات پائدار ہوتی ہے جو کبھی بھول چوک کا شکار نہیں ہوتی اس لیے۔

قرآن نے کہا:

ما کذب الفواد
جھوٹ نہیں کہا جو دیکھا۔

مارئ. ۱۰۸

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے رسول ﷺ کے قلب کے متعلق فرمایا کہ

لا يزال مائلاً الى عالم
عالم غیب سے اس کا میلان
الغیب۔ ۱۰۹
(رابطہ) کبھی منقطع نہیں ہوتا۔

القاء فی القلب کا وحی کے علاوہ ایک نام اور ہے جسے الہام کہتے ہیں۔
الہام بھی علم کا ذریعہ غیبی ہے۔

اللہ رب العزت الہام کے ذریعہ بھی ہدایت کی تعلیم دیتا ہے چنانچہ قرآن نے فرمایا:

فَالْهَمُّهَا فَجُورُهَا اللہ نے نفس انسانی کو بری

وتقواھا۔ ۱۱۰

الہام (تعلیم) کر دیا ہے۔

وحی والہام میں فرق

لیکن وحی والہام میں دونوں میں کئی واضح فرق ہیں۔

- (۱) وحی والہام دونوں سے علم غیبیہ کا حصول ہوتا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ الہام ایسا وجدان ہے جس سے شئی مطلوب کا علم تو حاصل ہو جاتا ہے لیکن یہ پتہ نہیں چلتا کہ علم کا مبدأ کیا ہے بخلاف وحی کے کہ اس میں علم کا مبدأ پورے طور پر معلوم ہوتا ہے۔ ۱۱۱
- (۲) الہام نبی اور غیر نبی دونوں پر ہوتا ہے جبکہ وحی رسول اور پیغمبروں کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے کسی غیر نبی کو علم کا یہ ذریعہ غیبی میسر نہیں ہو سکتا۔
- (۳) انبیاء و صالحین پر الہام من جانب اللہ ہوتا ہے یعنی صالح ذریعہ غیبی سے ہوتا ہے جبکہ غیر نبی اور عام لوگوں پر شیطان کی جانب سے بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ سورہ انعام کی آیت میں ہے۔

یوحیٰ بعضہم الیٰ بعض ”ان کے بعض بعض کو وحی
وان الشیاطین لیوحون (القاء فی القلب) کرتے
الیٰ اولیاءہم . ۱۱۲
ہیں اور بے شبہ شیطان
اپنے دوستوں کے دلوں
میں وسوسہ پیدا کرتا ہے“

یہی وجہ ہے کہ غیر نبی کا الہام کتنا بھی صالح ذریعہ سے ہو خود اس کے لئے تو
ہدایت کا ذریعہ بن سکتا ہے مگر دوسروں کے لئے واجب عمل نہیں جبکہ رسول کا الہام سب
کے لئے واجب عمل ہوتا ہے۔

رسول جو بھی ہدایت دے اس کا علم کسی بھی طریقے سے اسے حاصل ہوا ہو وہ سب من
جانب اللہ ہوتا ہے۔

جیسا کہ عصمت کے باب میں بھی عرض کر چکے ہیں۔
قرآن کا فیصلہ اس سلسلے میں نہایت واضح ہے۔

وما ینطق عن الہوی ان ہوا الا وحی یوحیٰ . ۱۱۳

(۳) صلصلة الجرس

تیسری صورت یہ ہے کہ وحی صلصلة الجرس یعنی گھنٹہ کی آواز کی طرح گونج سنائی دیتی تھی۔ حدیث میں اس کی تفصیل یوں ہے۔

عن عائشة ام المؤمنين [ؓ] ان	ام المؤمنین حضرت عائشہ
الحارث بن هشام سأل	صدیقہ [ؓ] سے روایت ہے
رسول الله ﷺ كيف	کہ جارث ابن هشام نے
ياتيك الوحي فقال	رسول اللہ ﷺ سے دریافت
رسول الله ﷺ احيانا	کیا کہ وحی کیسے آتی ہے تو
يأتني صلصلة الجرس	رسول اللہ ﷺ نے جواباً
وهو اشدّه فيفصم عني	فرمایا کبھی گھنٹی کی آواز کے
وقد وعيت عنه ما قال	مثل یہ مجھ پر زیادہ سخت ہے
واحيانا يتمثل لي الملك	اس کو میں یاد کر لیتا ہوں پھر
رجلاً فيكلمني فاعى ما	یہ کیفیت دور ہو جاتی ہے اور
يقول قالت عائشة ولقد	کبھی فرشتہ مرد کی شکل میں
رأيتُه ينزل عليه الوحي في	آ کر مجھ سے کلام کرتا ہے جو
اليوم الشديد البرد	کچھ وہ کہتا ہے اسے میں یاد کر
فيفصم عنه وان جبينه	لیتا ہوں حضرت عائشہ [ؓ] نے
ليتفصد عرقاً. ۱۱۴	بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

کو دیکھا کہ سخت سردی کے
موسم میں وحی نازل ہوتی تو
آپ پر پسینہ آ جاتا تھا۔

اس مثال سے وحی کی شدت بتانا مقصود ہے یعنی جب اس قسم کی وحی آتی ہے تو
ایسے جلال و ہیبت کے ساتھ خطاب الہی ہوتا ہے کہ جس میں صرف گونج ہوتی ہے نہ
اس کی کوئی جہت نہ مبداء نہ سمت کو متعین کیا جاسکتا ہے اور ارشاد کا وزن قلب پر ایسا
چھا جاتا ہے کہ سخت سردی کے زمانہ میں پیشانی عرق عرق ہو جاتی جیسا کہ حدیث
عائشہؓ میں گزر چکا۔

اسی حدیث کے تحت حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح بخاری میں ایک صحابی
حضرت عبادہ بن صامت کا واقعہ یوں بیان فرمایا ہے کہ
جب حضور پاک ﷺ پر وحی نازل
ہوتی تھی تو آپ کو اضطراب پیدا
ہو جاتا اور چہرہ مبارک کا رنگ
بدل جاتا آپ اس وقت سر جھکا
لیتے اور صحابہ آپ کے پاس بیٹھے
ہوتے تھے وہ بھی سر نیچا کر لیتے
تھے وحی کے بعد آپ سر اٹھاتے
تھے۔ ۱۱۵

وحی کی یہ کیفیت ہوتی جس میں رسول اللہ ﷺ پر ملکوتی حیثیت کا غلبہ ہوتا تھا کیونکہ تمام انبیاء اور خود حضور پاک ﷺ کی دو قوتیں تھیں ایک ظاہری جسے بشری کہتے ہیں دوسری باطنی جسے ملکوتی کہتے ہیں جب بشری حیثیت کا غلبہ ہوتا تو فرشتہ بشکل بشر آ کر کلام کرتا اور جب باطنی حیثیت کا غلبہ ہوتا تو صلصلة الجرس والی کیفیت کے ساتھ وحی آتی۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اس بات کی تشریح کچھ اس طرح بیان فرمائی ہے۔

واما الصلصلة الجرس	رہا صلصلة الجرس تو اس کی
فحقیقتها ان الحواس اذا	حقیقت یہ ہے کہ حواس جب
صادمها تاثیر قوی	کوئی قوی تاثیر متضاد ہوتی
تشوشهت قوة البصر ان	ہے تو وہ متشوش ہو جاتے ہیں
یرى الواناً الحمرة	چنانچہ قوت بصر کی تشویش یہ
والصفرة	ہے کہ مختلف رنگ مثلاً سرخی
والخضرة ونحو ذالك	زردی اور سبزی وغیرہ نظر
وتشویش قوة السمع ان	آئیں اور قوت سمع کی
یسمع اصواتاً بهمة	تشویش یہ ہے کہ بہم
كالطين والصلصلة	آوازیں سنائی دیں مثلاً
والمهمة فاذا تم الاثر	طنین صلصلة اور ہمہ پھر
حصل العلم. ۱۱۶	جب اثر تمام ہو جاتا ہے علم
	حاصل ہو جاتا ہے۔

یہ وہ کیفیت ہوتی جب آپ ﷺ ایسے مدارج و مقام سے ہمکنار ہوتے جو مادیت سے ماوراء عالم اسفل سے دور ملاء اعلیٰ سے اقرب ہوتا بلکہ ذات باری کے مشاہدات کی جلوہ زار میں ہوتے جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کیا۔

لی مع اللہ وقت لا اللہ کے ساتھ میرا ایک
یسعنی فیہ ملک مقرب وقت ایسا ہوتا ہے کہ جس
ولا نبی مرسل . ۱۷۱ میں ملک مقرب اور نبی مر
سل کی بھی گنجائش نہیں
ہوتی۔

اس صورت میں آپ کے حواس مغلوب ہو جاتے اور گھٹنہ بجنے کی سی آواز محسوس ہوتی۔
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

وربما يحصل عند توجه اور بسا اوقات رسول کے
الی الغیب وانقهاراً غیب کی طرف متوجہ ہونے
لحواس صلصلة الجرس اور حواس کے مغلوب
كما قد يكون عند ہونے کی صورت میں گھٹنہ
عروض الغشى من روية بجنے کی سی آواز آتی جیسا
الوان حمير سود . ۱۸۱ کہ غشی میں سرخی اور سیاہ
رنگ نظر آتے ہیں۔

۱۷۱ رسالہ قشیریہ (عربی) بحوالہ مکتوبات امام ربانی شیخ احمد سرہندی دفتر اول حصہ پنجم ص ۷۵۷ نزہۃ القاری
۱۸۱ حجة اللہ البالغہ جلد دوم بحث سادس ص ۲۰۷ (مترجم اردو) شرح بخاری جلد اول ص ۱۹۲

وحی ہے ہی ایسی سخت چیز جس کا تحمل ہونا کسی کے بس کی بات نہیں۔

بیہقی میں حضرت ہشام سے روایت ہے۔

وان کان لیوحی الیہ وهو
علیٰ ناقتہ فیضرب
حزامہا من ثقل ما یوحی
الیہ . ۱۹۱

اور اگر ایسی حالت میں
وحی آتی جب وہ (رسول
ﷺ) اپنی اونٹنی پر ہوتے
تو ان کے بوجھ سے اونٹنی
بیٹھ جاتی۔

اسی طرح حضرت زید بن ثابت کے بارے میں ہے کہ جب آیت غیر اولی
الضرر نازل ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب اس طور سے بیٹھی ہوئے تھے کہ آپ
کے زانو پر رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک تھا حضرت زید پر وحی کا اتنا اثر ہوا کہ لگتا تھا
کہ ران پھٹ جائے گی اور جسم دبا جاتا تھا۔ یہ تو وہ صورت تھے جس میں ایک رسول
کی وساطت تھی ورنہ حضرت زید اور ناقہ کیا پہاڑ جیسی سخت ترن چیز پر اللہ وحی بھیجتا تو
وہ تاب نہیں لاسکتا تھا اور فنا ہو جاتا جیسا کہ قرآن نے فرمایا:

لوانزلنا هذال قرآن علی
جبل لرأیتہ خاشعاً
متصدعاً من خشية
الله . ۲۰

اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر
نازل کرتے تو تم ضرور
دیکھتے اس کو کہ وہ اللہ کے
خوف سے کانپ کر پاش
پاش ہو جاتا۔

۵۷۷۷

یہ تو زمین والوں کی بات تھی آسمان والوں کی بات سنئے ان پر خوف الہی کا عالم اس وقت کیا ہوتا ہے چنانچہ بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اذا تكلم الله بالوحي	اللہ تعالیٰ جب کلم بالوحی
سمع اهل السموات شيئاً	کرتا ہے تو اہل سموات کچھ
فاذا فزع القلوب بهم	سنتے ہیں پھر جب ان کے
سكن الصوت عرفوا انه	قلوب سے خوف و ہراس
الحق ونادوا ما ذا قال	کیم ہو جاتا ہے اور (گو نجی
بكم قالوا الحق. ۱۲۱	ہوئی) آواز ٹھہر جاتی ہے تو
	وہ پہنچانتے ہیں کہ یہی حق
	تھا اور وہ آپس میں ندا کر
	تے ہیں کہ تمہارے رب
	نے کیا کہا وہ کہتے ہیں حق
	کہا۔

اس حدیث میں ”تکلم اللہ بالوحی“ سے ظاہر ہے کہ اللہ بغیر کسی فرشتہ کے وساطت سے کلام کرتا ہے اس صورت پر فرشتوں پر خوف و ہراس کا غلبہ زیادہ ہوتا ہے اور وہ اتنے مبہوت ہو جاتے ہیں کہ وحی کی بعد ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ

اللہ نے کیا فرمایا اور یہ بات آپس میں وہ اس وقت کرتے ہیں جب آواز بالکل ٹھہر جاتی ہے کیونکہ آواز میں گونج ہوتی تھی ٹھیک اسی طرح صلصلة الجرس والی صورت وحی کی ہے کہ اللہ جب وحی فرماتا ہے تو شدت سے آپ پر خوف طاری ہوتا سخت سردی کے زمانے میں پیشانی عرق عرق ہو جاتی اور گونج اتنی شدید ہوتی کہ گھنٹہ کے بجنے کی سی آواز سنائی دیتی۔

(۴) فرشتہ کا شکل انسانی میں آنا

حدیث حضرت عائشہ میں گذرا کہ فرشتہ کبھی انسانی شکل میں آ کر آپ

ﷺ کی بارگاہ میں وحی پہنچاتا تھا۔

اور کبھی فرشتہ مرد کی شکل

واحیاناً یتمثل ولی

میں آ کر مجھے پیغام الہی

الملك رجلاً فیکلمنی

سناتا ہے جو کچھ وہ کہتا ہے

فاعی ما یقول - ۱۲۲

اسے میں یاد کر لیتا ہوں۔

فرشتہ کبھی کسی معروف شخص کی شکل میں آتا اور کبھی اجنبی شخص کی شکل

میں۔ فرشتہ جب معروف شخص کی شکل میں آتا تو اکثر حضرت وحیہ کلبی کی شکل میں آتا

جونہایت وجیہہ اور خوبصورت تھے چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

ابو عثمان سے روایت ہے

عن ابی عثمان قال انبت

وہ کہتے ہیں کہ مجھکو خبر پہنچی

ان جبرئیل اتی النبی ﷺ

ہے کہ حضرت جبرئیل

وعنده ام سلمة یجعل

رسول اللہ ﷺ کی خدمت

یحدث فقال النبی ﷺ

میں حاضر ہوئے اس وقت

من هذا او كما قال قالت

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ

هذا دحیة فلما قام واللہ

حضور ﷺ کے پاس بیٹھی

ما حسبتہ الا ایاہ حتی

سمعت خطبة النبي ﷺ
 ہوئی تھیں رسول خدا ﷺ
 بخبر جبرئیل اوکما
 نے فرمایا (ام سلمہ سے) یہ
 کون ہیں؟ جو بھی کہا ام
 سلمہ نے عرض کیا یہ تو دحیہ
 ہیں ام سلمہ کہتی ہیں کہ بخدا
 میں نے رسول اللہ ﷺ کا
 خطبہ سنا جس میں آپ نے
 حضرت جبرئیل کی آمد کی خبر
 دی۔

اسی طرح فرشتہ کا اجنبی شکل میں آنے کا ذکر مسلم شریف میں ہے۔
 حضرت عمرؓ سے روایت کردہ امام مسلم نے ایک طویل حدیث نقل کی ہے اس
 حدیث کا نام ہی حدیث جبرئیل ہے جس میں حضرت جبرئیل کے ایک اجنبی شخص کی شکل
 میں آنا اور حضور ﷺ سے احسان، قیامت، اسلام کے متعلق باتیں کرنا مذکور ہے جب
 حضرت جبرئیل چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے دریافت فرمایا ”تم جانتے
 ہو یہ شخص کون تھا؟ حضرت عمرؓ نے غرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جاننے
 والا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

فانه جبرئیل اتاکم
 یہ جبرئیل تھے جو تم کو تمھارا
 يعلمکم دینکم . ۱۲۴
 دین سکھانے آئے تھے۔

فتح الباری میں امام ابن حجر عسقلانی حضرت عائشہ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔
 کہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ایک شخص سے گفتگو کر رہے ہیں جو سواری پر سوار
 ہے واپسی پر ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے استفسار کیا کہ یہ شخص کون تھا جس سے آپ
 بات فرما رہے تھے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

یہ جبریل تھے انھوں نے مجھ

کو حکم کیا کہ میں بنی قریظہ کی

طرف جاؤں۔ ۱۲۵

فرشتوں کا شکل بشر آنا رسول آخر الزماں ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ دوسرے
 پیغمبروں کے پاس آئے اور ان کو اللہ کا پیغام دیا۔ جب قوم لوط پر عذاب مقدر ہو چکا تو
 فرشتوں کی ایک جماعت حضرت ابراہیمؑ کے یہاں بطور مہمان اتری جن کی ضیافت میں
 انھوں نے کھانا پیش کیا لیکن فرشتوں نے کھانے سے منع کر دیا تب ان کے سمجھ میں آیا کہ
 یہ انسانی شکل میں فرشتے ہیں قرآن نے اس کی ترجمانی یوں کی۔

فلما رأی ایدیہم لا تصل

الیہ نکرہم و اوجس منہم

خیفۃ قالوا لا تخف انا

ارسلنا الی قوم لوط

ان سے ڈرنے لگا بولے

ڈریے نہیں ہم قوم لوط کی

طرف بھیجے گئے ہیں۔

اسی طرح اللہ نے حضرت جبریل کو حضرت مریم کے پاس مرد کی شکل میں بھیجا تا کہ حضرت عیسیٰ کی روح ان کے شکم میں پھونک دیں قرآن میں ہے۔

فاتخذت من دونهم	جب اس نے ان سے یکسوئی
حجاباً فارسلنا اليها	کر لی تو ہم نے اس کی
روحنا فتمثل له بشراً	طرف اپنا روحانی (روح
سویاً۔ ۱۲۷	الامین) بھیجا وہ اس کی
	سامنے ایک تندرست آدمی
	کے روپ میں ظاہر ہوا۔

(۵) فرشتہ کا اپنی اصلی شکل میں آنا

وحی کا پانچواں طریقہ فرشتہ کا اپنی اصلی شکل میں آنا اور پیغام الہی آپ تک پہنچانا تھا ایک تو فترت وحی کے موقع پر جب آپ پر پہلی وحی آنے کے بعد وحی کا آنا رک گیا تھا اس کو فترت وحی کہا جاتا ہے اس کا آپ ﷺ کو بے حد قلق رہتا تھا پھر بھی آپ غار حرا جاتے تھے ایک دن آپ حرا سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ ناگاہ ایک صدائے غیبی سنی آپ نے فرمایا میں نے آگے پیچھے داہنے بائیں دیکھا پھر نظر اٹھا کر آسمان کی طرف کہ وہی فرشتہ جو پہلے غار حرا میں نظر آیا تھا آسمان اور زمین کے درمیان (فضا میں معلق) تخت پر بیٹھا ہے میں مرعوب ہو گیا گھر آ کر آپ ﷺ پر خوف و لرزہ طاری تھا جس پر آپ نے فرمایا کبل اڑھاؤ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یا ایہا المدثر قم فانذر . ۱۲۸

حضور ﷺ کا اسی طرح فرشتہ کہنا اور گھبراہٹ کا طاری ہونا یہ بتلاتا ہے کہ آپ نے جبریل کو انکی اصلی حالت میں دیکھا تھا ساتھ ہی غار حرا کی پہلی وحی کے بارے میں بھی اشارہ ملتا ہے وہ بھی فرشتہ کی اصل شکل میں رہی ہوگی جبھی حضور پاک ﷺ نے فرمایا ”وہی فرشتہ جو پہلے غار حرا میں نظر آیا تھا“ نہ کہتے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی اسی کے متعلق فرماتے ہیں۔

وامام من صفة حاصل اور رہا حامل وحی (فرشتہ)

الوحی کمجیئہ فی صورة کی صفت کے بارے میں تو

التي خلق عليها له تسمائة اس کا آنا اس صورت میں
 جناح وروية على كرسی ہے کہ اس کے چھ سر
 بين السماء والارض وقد بازو تھے اور دیکھا اس کو
 سدا لافق. ۲۹ زمین و آسمان کے درمیان
 كرسی پر بیٹھا ہوا کہ تمام
 افق اس کی وسعت سے
 ڈھک گیا تھا۔

لہذا روایت میں آتا ہے آپ ﷺ نے حضرت جبریل کی چھ سو بازو ملاحظہ فرمائے۔ ۳۰

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ جبریل کو رسول اللہ ﷺ نے دوبار اصلی شکل میں دیکھا ایک مرتبہ تو سدرۃ المنتہی کے پاس معراج کی رات دوسری دفعہ غالباً مقام اجیاد میں۔ ۳۱

چنانچہ فتح الباری جلد اول میں عبارت اس طرح ہے وللترمذی من طرق مسروق عن عائشة طریق ماری محمد جبریل فی سورته الامرین: مرة عند سدرۃ المنتہی ومرة فی اجیاد .

۲۹ فتح الباری جلد اول ص ۱۹ جدید ایڈیشن مطبوعہ بیروت
 ۳۰ نزہۃ القاری شرح بخاری باب کیف کان بدأ الوحی ص ۱۲۱
 ۳۱ فتح الباری جلد اول ص ۲۳ جدید ایڈیشن بیروت

(۶) بلا واسطہ وحی الہی

بغیر کسی فرشتہ یا وساطت کے براہ راست رسول کے دل پر وحی نازل فرمادے جیسی واقعہ معراج کے موقع پر پانچ نمازوں کو فرض کیا گیا۔
فتح الباری میں ہے۔

والتکلم لیلة الاسراء بلا اور کلام کرنا بلا واسطہ کے
واسطۃ ۳۲۔۱ معراج کی رات۔

(۷) بلا واسطہ اللہ رب العزت کا کسی رسول سے ہم کلام ہونا۔
 یہ طریقہ وہ تھا جس میں فرشتہ یا بغیر کسی واسطہ کے اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے ہم
 کلام ہوتا ہے۔ جیسا کہ از روئے نص قرآنی حضرت موسیٰ کے لیے ثابت ہے۔
 چنانچہ قرآن میں ہے۔

ولما جاء موسى لميقاتنا اور جب موسیٰ ہمارے
 وكلمه ربه . ۱۳۳
 مقررہ وقت پر حاضری
 دینے کے لیے آیا اور اس
 کے رب نے اس سے کلام
 کیا۔

وكلم الله موسى اور اللہ نے موسیٰ سے یقیناً
 تكليماً . ۱۳۴
 کلام کیا۔
 اور ایک جگہ فرمایا:

يـمـوسـى انـى اصـطـفـيتـك اے موسیٰ میں نے تجھ کو اپنی پیغمبر
 على الناس برسالتى اور ہم کلامی کے لیے لوگوں پر
 وبكلامى . ۱۳۵
 (فوقیت دے کر) چن لیا۔

حضرت موسیٰ کو ندادی۔

فلما اتاها نودی یا موسیٰ
انی انا ربک . ۱۳۶
جب موسیٰ درخت کے پاس
آئے تو ان کو ندادی گئی کہ
اے موسیٰ میں تمہارا رب
ہوں۔

اسی طرح حضور رسول اللہ ﷺ سے معراج کی رات اللہ ہم کلام ہوا۔
چنانچہ سورۃ النجم میں ہے۔

ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب
قوسین او ادنیٰ فاوحیٰ الی
عبده ما اوحیٰ ما کذب
الفواد ماریٰ افتمرونه
علیٰ ما یرئ . ۱۳۷
پھر وہ قریب ہوا اور قریب
ہوا اب فاصلہ دو کمانوں
کے برابر یا اس سے بھی کچھ
کم تھا اور اب خدا نے
اپنے بندے پر وحی کی جو کی
جو کچھ دیکھا اسے
نے جھوٹ نہیں کہا۔

رسول کا صاحب معجزہ ہونا

معجزہ کے لغوی معنی اور اصطلاحی مفہیم :- معجزہ (ع) جمع معجزات مادہ عجز بمعنی عدم

قدرت - قاصر رہنا - طاقت نہ رکھنا عاجز

ہو جانا یہی مادہ باب افعال میں اعجز یعجز

اعجازاً ہے جس کا معنی کسی کو عاجز کر دینا،

کام کرنے کی قدرت و طاقت سلب کر لینا۔

لفظ عجز کی ضد لفظ قدرت ہے - ۱۳۸

اصطلاح شرع میں کسی رسول و نبی کا وہ کام یا فعل جو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت

کاملہ سے اپنے رسول کی نصرت و تائید کی غرض سے ظاہر کرتا ہے اس وقت دیگر لوگ

اس جیسا کام کرنے سے قاصر و عاجز رہ جاتے ہیں - ۱۳۹

لفظ معجزہ قرآن و حدیث میں اس خاص معنی میں استعمال نہیں ہوا تاہم اس

کے لیے قرآن کریم میں لفظ آیت (جمع آیات) کا استعمال کیا گیا ہے - چنانچہ

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی نبوت کی تائید کے لیے قوم کے مطالبہ پر پتھر سے

اونٹنی ظاہر کر کے معجزہ پیش کیا تو اسے معجزہ نہ کہہ کر آیت کہا -

هذه ناقة الله لكم یعنی یہ اللہ کی اونٹنی ہے جو

آیت - ۱۴۰ تمہارے لیے ایک آیت

(معجزہ) ہے

بندوں کی ہدایت کی غرض سے ہر نبی کو اللہ رب العزت کوئی نشانی ضرور عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما من الانبياء نبي اعطى
من الايات ما مثله او من
او امن عليه البشر . ۱۴۱۔
ہر نبی کو کچھ ایسی نشانیاں عطا
کی گئی ہیں جس کو دیکھ کر
لوگ اس پر ایمان لائے۔

یہ دو قسم پر ہوتا ہے۔ ۱۴۲۔

(۱) معجزہ کلامیہ۔

(۲) معجزہ کونیہ۔

معجزہ کلامیہ:- یہ اللہ کا کلام ہوتا ہے جو اللہ کی صفت ہوتا ہے واجب ہوتا ہے جسے کبھی فنا نہیں معجزہ کونیہ جبکہ وقتی و عارضی ہوتا ہے۔ معجزہ کلامیہ کی بہترین مثال خود قرآن کریم ہے جس کے ہر بات کو آیت کا نام دیا جاتا ہے۔ جو ایک ابدی و آفاقی معجزہ ہے تا قیامت اپنی گونا گوں تاثیر سے بنی نوع انسان کی معجزانہ رہنمائی اور ہدایت کا فریضہ انجام دیتا رہے گا۔

قرآن میں ہے۔

کتاب انزلنہ الیک
مبارک لیذبروا آیتہ
مبارک کتاب ہم نے تم پر
اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی

۱۴۱ بخاری کتاب الاعتصام باب قول النبی ﷺ بعثت بجماع الکلم مسلم کتاب الایمان باب وجوب

الایمان برسالة نبینا محمد ﷺ الی جمیع الناس ونسخ الملل بملہ

۱۴۲ اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۲۱ ص ۳۳۷

ولیتذکروا لو
آیتوں میں غور کریں اور
عقل والے نصیحت لیں۔
الالباب ۱۴۳

جادوگر معجزہ کونیہ کی شکلاً مثال لا سکتا ہے اگرچہ باطنی طور سے اس کی کوئی
حقیقت نہیں ہوتی آئندہ ہم اس پر گفتگو کرنے والے ہیں لیکن معجزہ کلامیہ کی صفت یہ
ہے کہ اس کی مثال شکلاً بھی نہیں لائی جاسکتی چنانچہ اللہ نے اس کا اعلان فرمادیا۔

قل لئن اجتمعت الانس
والجن علی ان یاتوا بمثل
هذا القرآن لا یأتون بمثلہ
ولو کان بعضهم لبعض
ظہیراً ۱۴۴
کہدے اگر انسان اور جن
اس پر جمع ہو جائیں کہ اس
قرآن جیسی کتاب بنائیں تو
نہیں بنا سکتے اگرچہ وہ ایک
دوسرے کے مددگار
ہو جائیں۔

مزید فرمایا:

وان کنتم فی ریب مما
نزلنا علی عبدنا فاتوا
بسورۃ من مثله وادعوا
شهداء کم من دون اللہ
ان کنتم صدقین ۱۴۵
اور اگر تم اس میں شک کرتے
ہو جو ہم نے اپنے بندے پر
اتارا ہے تو اس کی مثل کوئی
ایک سورت ہی لے آو اور
اللہ کی سوا اپنے گواہوں کو بلا
لو اگر تم سچے ہو۔

دیگر انبیاء سے جب ان کی قوموں نے معجزہ طلب کیئے تو انھوں نے حیرت انگیز معجزہ دکھائے کسی نے عصا کا سانپ بنا دیا کسی نے مردوں کو زندہ کر کے دکھا یا۔ کسی نے پہاڑ سے اونٹنی نکالی لیکن جب اللہ کے آخری رسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے قوم نے اس قسم کی باتیں کیں اگرچہ آپ نے دوسرے موقعوں پر وہ تمام معجزے دکھائے جو دیگر انبیاء نے دکھائے تھے لیکن قوم کے مطالبہ پر اپنی زندگی پیش کی کیوں کہ آپ کی زندگی معجزہ کلامیہ سے مشابہ تھی یعنی مکمل قرآن تھی جس کے اثرات کبھی نہ مٹنے والے تھے۔

چنانچہ فرمایا:

فقد لبثت فيكم عمراً من میں نے تمہارے درمیان
قبله افلا تعقلون . ۱۴۶ اے ایک عمر گزاری ہے کیا تم
عقل نہیں رکھتے۔

اور اس کی توثیق میں اللہ نے آپ کے عمل کو اپنا عمل قرار دیا۔
وما رميت اذ رميت ولكن اور تم نے وہ (مٹھی بھر)
الله رمي . ۱۴۷ اے کنکریاں نہیں پھینکیں بلکہ
خدا نے پھینکیں۔

پھر جب کوئی رسول اور نبی کوئی معجزہ پیش کرتا ہے تو اس میں اللہ رب العزت کی اجازت کا دخل ہوتا ہے جیسا کہ سورہ رعد میں ہے۔

وما كان برسول ان ياتي کسی رسول میں یہ قدرت

بیتۃ الابدان اللہ . ۱۴۸ ل
 نہیں کہ وہ خدا کی اجازت
 کے بغیر کوئی معجزہ (نشانی)

لائے۔

اس سے ظاہر ہے اللہ رب العزت نے اپنے آخری محبوب رسول حضرت محمد ﷺ کو یہ اجازت دی ہوگی کہ تم اپنے آپ کو پیش کر دو کیوں کہ تم سراپا معجزہ ہو۔ جتنے بھی معجزات دیگر انبیاء کو اور خوبیاں عطا ہوئیں آپ ان سب کے مجموعہ کمال ہیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
 آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

معجزہ کونیہ :- جس میں ظاہری و مادی ، ارضی و سماوی سب معجزات شامل ہیں عام طور پر اس قسم کے معجزات تقریباً تمام انبیاء کو عطا کیے جاتے رہے کہ رسول کے اپنی قوم کے افراد جس قسم کے معجزات طلب کرتے یا اس قوم کے حالات اس بات کا تقاضا کرتے کہ ان کے سامنے ایسے معجزات لائے جائیں جس سے قوم کو تنبیہ ہو اور لوگ رسول کی حقانیت سمجھ کر ہدایت پائیں۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں علم طب اپنے عروج پر تھا لوگ طب کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایسے معجزے عطا کیے جس سے ایسے امراض کو آپ صحیح فرما دیتے جس سے اطباء عاجز تھے اس پر یہ کہ دوا سے نہیں بلکہ اپنی دم (پھونک) اور ہاتھ پھیر کر مثلاً مادر زاد اندھوں کو آنکھ والا بنا دینا ، کوڑھیوں کو صحیح کر دینا ، حتیٰ کہ

مردوں کو زندہ کر دینا وغیرہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے معجزہ کا بیان اس طرح فرمایا۔ قرآن میں ہے۔

انی قد جئکم بایۃ من	میں تمہارے رب کی طرف
ربکم انی اخلق لکم من	سے ایک نشانی (معجزہ)
الطین کھینۃ الطیر فانفخ	لے کر آیا ہوں کہ میں مٹی
فیہ فیکون طیراً باذن اللہ	سے پرندہ کی صورت کا
وابری الاکمہ والابرص	جانور بناتا ہوں اور اس
فیکون طیراً وحی الموتی	میں پھونک مارتا ہوں تو وہ
باذن اللہ ۱۴۹۔	خدا کے حکم سے پرندہ بن

جاتا بھی اور مادر زاد
اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر
تا ہوں خدا کے حکم سے۔

اسی طرح مصریوں کی نظر میں پانی اور دریائے نیل کی بڑی قدر تھی کیوں کہ وہی ان کی کاشت و آب پاشی اور ذریعہ معاش تھا۔ فرعون کو اللہ نے یہ صفت دے دی تھی کہ وہ دریائے نیل کو اپنی مرض کے مطابق بہاؤ بدلتا رہتا تھا۔ تو اللہ نے حضرت موسیٰ کو پانی کا معجزہ عطا فرمایا کہ وہ عصا مارتے تو چشمے جاری ہو جاتے اور دریائے نیل سے نکلے تو پانی نے راستہ دے دیا جبکہ فرعون اسی دریائے نیل میں غرق ہو گیا۔ دوسرے سحران کے زمانے میں اپنے عروج پر تھا۔ مصری سحر سے بے حد متاثر تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کے

معجزوں کو سحر تصور کرتے تھے۔ جیسا کہ فرعون نے ایک موقع پر کہا۔

فتولی برکنہ وقال سحر تو اپنے لشکر سمیت پھر گیا اور

او مجنون. ۱۵۰ بولا جادو گر ہے یاد یوانہ۔

اسی لیے فرعون نے حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں جادو گروں کا لشکر بھیجا۔ کیوں کہ وہ معجزہ اور سحر کے اسباب سے واقف نہ تھے حضرت موسیٰ کے عصا نے سانپ بن کر ان لاکھوں سانپوں کو کھالیا جو دودو گروں نے چھوڑے تھے۔ تو جادو گر جو فن سحر سے واقف تھے جائے یہ طاقت غیبی ہے یہ کسی فہ کی بلندی یا علمی ترتیب کا نتیجہ نہیں اور فوراً پکارا اٹھے۔

آمنابر ب موسیٰ ہارون . یعنی ہم موسیٰ اور ہارون

کے رب پر ایمان لائے۔

یہ پہلا موقع نہ تھا جب فرعون یا اس کی قوم نے حضرت موسیٰ کو معاذ اللہ جادو گر یا ساحر کہا تھا بلکہ یہ اکثر انبیاء و رسل کے ساتھ ہوا کہ ان کی قوم نے جب خرق عادت کوئی کام دیکھا تو فوراً اس رسول کو جادو گر کہہ دیا۔ اللہ کے آخری رسول کو بھی کفار مکہ نے یہی کہا۔ اسی لیے اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے معجزات کو نبیہ نہ پیش کر کے معجزات کلامیہ پیش کیا اور اپنی زندگی پیش کی جیسا کہ ہم سطور بالا میں عرض کر چکے ہیں کیونکہ مشرکین مکہ کلام کی بلندی سے واقف تھے۔ وہ اس قسم کے معجزہ کی حقیقت کو زیادہ سمجھ سکتے تھے جبکہ مصری سحر سے واقف تھے اور مشرکین مکہ سحر سے اتنا واقف نہ تھے جتنا کلام سے جب مشرکین مکہ نے معجزہ کلامیہ سے اپنے آپ کو عاجز جانا تو اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس کو بھی سحر کہنے لگے اور معجزہ اور سحر کے اسباب کے فرق کو نہ سمجھا۔

معجزہ اور سحر میں فرق :- سحر ایک فن ہے جو بہت سے لوگوں کو بیک وقت حاصل ہو سکتا ہے قدیم زمانے سے مصریوں چینیوں ہندیوں میں رائج تھا۔ سحر کے اسباب اگرچہ پوشیدہ ہوتے ہیں لیکن اس فن کے ماہرین اس کے باطنی اسباب سے بخوبی واقف ہوتے ہیں۔ ساحر کی عام زندگی خوف و دہشت ایزد سانی اور بد عملی سے وابستہ ہوتی ہے اور لوگ اسی وجہ سے ساحر سے خوف کھاتے ہیں اور مرعوب ہو جاتے ہیں ساحر سے لوگوں کو اپنی زندگیوں میں ہدایت و رہنمائی نہیں ملتی کیوں کہ یہ شیطانی علوم میں سے ہے جیسا کہ قرآن نے اس کی وضاحت کی ہے۔

اور پیچھے ہٹے ہر ایک علم کے جوڑ بڑھے	واتبعوا ما تلتوا الشیطین
شیطان سپہان کی بادشاہت کے	علی ملک سلیمان وما
وقت اور کفر پیسہ کیا سپہان نے لکھن	کفر سلیمان ولكن
کفر کیا شیطانوں نے کہ کلمہ حق	الشیاطین کفروا یعلمون
لوگوں کو جادو ۔	

الناس السحر . ۵۱ اے

ظاہر ہے شیطانی علم جو کفر کی بنیادوں پر استوار ہوا اس سے لوگوں کو نہ تو ہدایت ملتی ہے اور نہ اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے۔ بخلاف رسول و نبی کے کہ اس کی تمام زندگی صداقت، خلوص، تقویٰ، مخلوق کی ہمدردی، غمگساری کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ اس کی زندگی بے داغ امکان گناہ سے مبرا ہوتی ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ خود سراپا معجزہ ہوتا ہے وہ معجزہ دکھانے کا خواہشمند نہیں ہوتا بلکہ وہ صرف ہدایت کی غرض سے خدا کی قوت کا مظاہرہ کرتا ہے اپنے فرستادہ الہی ہونے کے لیے معجزہ کو دلیل

کے طور پر پیش کرتا ہے تاکہ منکرین کو انکار کی گنجائش نہ رہے یہی وجہ ہوتی ہے کہ دشمن بھی اس کی سچائی، ایمانداری آسمانی صفات کا حامل ہونے کا اقرار کرتے ہیں بھلے ہی وہ عناد و جھوٹ کی وجہ سے اس پر ایمان نہ لائیں۔

اس لئے جب بھی سحر و معجزہ یا سحر و نبی کا مقابلہ ہوا تو معجزہ ہمیشہ غالب رہا۔ اور لوگوں پر یہ بات واضح ہوگئی کہ شعبدہ و چیتکار دکھانے کی بنیاد پر کسی کو حق اور قابل تقلید نہیں تسلیم کیا جاسکتا۔ بھلے ہی معجزہ و سحر بظاہر مشابہ نظر آئیں۔ ایسی سینکڑوں چیزیں پائی جاسکتی ہیں جو صورتاً مشابہ ہوں لیکن باطنی طور پر متغائر ہوتی ہیں اور طالب حق اسی فرق کو سمجھ لیتا ہے۔

مولانا روم فرماتے ہیں۔

☆ سحر را بمعجزہ کر دہ قیاس	ہر دور ابر مکر پندار داساس
ترجمہ:- اس نے سحر کو معجزہ پر قیاس کیا	اور سمجھا کہ دلوں کی بنیاد فریب پر ہے
☆ ہر کرادر جاں خدا بنہد مہک	ہر یقین را باز داند اور شک
ترجمہ:- خدا نے جس کی روح میں	وہی یقین اور شک میں تمیز
کسوٹی رکھی ہے	کر سکتا ہے۔

غرضیکہ معجزہ ایک تائید غیبی شئی ہے جو انبیاء کے ذریعہ بندوں کو دکھائی جاتی ہے اس سے ان کو ہدایت اور فائدہ پہنچتا ہے جن کی طبیعت پہلے سے ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی وہ ہدایت قبول کر لیتے ہیں ورنہ لوگ ہٹ دھرمی کی وجہ سے ہدایت سے محروم رہ جاتے ہیں وہ معجزہ ان کے لئے کچھ مفید نہیں ہوتا تاہم معجزہ ہٹ دھرم صفات لوگ ہی طلب کرتے ہیں اور رسول من جانب اللہ معجزہ دکھلاتا ہے کیوں کہ یہ اسی کی صفات میں سے ہے۔

رسول کا صاحب حکمت ہونا

حکمت کے لغوی معنی تو دانائی کی بات اور کلام کے ہیں مگر یہاں اہل لغت اور ماہرین قرآن کے چیدہ چیدہ اقوال سے حکمت کے معنی کچھ یوں ہیں کہ عقل و فہم کی اس کامل ترین حقیقت کا نام ہے جس سے صحیح و غلط، حق و باطل، خیر و شر کے درمیان تمیز اور فیصلہ بذریعہ فکر و دلیل، تجربہ و استقراء کے نہیں بلکہ منکشفانہ طور سے ہو جاتا ہے اور یہ من جانب اللہ ہوتا ہے۔

لغات القرآن کے مشہور امام راغب اصفہانی اپنی معرکۃ الآراء تصنیف مفردات القرآن میں فرماتے ہیں۔

والحكمة اصابة الحق	اور حکمت علم اور عقل کے
بالعلم والعقل فالحكمة	ذریعہ سے سچی بات کا
من الله تعالى معرفة	پہچاننا ہے تو اللہ تعالیٰ کی
الاشياء وایجادها على	حکمت چیزوں کو جاننا اور
غاية الاحكام ومن	ان کو بکمال خود معرض وجود
الانسان معرفة	میں لانا ہے اور انسان کی
الموجودات وفعل	حکمت موجودات کو جاننا
الخيرات. ۱۵۲	اور اچھی باتوں کا کرنا

ہے۔

لسان العرب میں ہے۔

والحكمة عبارة عن
معرفة افضل الاشياء
بافضل لعلوم . ۱۵۳
اور حکمت بہترین چیز کو
بہترین علم کے ذریعہ سے
جاننے کو کہتے ہیں۔

ابن جریر طبری حکمت کے متعلق بہت اقوال اپنی تفسیر میں درج کرنے کے بعد
اپنا تبصرہ پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

والصواب من القول
عندنا في الحكمة انها
العلم باحكام الله التي لا
يدرک علمها الا بيان
الرسول ﷺ والمعرفة
بها وما دل عليه ذالك
من نظائره وهو عند
ماخوذ من الحكم الذي
بمعنى الفصل بين الحق
والباطل . ۱۵۴
ہمارے نزدیک صحیح بات یہ
ہے کہ حکمت ان احکام الہی
کے علم کا نام ہے جو صرف
رسول کے بیان سے معلوم
ہوتے ہیں اور ان کی اور
جوان کی مثالیں اور نظیریں
ہیں ان کی معرفت کو کہتے
ہیں اور حکمت کا لفظ میرے
نزدیک حکم سے ماخوذ ہے
جس کے معنی حق و باطل

میں تمیز کرنے کے ہیں۔

اسی لیے امام شافعی رسول کی سنت جو رسول کی قول و فعل اور تقریر تینوں کو

شامل ہے حکمت کہتے ہیں چنانچہ اپنی کتاب رسالہ میں فرماتے ہیں:

وسمعت من ارضی من
 اهل العلم بالقرآن يقول :
 الحکمة سنة رسول
 اللہ ﷺ - ۱۵۵
 میں نے قرآن کے ان اہل
 علم سے جن کو میں پسند کرتا
 ہوں یہ سنا کہ حکمت رسول
 اللہ ﷺ کی سنت کا نام ہے۔

اسی بات کو ابن زید نے بالکل واضح انداز میں بیان فرمایا ہے جسے ابن
 جریر طبری نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ

قال ابن زید ! الحکمة
 الدين الذی لا يعرفونه الا
 به ﷺ يعلمهم اياها قال
 والحکمة العقل فی الدين
 وقرأ ومن يوت الحکمة
 فقد اوتى خيراً كثيراً
 ۱۵۶.
 ابن زید کا قول ہے حکمت
 دین کا وہ حصہ ہے جو صرف
 رسول سے معلوم ہوتا ہے
 وہی اس کو سکھاتا ہے نیز
 انھیں کا قول ہے کہ حکمت
 دینی عقل کا نام ہے اور اس
 پر یہ آیت پڑھی جس کو
 حکمت دی گئی اس کو بہت
 بڑی نعمت (دولت) دی
 گئی۔

قرآن کی رو سے اسی لیے اللہ رب العزت نے وحی و علم لدنی کے ساتھ ساتھ

حکمت سے رسولوں کو نوازا بلکہ اصل حکمت تو رسولوں ہی کو عطا کی جیسا کہ مندرجہ بالا تعریفات سے ظاہر ہے اور بار بار رسولوں پر اپنے اس خاص کرم کا ذکر کیا تاکہ لوگوں کو اندازہ ہو جائے کہ یہ کوئی معمولی چیز نہیں چنانچہ۔ اللہ رب العزت نے اولاد ابراہیم پر اپنے انعامات کا ذکر کرتے ہوئے حکمت کا ذکر یوں کیا۔

فقد اتینا ال ابراہیم بے شک ہم نے ابراہیم کی
الکتاب والحکمة اولاد کو کتاب اور حکمت
واتیناهم ملکاً دی اور ان کو بڑی سلطنت
عظیماً۔ ۱۵۷

حضرت داؤد کے متعلق فرمایا:

وشددنا ملکہ واتینہ اور ہم نے داؤد کی سلطنت
الحکمة وفصل مضبوط کی اور اس کو حکمت
الخطاب۔ ۱۵۸

حضرت داؤد ہی کے متعلق دوسرے مقام پر فرمایا:

وقتل داؤد جالوت واتاہ اور داؤد نے جالوت کو
اللہ الملک والحکمة مارا اور خدا نے داؤد
وعلمہ مما یشاء۔ ۱۵۹ کو سلطنت اور حکمت بخشی
اور جو چاہتا ہے اس میں
سے کچھ سکھایا۔

حضرت لقمان کے بارے میں فرمایا:

ولقد اتينا لقمان

الحكمة. ۱۶۰

حضرت عیسیٰ کے متعلق اللہ نے فرمایا:

واذ علمتك الكتاب

والحكمة والتوراة

والانجيل. ۱۶۱

اور یقیناً ہم نے لقمان
کو حکمت دی۔

اور یاد کرو جب میں نے
تجھ کو کتاب اور حکمت اور
توراة اور انجیل کی تعلیم
دی۔

تمام انبیاء (رسولوں) کے متعلق فرمایا:

واذا اخذ الله ميثاق النبيين

لما آتيتكم من كتب

وحكمة. ۱۶۲

اور جب اللہ نے نبیوں سے
وعد لیا کہ جو میں تم کو کوئی کتاب
ب اور حکمت دوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور پاک ﷺ کے ظہور کی یہ دعا مانگی۔

ہمارے پروردگار اور ان
میں انھیں میں سے ایک
رسول بھیج جو ان کو تیری
آیتیں سنائے اور کتاب
و حکمت سکھائے اور ان کو

ربنا وابعث فيهم رسولا
منهم يتلوا عليهم ايتك
ويعلمهم الكتاب والحكمة
ويزكيهم انك انت العزيز
الحكيم. ۱۶۳

سنوارے بیشک تو غالب
اور حکمت والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول بھی فرمائی۔ اور اعلان فرمایا:

کما ارسلنا فيكم رسولاً	جس طرح ہم ہے تم میں سے
منكم يعلمكم ايننا	ایک رسول بھیجا تم کو ہماری
ويزكيكم ويعلمكم	آیتیں سناتا اور تم کو سنوارتا
الكتاب والحكمة	ہے اور تم کو کتاب اور حکمت
ويعلمكم ما لم تكونوا	سکھاتا ہے اور وہ سکھاتا ہے
تعلمون . ۶۴۔	جو تم نہیں جانتے۔

اور یہی احسان اللہ تعالیٰ نے تمام مؤمنین پر ظاہر کیا اس کے علاوہ جبکہ اور
کوئی احسان نہیں بتایا۔

لقد من الله على المؤمنين	یقیناً اللہ نے ایمان والوں
اذ بعث فيم رسولا من	پر احسان کیا کہ انہی میں
انفسهم يتلوا عليهم ايته	سے ایک رسول بھیجا جو ان
ويزكيهم ويعلمهم	کو اس کی آیتیں پڑھکر
الكتاب والحكمة وان	سناتا ہے اور ان کو سنوارتا
كانوا من قبل لفي ضلل	ہے اور ان کو کتاب و حکمت
ميين . ۶۵۔	کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ

اس سے پہلے کھلی ہوئی
گمراہی میں تھے۔

خود سرور کائنات ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

ولولا فضل الله عليك	”اور اللہ کا فضل و کرم آپ
ورحمته لهمت طائفة	پر نہ ہوتا تو ان میں سے ایک
منهم ان يضلوك ما	جماعت ارادہ کر چکی تھی کی
يضلون الا انفسهم وما	وہ آپ کو گمراہ کر دے اور
يضررونك من شئ وانزل	وہ گمراہ نہ کرتے لیکن اپنے
الله عليك الكتاب	آپ کو اور آپ کو کچھ
والحكمة وعلمك ما لم	نقصان نہیں پہنچا سکتے اللہ
تكن تعلم وكان فضل الله	نے آپ پر کتاب و حکمت
عليك عظيماً ۱۶۶	اتاری ہے اور آپ کو وہ
	سکھایا جو آپ نہ جانتے تھے
	اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل
	ہے“

حکمت کا وحی کے ساتھ بیان کرتے ہوئے اللہ نے رسول ﷺ کو فرمایا:

ذالك مما اوحى اليك	یہ وہ ہیں جو اللہ نے حکمت کی
ربك من الحكمة ۱۶۷	باتوں میں سے تم پر وحی کی ہیں۔

حکمت رسولوں کے لیے اس لیے بھی ضروری شی ہے کہ وہ لوگوں کو حق کی طرف بلاتے ہیں تو حکمت سے بلاتے ہیں ان کو نصیحت کرتے ہیں تو حکمت سے کرتے ہیں۔ اللہ نے اپنے رسولوں کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو حکمت سے بلائیں۔ چنانچہ قرآن میں حضور پاک ﷺ سے فرمایا:

ادع الی سبیل ربک اپنے پروردگار کے راستے کی
بالحکمة والموعظة طرف بلاؤ تو حکمت اور اچھی
الحسنة وجادلهم بالتي نصیحت کے ذریعہ بلاؤ اور اسی
عمدہ طریقے سے مباحثہ کرو۔ ہی احسن۔ ۱۶۸۔

رسول کے طفیل امتیوں کو بھی اس نعمت کا کچھ حصہ عطا کر دیا جاتا ہے تاکہ لوگ اچھے لوگوں سے دین کی سمجھ حاصل کرتے رہیں۔ اور وہ حضرات نہایت اعلیٰ مرتبہ والے ہوتے ہیں جنہیں یہ نعمت عظمیٰ عطا کی جاتی ہے ظاہر ہے جو چیز رسولوں کو ان کی ”رسالت“ کے انجام کی خاطر عطا کی جائے وہ کسی غیر رسول کو اگر کچھ تھوٹا حصہ بھی عطا کر دیا جائے تو مذکورہ اشخاص نہایت شرافت مذہب کے مقتداء ہو جائیں گے۔ اس لیے قرآن نے فرمایا جسے یہ نعمت مل گئی اسے بہت کچھ مل گیا۔

یوتی الحکمة من یشاء اور خدا جس کو چاہتا ہے
من یوت الحکمة فقد حکمت بخشا ہے اور جس کو
اوتی خیراً کثیراً۔ ۱۶۹۔ حکمت بخشی گئی اس کو بڑی
دولت (بھلائی) دی گئی۔

رسول کا صاحب حکم ہونا

حکم کا معنی لغت میں فیصلہ اور حق و باطل میں تمیز کرنے کے ہیں جس کا ترجمہ اردو میں سمجھ بوجھ کر سکتے ہیں۔
لسان العرب میں ہے۔

الحکم العلم والفقہ حکم کے معنی علم ، سمجھ
والقضاء بالعدل . ۱۷۰

امام راغب اصفہانی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:
”کسی شیء پر حکم کرنا ہے کہ
یہ شیء ایسی ہے یا ایسی نہیں
ہے عام اس سے کہ اس
فیصلہ کا تم دوسرے کو پابند
کر سکو یا نہ کر سکو“

رسول تو آتے ہی ہیں ز میں پر اللہ کا فیصلہ سنانے کے لیے اور رسولوں سے
بڑھکر زمین پر فیصلہ صادر کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے کیوں کہ زمین کے وارث تو
وہی ہیں اس لیے یہ چیز ہر رسول اور نبی کو عطا کی گئی خواہ وہ صاحب کتاب ہو یا نہ ہو
قرآن کی رو سے رسول کا صاحب حکم ہونا بھی خاص اہمیت کا حامل ہے اور یہ
رسولوں کے ساتھ خاص ہے۔ سورہ انعام میں تقریباً ۱۸ پیغمبروں کا ذکر ہے جنہیں

کتاب اور نبوت کے ساتھ ساتھ حکم کے عطا کرنے کا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ نے خاص طور پر کیا ہے۔ یہاں قرآن کی اس تفصیل کا ذکر کرنا ناگزیر معلوم ہوتا ہے۔

وتلک حجتنا الینہا	اور ہماری دلیل ہے کہ ہم
ابراہیم علیٰ قومہ نرفع	نے دی تھی (ہدایت)
درجت من نشاء ان	ابراہیم کو اس کی قوم کے
ربک حکیم علیم ووہبنا	مقابلے میں درجہ بلند کرتے
لہ اسحق و یعقوب کلا	ہیں ہم جسے چاہتے ہیں تیرا
ہدینا ونوحاً ہدینا من	رب حکمت والا اور جاننے
قبل ومن ذریتہ داؤد	والا ہے اور بخشا ہم نے
وسلیمٰن وایوب ویوسف	ابراہیم کو اسحاق اور
وموسیٰ و ہارون	یعقوب سب کو ہم نے
وکذا لک نجزی	ہدایت دی اور نوح کو
المحسنین و ذکرنا	ہدایت دی ہم نے اس سے
و یحیٰ و عیسیٰ والیاس	پہلے اور اس کی اولاد میں
کل من الصالحین	سے داؤد اور سلیمان کو اور
واسمعیل والیسع ویونس	ایوب اور یوسف کو موسیٰ
ولوطاً و کلاً فضلنا علی	اور ہارون کو اور ہم اس
العالمین ومن ابائہم	طرح بدلہ دیا کرتے
و ذریتہم و اخوانہم	ہیں نیک کام کرنے والوں کو

واجبتینہم وھدینہم الی
 صراطِ مستقیم ذالک
 ھداللہ یھدی بہ من یشاء
 من عبادہ ولو اشركو
 لحبط عنہم ما کانوں
 یعملون . اولیک الذین
 اتینہم الکتاب والحکم
 والنبوة فان یکفر بها
 ہولاء فقد وکلنا بها قوماً
 لیسوا بها بکفرین . ۷۲

اور ذکر یا اور یحییٰ اور عیسیٰ
 اور الیاس کو سب نیک
 بختوں میں ہیں اور اسماعیل
 اور یسع کو اور یونس کو اور
 لوط کو اور سب کو ہم نے
 بزرگی دی ساری جہان
 والوں پر اور ہدایت کی ہم
 نے بعضوں کو ان کے باپ
 دادوں میں سے اور ان کی
 اولاد میں سے اور بھائیوں
 میں سے اور ان کو ہم نے
 پسند کیا اور سیدھی راہ چلایا
 یہ اللہ کی ہدایت ہے اس پر
 چلاتا ہے جس کو چاہتا ہے
 اپنے بندوں میں سے اور
 اگر یہ لوگ شرک کرتے تو
 البتہ ضائع ہو جاتا جو کچھ
 انھوں نے کیا

تھا یہی لوگ تھے جن کو دی
 ہم نے کتاب اور حکم اور
 نبوت پھر اگر ان باتوں کو
 نہ مانیں یہ لوگ (مکہ
 والے) تو ہم نے ان
 باتوں کے لیے مقرر کر
 دیئے ہیں ایسے لوگ جو ان
 سے منکر نہیں۔

مذکورہ بالا آیات میں جن رسولوں اور پیغمبروں کے اسماء شمار کر دیئے گئے ہیں
 اور جن کی کامیابی و شرافت کا بیان کیا گیا ہے ان کی جانب اُولئک یعنی وہ لوگ کہہ کر
 اشارہ فرمایا گیا ہے یہ بھی اٹھارہ نام میں انھیں کتاب نبوت اور حکم دیئے جانے کا
 تذکرہ کیا گیا اگر حکم سے مراد اس جگہ ظاہر سلطنت و حکومت ہو تو سوائے داؤد اور
 سلیمانؑ اور کسی حد تک یوسفؑ اور حضرت موسیٰ کے علاوہ کسی کو بھی ثابت نہیں اس سے
 ثابت ہے کہ حکم سے مراد رسولوں کی باطنی حکومت اور وراثت روحانی ہے جو ہر نبی
 و رسول کو عطا کی گئی ہے۔

قرآن میں اس لیے حضرت لوطؑ کے متعلق فرمایا:

وَلَوْ طَا آتَيْنَاهُ حُكْمًا
 وعلماً۔ ۷۳
 اور حضرت لوطؑ کو ہم نے
 حکم اور علم سے نوازا۔

قرآن میں حضرت یحییٰ کی نسبت فرمایا:

يُحْيِي خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ
وَاتَيْنَاهُ الْحَكْمَ صَبِيًّا ۝ ۷۴
اے یحییٰ کتاب کو مضبوطی
سے پکڑ اور ہم نے اس کو
بچپن میں حکم عطا کیا۔

بنی اسرائیل کو اپنی نعمتیں شمار کراتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:

وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ
الْكِتَابَ وَالْحَكْمَ
وَالنَّبُوَّةَ ۝ ۷۵
اور بیشک ہم نے بنی
اسرائیل کو کتاب اور حکم
اور نبوت سے نوازا۔

حضرت داؤد اور سلیمانؑ کے تذکرے میں فرمایا گیا۔

فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكَلَامًا
آتَيْنَاهَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۝ ۷۶
تو ہم نے سلیمان کو فیصلہ سمجھا
دیا اور ہر ایک قوم کو ہم نے
حکم اور علم دیا تھا۔

حضرت یوسف کے متعلق فرمایا:

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ
حُكْمًا وَعِلْمًا ۝ ۷۷
اور یوسف جب جوانی کی قوت کو
پہنچا تو ہم نے اس کو حکم اور علم دیا۔

حکم ان اہم چیزوں میں سے ہے جو پیغمبروں کو عطا کی گئی ہیں کہ وہ کبھی اللہ کے معاملہ میں کسی گمراہی لغزش غیر متوازن رویا اختیار کرنے سے مبرا ہیں اور کوئی ایسی بات وہ لوگوں کو نہیں بتا سکتے جو اللہ کی مرضی کے خلاف ہو کیوں کہ ان کو اللہ نے

تین چیزیں عطا کی ہیں کتاب نبوت اور حکم۔
قرآن کہتا ہے۔

کسی بشر کے لیے یہ زیبا	ماکان لبشر ان یوتیہ اللہ
نہیں کہ اللہ نے اس کو	الکتاب والحکم والنبوت
کتاب، حکم اور نبوت دی	ثم یقول للناس کونوا
پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم	عباداً من دون الناس
خدا کو چھوڑ کر میرے	ولکن کونوا ربانین بما
بندے بنو بلکہ جو تم کتاب	کنتم تعلمون الکتاب
سکھاتے تھے اور اور جو تم	وبما کنتم
پڑھتے تھے اس کی ذریعہ	تدرسون۔ ۸۷ اے
سے تم خدا والے بنو۔	

باب سوم

آریہ اور ویدوں کا تعلق

- ☆ آریہ
- ☆ ویدوں کا تعارف
- ☆ ویدوں کا تنظیمی تعارف
- ☆ ویدوں سے متعلق اہم لٹریچر

باب سوم

آریہ اور ویدوں کا تعلق

قوموں کا وجود پہلے ہوتا ہے اور ان کے ذریعہ پیدا شدہ تہذیبوں، روایتوں اور مذہبی امور کا وجود بعد میں ہوتا ہے دھیرے دھیرے یہ مذہبی اور سماجی رسم و رواج زندگی کا ایک حصہ بن جاتے ہیں جن کے بغیر قوموں کی زندگی کا تصور ادھورا نظر آنے لگتا ہے اور لوگ اسی تعلق کی بنیاد پر ان تمام امور کو الفاظ کا جامہ پہنا کر ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیتے ہیں۔ مذہبی اور تہذیبی لٹریچر کا وجود ہو جاتا ہے تو میں صفحہ ہستی سے مٹ بھی جاتی ہیں لیکن ان کے مذہبی آثار باقی رہ جاتے ہیں جو دنیا کو اس قوم کے حالات سے روشناس کراتے رہتے ہیں یہی حال ویدوں کا بھی ہے کہ وید جن کی قدامت سے کسی کو انکار نہیں قدیم زمانے کی جن رسم و رواج، فلسفہ زندگی اور مذہبی امور کا بیان کرتی ہیں اس سے کسی قوم کا تعلق ضرور ہوگا اسی قوم میں ویدوں کا ادب پروان چڑھا ہوگا یہی قوم آریہ ہے جن کے ذکر اور تفصیلات سے وید بھرے پڑے ہیں۔ اس لیے ویدوں سے متعلق جاننے سے پہلے یہ جاننا پڑے گا کہ آخر یہ آریہ کون ہیں۔

لفظ آریہ کے معنی :- آریہ لفظ پوری اور ہندوستانی کئی زبانوں میں پایا جاتا ہے۔ آریہ لفظ قدیم ترکی یا انا تو لیا کی ہتھی زبان میں بھی پایا جاتا ہے جہاں اس کا معنی بھائی برادر یا دوست ہوتا ہے۔ کچھ محققین قدیم آئرلینڈ کے نام سے بھی آریہ لفظ کا تعلق جوڑتے ہیں۔ جرمن زبان میں بھی آریہ لفظ کا ہم نسل روپ ملتا ہے۔ اور

سمیرن نامی ایک عالم نے آریہ لفظ کے تعلق کی ساری دلیلیں یکجا کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ لفظ ہند یورپی نہیں ہے بلکہ مغربی ایشیا کی کسی زبان سے مستعار لیا گیا ہے اور اس کا معنی ہم نسل ہم قوم یا ساتھی ہوتا ہے۔^۲
 پروفیسر رام سرت شرما لکھتے ہیں۔

رگ وید اور زرتشت مذہب کی مشہور کتاب اوشتا دونوں میں یہ لفظ آسانی سے ملتا ہے ایران لفظ کا تعلق بھی آریہ لفظ سے ہی ہے ہند آریوں اور ایرانی آریوں کے زیر تسلط رہنے کے سبب مغربی افغانستان کے ایک صوبہ کا نام اریا یا ہریوا پڑا۔ اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے افغانستان کی اریو میتر کا نام اریان رکھا گیا۔^۳

اویستا میں آریوں کے ایک خطبہ کا ذکر ہے جہاں سے زرتشت مذہب کی اشاعت ہوئی تھی ممکن ہے یہ قدیم ایرانی علاقہ آریانا وایزہ تھا جو مشرقی افغانستان میں پھیلا تھا رگ وید میں آریہ لفظ سے مہذب طبقہ مراد ہوتا ہے رگ وید کے زمانہ میں اندر کی پوجا کرنے والے کو آریہ کہا جاتا تھا۔^۴

بعض ہندوستانی مؤرخین نے اپنے ڈھنگ سے اس کی توضیح کچھ اس طرح پیش کی ہے۔
 آریوں نے جب ہندوستان میں اپنا تسلط قائم کر لیا تو انھوں نے مغلوب قوم کا نام داس یا غلام رکھا ظاہر ہے دونوں قوموں میں سرکشی کا ہونا بدیہی تھا لیکن اس میں ملکی یا غیر ملکی ہونے کا نزاع بالکل نہ تھا۔ بلکہ دو تہذیبوں کی لڑائی تھی ایک آریائی اور ایک مغلوب قوم میں آریائی ایسے کو ورت یا عبادت گزار کہتے

^۲ جے پی میلوری انڈو یورپین ص ۲۷۶ بحوالہ آریہ سنسکرت کی کھوج ص ۱۱
^۳ آریہ سنسکرت کی کھوج ص ۱۲
^۴ ایضاً.....

اور دوسرے لوگ اُورت غیر عبادت گزار کہلاتے۔

یہ مغلوب قوم آریوں کی طرح گوری خوبصورت نہ تھی اس کا ذکر ویدوں میں ملتا ہے کہ آریہ آگ کی پوجا کرتے اور کبھی کبھی کالے لوگوں سے لڑتے تھے اور کالے لوگوں کے گھروں میں آگ لگا دیتے تھے۔ ۵

آریوں کے دیوتا سوم کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ کالے لوگو کا قتل کرتا

تھا۔ ۶

وہ سیاہ جلد والے شیاطین () سے لڑتا تھا۔ ۷

اس نے پچاس ہزار کرشن لوگوں کو مارا۔ ۸ اور اُس (شیاطین) کے کالے

چمڑے کو ادھیڑ ڈالا۔ ۹

یہ مثالیں بتاتی ہیں آریہ لفظ سے مراد ایک نسل کے لوگوں سے کی جاتی تھی۔

اور آریہ باعزت لوگ تصور کئے جاتے تھے جن کا رہن سہن چال و چلن اعلیٰ قسم کا ہوتا تھا جو مذہبی اعتقاد رکھتے تھے اور بدعتیہ نفوس سے لڑتے تھے اخلاقی اعتبار سے بھی اچھے لوگوں کو آریہ کہے جانے کا ثبوت بودھ مذہب کی تاریخ سے بھی ملتا ہے ۴۰۰ ق م قدیم پالی لٹریچر میں گوتم بدھ نے چار قسم کے آریہ سچانن قائم کیا۔ (۱) عالم دکھ ہے (۲) دکھ کا سبب ہے (۳) سبب کا ازالہ ہے (۴) یہ ازالہ آٹھ حصوں والے راستہ پر چل کر ممکن ہو سکتا ہے۔ بدھ مذہب کا یہ پیغام بتلاتا ہے کہ آریہ کا تصور کسی خاص قوم

برادری پر منحصر نہیں تھی بلکہ اس کے ذریعہ علم اور لاعلم کے درمیان فرق کیا جاتا تھا۔ اس لیے بدھ نے کہا کہ چار آریہ ستیہ ہیں ظلم اور برے طور کر یقوں سے آدمی چنڈال یا شیطان سمجھا جاتا تھا۔ بعد میں براہمن ازم کے پھلنے کی وجہ سے پڑھے لکھے با اثر چھوٹے سے طبقہ کو آریہ سمجھا جانے لگا۔ کچھ بھی ہو بہر حال آریہ ایک ایسی قوم تھی جو مہذب اور اپنے مذہبی رسم و رواج میں پختہ با اثر لوگوں پر مشتمل تھی لیکن یہ کوئی ذات نہ تھی جیسا کہ مغربی لوگوں کا خیال ہے۔ ۱۰۔

آریہ کون لوگ تھے؟

مورخین کا خیال ہے تقریباً دو ہزار سال قبل مسیح آریہ قوم کا نام روشنی میں آیا آریہ قوم نہایت وسیع قوم تھی اس قوم کے لوگ ہندوستان سے لے کر یورپ کے میدانوں تک سکونت پزیر تھے۔

آریہ خوبصورت شخصیت، قد آور کشادہ پیشانی اور لمبی ناک والے حسین لوگ تھے۔ ۱۱۔

یہ لوگ اپنے زمانہ میں آباد قوموں کی بہ نسبت زیادہ مہذب سپاہ گری اصول جہانداری سے واقف صنعت و حرفت میں پختہ قوم تھے۔ ۱۲۔

کاشت کاری ان کا خاص پیشہ تھا زیادہ تر افراد اسی کام سے وابستہ تھے ان کی زندگی کا محفوظ دائرہ تھا اسی کو وہ وش کا نام دیتے تھے۔ اپنے وش کی حفاظت کے لیے انھوں نے ایک نظام مرتب کیا تھا جو طاقت ور افراد تھے ان کو وش کی حفاظت کے لیے متعین کیا اور اس انتظام کے لیے ایک سردار یا حاکم بنالیا۔ ان محافظین کو

۱۰۔ سنسکرت واڈمیہ کا ایجہاس پر تھم ادھیائے ص ۱۔ نیز Life and society in the vedic age p.72

۱۱۔ پرچین بھارت کا راجیک ایجہاس ص ۳۴۔

راجنہ کہا جاتا اور حاکم کو راجہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ براہمن راجنہ یاوش یہ الفاظ اعزازی تھے ذات برادری کو منقسم کرنے کے لیے نہ تھے۔ پیدائش سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ ۱۲ ڈاکٹر پریتی مترا کے مطابق In the the regvedic period caste system did not exist. ۱۳

تاہم روایتی پیشوں سے جڑے رہنا سمجھا جاتا ہے۔

آپس میں کوئی حسد نہیں تھا ہر شخص اپنے اپنے میدان میں ترقی کا خواہاں رہتا تھا ہاں ایک ہی میدان میں قسمت آزمائی کرنے والے لوگوں میں رشک اور ایک دوسرے سے آگے بڑھ جانے کی خواہش نے چشمک کو ضرور جنم دیا تھا جو کوئی بری بات نہ تھی ہر ترقی یافتہ سماج میں ایسی باتوں کا ہونا لازمی ہوتا ہے۔

آریوں نے ہر زمانہ میں ترقی کی سماجی، تہذیبی، سیاسی، کیوں کہ وہ بے خوف اور فارغ البالی کی زندگی بسر کرتے تھے ہر سماج اور قوم جب مالی اعتبار سے مستحکم ہو اور باہری لوگوں کے حملوں کا خطرہ بھی نہ ہو تو وہ قوم تہذیبی اور ثقافتی میدانوں میں بڑی تیزی سے ترقی کرتی ہے یہی آریوں کے ساتھ بھی ہوا۔ اور آریہ ترقی کرتے چلے گئے۔ انسانی تہذیب کے میدان میں آریوں سے سب سے زیادہ اگر کسی چیز پر اپنی توجہ مرکوز کی تو وہ ان کا مذہبی نظریہ تھا کہ انسان اتنا آرام اور سکھ قد رتی چیزیں سے کیسے حاصل کرتا ہے۔ ظاہر ہے یہ چیزیں اسے جس کے ذریعہ ملتی ہیں وہ بہت قابل احترام ہے اس کی تعریف و توصیف کرنی چاہیئے اس طرح انھوں نے فطرت کی اشیاء پر غور فکر کرنا ان کی تعریف و توصیف

اور ان کی پرستش بھر شروع کی یہی وہ سماج تھا جس میں اس طرح فطرت سے متاثر ہو کر ویدوں کے ابیات وجود میں آنے لگے جس کی تفصیل ہم آگے بیان کریں گے پہلے یہ دیکھئے کہ یہ قوم آریہ کا اصل مسکن کیا تھا یہ کہاں سے آتی کہاں پیدا ہوئی کہاں رہی دنیا کے کن حصوں سے تعلق رہا اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اس قوم کے مذہبی امور اور ویدوں سے اس کے گہرے تعلق کا صحیح اندازہ کرنے کی بڑی مدد ملے گی۔

آریوں کا اصل مسکن :- اس بارے میں محققین آج تک ایک رائے ہونے میں ناکام رہے کہ آریوں کا اصل مسکن کہاں تھا۔ دنیا کی مختلف مذہبی کتابوں آثار قدیمہ کے نشانوں علامتوں، قوموں کی رسموں رواج کے موازنہ کرنے جیوتش اور جغرافیائی لٹریچر و شواہد کی بنیادوں میں سے تحقیق کرنے کی کوشش کی گئی اور ہنوز یہ سلسلہ ابھی جاری ہے لیکن ایک بات پر متفق نہیں ہوا جاسکا۔ مشہور نظریات مندرجہ ذیل ہیں۔

یورپ کا نظریہ :- اٹھارہویں صدی کے اواخر میں کلکتہ میں کام کرنے والے سر ولیم جونسنسکرٹ زبان کے مطالعہ کے دوران جب یہ پتہ لگا یا کہ سنسکرت زبان یورپ کی کئی مشہور اور بنیادی زبانوں مثلاً گریک، لیٹن، جرمن اور کیلٹک سے میل کھاتی ہے اور انھوں نے یہ نظریہ قائم کیا کہ وسط ایشیا یا مشرقی یورپ میں کوئی ایسا مقام ضرور تھا جہاں قدیم آریہ زبان بولنے والے لوگ سکونت پزیر تھے، لہذا یہ سارے آریہ ایک ہی قوم یا نسل کے مانے جاتے تھے۔ اس طرح بہت دنوں تک یہ سمجھتے رہے کہ سارے آریہ ایک نسل کے ہیں۔ ۱۴

۱۴ آریہ سنسکرتی کھوج ص ۱۱، سنسکرتی واڈ میکا اتہاس پادھیائے اول ص ۲، ماہنامہ پرتی یوگیتا درپن ۱۹۹۳ خصوصی تاریخی مجلہ۔

۱۶ ویں صدی عیسوی میں یہ نظریہ پھلا پھولا ۱۹۳۳ء میٹلر کے دور اقتدار میں
 تو نازی جرمنوں نے اس نظریہ کو جرمن قوم کو اصلی آریہ ہونے کا دعویٰ کیا اور اس
 بنیاد پر جرمنوں کو حکومت کرنے کا حق حاصل ہے کا دعویٰ بڑی قوت سے کیا۔
 وادی ڈینیوب :- اس نظریہ کو آگے بڑھاتے ہوئے کئی اور محققین نے
 دریائے ڈینیوب کی وادی کو آریوں کا اصل وطن قرار دیا۔ قدیم زمانے کی زبانوں
 کے ایک جیسے الفاظ کو چن کر ماہر لسانیات نے آریہ کی ویرا یہ قوم کی تہذیب کی منظر کشی
 کرنے کی کوشش کی ان کے مطابق یہ قوم جن جانوروں، درختوں، جڑی بوٹیوں کا
 علم رکھتی تھی ان کی پیداوار کے لئے دریائے ڈینیوب کی وادی زیادہ مناسب ہے
 اسی نظریہ کو ڈاکٹر پی گابلس نے خاص طور پر قائم کیا۔ کیمرج یونیورسٹی کے ذریعہ
 شائع شدہ بھارت کا پراچین ایتھاس کے حصول میں اس نظریہ کو تسلیم کیا گیا ہے۔ ۱۵
 جنوبی روس :- لسانی موازنہ کی بنیاد پر پروفیسر مائرس نے یہ ثابت کیا کہ
 آریوں کا اصل مسکن بحر کیسپین کے مشرق میں روس کا جنوبی حصہ ہے پروفیسر چائلڈس
 نے بھی آثار قدیمہ کی علامتوں اور شبوتوں کی بنیاد پر اس رویہ کو تقویت پہنچائی کہ جنوبی
 روس کے جن مختلف مقامات پر قبرستان ملے ہیں وہ آریوں ہی کے ہیں قدیم زمانے
 میں آریہ یہیں سکونت پزیر تھے اور یہیں سے دوسرے ملکوں کو گئے۔ ۱۶
 اگنی ویدیوں سے ملتے جلتے ڈھانچے سب سے پہلے یوکرین میں ۲۵۰۰-۴۰۰۰ ق م
 پائی جاتے ہیں۔ ۱۷

۱۵۔ بھارت کا پراچین ایتھاس ص ۳۶ از مہاویر سنگھ تیاگی۔ ۱۶۔ ایضاً..... انسائیکلو پیڈیا اردو بحوالہ ڈاکٹر چائلڈس
 کی تحقیقی کتاب دی آریس ۱۹۲۶ء ۱۷۔ جے جی میلوری انڈوپور وپنس ص ۵۷، ۲۰۴، ۲۰۳، ۵۳۱

وسط ایشیا:- ۱۸۲۰ میں جے جی راہوڑ نے آریوں کا اصل مخرج وسط ایشیا بتلایا ایران کی قدیم روایات کو مد نظر رکھ کر راہوڑ نے آریوں کو بیکٹریا کا اصل ساکن قرار دیا شلیگل اور پاٹ نے راہوڑ کی تائید کی۔ پاٹ کے مطابق بہت سی قومیں وسط ایشیا سے مشرق و مغرب کی جانب منتشر ہوئیں۔ وسط ایشیا کے نظریہ کو پروفیسر میکس مولر نے بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ان کے مطابق آریہ لوگ پہلے وسط ایشیا میں رہتے تھے اور ان کی ایک شاخ جنوب مشرق کی سمت چلی گئی اس کے بعد ایرانی اور ہندوستانی ذیلی شاخیں بن گئیں اسی وجہ سے ان میں کافی یکسانیت پائی جاتی ہے دھیرے دھیرے آریہ لوگ پورے یورپ میں پھیل گئے پروفیسر میکس مولر نے زوردار طریقے سے تسلیم کیا کہ وسط ایشیا ہی آریوں کی تہذیب نے ترقی کی اور یہی تہذیب مغرب اور جنوب مشرق کی طرف پھیلی۔ ۱۸

1874 A.D. میں پروفیسر سیاس نے لسانی موازنہ کی بنیاد پر آریوں کا اصل وطن وسط ایشیا کو قرار دیا۔ ان کا ماننا ہے کہ وید اور زینداویستہ سے ظاہر ہے کہ آریہ لوگ پہلے ٹھنڈے ملک میں رہتے تھے رگ وید میں بارش کو ہم کی لفظ سے یاد کیا گیا ہے رگ وید کے ایک منتر ترے متر ساشت ہماہ۔ یعنی

ہم سو سال زندہ رہیں ۱۹

وید اور اویتا میں گھوڑے اور گایوں کا ذکر ہے اور کشتی چلانے کا بھی بیان ہے پپیل کے درخت کا ذکر ہے لہذا آریوں کا اصل مسکن کوئی جگہ رہی ہوگی جہاں یہ تمام چیزیں موجود ہوں گی۔ زیندہ ویتا میں آریہ کو بیکٹریا کے صوبہ کو اصل مسکن ہونے کا اشارہ ملتا ہے۔

۱۸ W. برانداس ٹین ڈی کریٹ۔ انڈو جرمنی شے و انڈ سنگ، گڈ وڈ دس اگست ۸۸۱ دی انڈین سینوریکل کوارٹر لی کلکتہ مارچ ۱۹۳۷۔ ۱۹ رگ وید ۵/۵۳/۱۵۔

قطب شمالی :- ہندوستان کے ایک نامور محقق لوگ مانہ بال گنگا دھرتک نے آریوں کا اصل مسکن قطب شمالی کو مانا ہے رگ وید کے مطالعہ کی بنیاد پر جیسا کہ پروفیسر سیاس نے سخت سردیلے علاقے کا ذکر جو ویدوں میں ملتا ہے آریوں کا اصل مسکن کوئی ایسا علاقہ ہوگا جہاں سردی سخت پڑتی ہوگی اس کو تلک نے اسی کے مطابق قطب شمالی کو آریوں کا اصل مسکن قرار دیا اور یہ بھی تسلیم کیا کہ سپت سیندھو پر دیش (پنجاب کے نزدیک علاقہ) میں بعد میں اس کا ذکر مل جاتا ہے۔ رگ وید میں چھ ماہ کے دن کا ذکر کئی مقامات پر ہوا ہے ایک سوتر میں اوسا دیوی کی توصیف کی گئی ہے یہ اوسا ہندوستانی اوسا نہیں ہو سکتی یقیناً یہی یہ لمبے عرصے تک رہنے والی قطب شمالی کی اوسا ہے۔ ۲۰

ایران قدیم کی مذہبی کتاب زیندہ وستا کی پہلی کتاب بینداد کے مطابق اہر مجد نے اول آریوں کے ایریا نیوز کی تخلیق کی ایریا نے ویزو کے بعد اہر مجد نے سگدھ اور موڈر کی تخلیق کی کئی محققین کا خیال ہے ایریاں ویزو قطب شمالی کے قریب تھا۔ ۲۱

سپت سیندھو پر دیش :- بعض محققین کے مطابق آریوں کا اصلی وطن سپت سیندھو پر دیش تھی پنجاب کے قریب میں علاقہ تھا۔ سات دریاؤں کے اس علاقہ کو سپت سیندھو پر دیش کہا جاتا ہے سپت کا معنی سات ہوتا۔ ۲۲ رگ وید میں کچھ مددگار دریاؤں کا ذکر کہا گیا ہے مثلاً سوسوتی۔ شندر (ستلج) یروسنی (ارادی) اسکن

۲۰ بال گنگا دھرتک، دی آرکنک ہوم ان دا ویداز ص ۳۸۷

۲۱ بھارت کا پراچن اتھاس ص ۳۵ ۲۲ رگ وید ص ۱۰-۷۵-۱، نیز Life and society in

(چناب) و تہ (جھلم) گو متی، کبھا (کابل) کر مو (کربھ) مر دور دھا، آرزکیہ، سوسما، سرتو سوتی، مے ہتو وغیرہ یہ تمام دریا اسی سبت سیندھو پر دیش کے ہیں۔ ۲۳۔ دو نام دریاؤں کے رگ وید میں ہیں ان میں سے کئی نام اویستا میں اہرمجد کے ذریعہ تخلیق شدہ ملکوں کے ہیں۔ ۲۴۔

اس نظریہ کی تائید بھ محققین نے اویستا سے ہی لی ہے فارسی میں سبت کو ہفت کہا جاتا ہے جس کے معنی بھی سات ہی ہوتا ہے اویستا میں ہفت ہندو لفظ کا استعمال ملتا ہے۔ ۲۵۔ جو سبت سیندھو پر دیس کا ہی نام ہے بلدیو پر ساداپا دھیائے صاحب کے مطابق اویستا کی پہلی کتاب وینڈی ڈاڈ کے پہلے فرگرڈ (حصہ) میں اہرمجد کے ذریعہ ۱۶ ملکوں کی تخلیق کی گئی جس میں سب سے پہلے ایریان وایزوکا ذکر ہے۔ ۲۶۔

اس نظریہ کے مضبوط دعوے دار ڈاکٹر روناش چندر داس ہیں اوناں چندر داس کے مطابق آریوں کی ایک شاخ اہرمجد (अहमेज) کی پجاری تھی اور یہی شاخ ایران کو چلی گئی نیز ڈاکٹر اوناں چندر داس کے مطابق سپت سیندھو پر دیس بہت بڑا تھا اس کے شمال میں ہمالیہ کا پہاڑ اور جانب مشرق سمندر تھا جو موجودہ ترکستان کے شمالی سرے سے شروع ہوتا تھا اور مغرب میں کرشن ساگر تک چلا جاتا تھا اس کے شمال میں زمین تھی جو شمال میں قطب کے علاقہ تک چلی جاتی تھی جنوب میں بھی ایک سمندر تھا جہاں آج راج پوتانہ ہے یہ سمندر وہاں تک چلا جاتا تھا جہاں ارولی کی پہاڑیاں ہیں مغرب میں یہ سمندر بحر عرب سے متصل تھا۔ مشرق میں بھی ایک سمندر تھا

۲۳۔ سنسکرت واڈیہ کا۔ جہاس ص ۶ نیز رگوید ۱۰-۷۵-۹ تا ۱۰۰ دی زیند اویستا حصہ ۱ دی

ویندی داہ جیس ڈرمیٹر کے ذریعہ ترجمانی، دی سیکریڈ بکس آف دی ایٹ جلد ۴ ص ۴-۱۰۔

۲۵۔ ایضاً ۲۶۔ سنسکرت واڈمیہ کا۔ جہاس اوپادھیائے۔ ۱

یہ سمندر ہمالیہ کے نشیب میں نیچے نیچے سارے اتر پردیش بہار کوڈھکتا ہوا آسام تک پھیلا ہوا تھا۔ مغرب میں سلیمان پہاڑ تھا اس جانب بھی پہاڑ کے نیچی ایک پتلی گلی تھی۔ سبت سندھو پردیس کے ششم زمین پر آریہ تہذیب پھیلی ہوئی تھی یہی آریوں کا اصل مسکن تھا اور جو شاخ ایران گئی تھی اس کی مذہبی کتاب اویستا میں 'ہفت ہندوا' لفظ کا استعمال ملتا ہے۔ ۲۷

تبت کا نظریہ :- سوامی دیانند صاحب نے ویدوں اور آریہ تہذیب کی کتب کے مطالعہ کی بنیاد پر تبت کو آریوں کا اصل وطن قرار دیا ہے۔ ۲۸

مذکورہ بالا تمام نظریات جو آریوں کے اصل مسکن کے باری میں مختصراً پیش کئے گئے ان کو مد نظر رکھ کر صحیح اور حتمی فیصلہ کرنا نہایت مشکل ہے کچھ محققین نے دجلہ و فرات اور موسو یوٹامیہ کے علاقہ کو بھی آریوں کا اصل مسکن قرار دیا ہے تاہم زیادہ تر محققین نے مکیس مولر کے نظریہ وسط ایشیا یا بحر کیسپین کے مشرق کے نظریہ کی تائید کی ہے جس کا یہ مطلب نکالا جاسکتا ہے کہ آریوں کی شاخیں ایران میں پھیلی ہوئی افغانستان اور پھر ہندوستان تک پہنچی ہندوستان میں سب سے پہلے سند میں داخل ہوئیں اس لیے ایرانی کتب قدیم میں آریوں کا ذکر اور 'ہفت سیندھو' کا ذکر ہے۔

اہل علم سے یہ بات بھی پوشیدہ نہ رہے کہ فارسی میں کئی جگہ کا استعمال ہوتا ہے اس لیے بعد میں آریوں کو سندھ میں رہنے کی وجہ سے سندھوی کی جگہ ہندوی یا ہندو کہا جانے لگا اس زمانہ تک آریوں کی تہذیب اپنے

۲۷ اوتاس چندر داس رگ ویدک کلچر کلکتہ ۱۹۲۵ ص ۳-۲ نیز ۱۹۲۷ طبع ثانی ۱۹۹۱

۲۸ پرتی یوگتا درپن مخصوص شمارہ تاریخ ۱۹۹۳۔

عروج پر پہنچ چکی تھی اور خانہ بدوشی و سیاحی کرتے کرتے وہ جب ہندوستان کو مسکن بنا کر رہنے لگے فارغ البالی کی زندگی بسر کرنے لگے تو مندرجہ بالا مختلف نظریات کو سامنے رکھ کر اگر غور کریں تو نتیجہ وہی نکلتا ہے کہ ہندوستان میں آریہ قوم کی آبادی تب ہوئی جب وہ نہایت پریشانی خانہ بدوشی اور تباہی کے دور سے گزر کر یہاں پہنچے جس میں انھیں سیلاب عظیم سے گزرنا پڑا یہ دنیا کی شروع تہذیب کا زمانہ تھا جب انسان جنگلی اشیاء و شکار اور کچھ حد تک کاشتکاری کر کے روزی حاصل کرتا تھا لہذا سخت بریلے اور جنگلی علاقوں سے ہوتے ہوئے ہندوستان پہنچے یہی بات A.J. Dubois^{۲۹} نے کہی ہے کہ ہندوستان طوفان نوح کے فوراً بعد آباد ہوا تھا اور حضرت نوح کی اولاد ساری دنیا میں پھیلی تھی ایک پوتہ ان کا ہندوستان بھی آیا جس کی نسل سے یہ آریہ قوم ہے۔ اسی طرح آریہ قوم اسی زمانہ میں یہاں آئی اس کی تحقیق ہم اگلے صفحات باب چہارم میں پیش کریں گے کہ یہ آنے والی قوم اپنے ساتھ یادداشت میں کچھ پیغمبری سرمایہ لائی جس میں توحید و رسالت اور آخرت اور اخلاق حسنہ کی تعلیمات نایاب ذخیرہ بھی تھا جو بعد میں تحریفات و تبدیلی کے ساتھ ویدوں میں بھی محفوظ رہا اسی باب کے تعلق سے دیکھیں کہ وید بذات خود کیا ہیں۔

ویدوں کا تعارف

ہندوازم کے مطابق وید رشیوں پر القا کیا گیا جب وہ تپسہ (مجاہدہ و عبادت) میں مشغول تھے جب مراقبہ کی کیفیت میں بے حد مستغرق ہو گئے تو ان کے دلوں میں حکمت کی باتوں کا القا کیا گیا جو بڑی تیزی کے ساتھ دل پر اتر اس کا تذکرہ تیرہ آرنیک میں اس طور پر ہے -

ॐ ऋषिः पश्यन्तः पश्यन्तः पश्यन्तः ॥

ॐ ऋषिः पश्यन्तः पश्यन्तः पश्यन्तः ॥

ترجمہ :- یہ (رشی لوگ) تپسہ (عبادت و مراقبہ میں) مستغرق تھے تو برہم (وید) ان کے پاس تیز رفتاری کے ساتھ آیا اس میں رشیوں کا رشتہ ہے اس لیے رشی کا ایک معنی طاقت سے آنا بھی ہے دوسرا معنی نظر بھی ہے اور یہ دونوں معانی مندرجہ بالا اشلوک کے مفہوم سے میل کھاتے ہیں اس طرح وید دنیا کو رشیوں کے ذریعہ حاصل ہوئے متعدد حوالے سمبھتاؤں براہمنوں پر انوں اور دیگر ہندو فلسفہ سے تعلق رکھنے والی کتب میں بجا طور پر مل جاتے ہیں جن میں ”ویدوں“ کو غیر انسانی کلام ہونا ظاہر کیا گیا ہے ویدوں کے پڑھنے پڑھانے والے اہل علم کی روایت یہی رہی کہ انھوں نے ویدوں کو ہمیشہ غیر انسانی کلام مانا یہ خیال کافی پرانا تھا جو ۱۸ویں صدی عیسوی کے اواخر تک مسلم رہا لیکن ۱۹ویں صدی عیسوی کے اوائل میں جب مغربی محققین کے ذریعہ ویدوں کا گہرائی سے مطالعہ کیا گیا تو یہ خیال ابھرنے لگا کہ ”وید“ غیر انسانی کلام نہیں رشیوں کی تصنیفات ہیں جو انھوں نے اپنے تجربات نظام فطرت پر غور کرنے کے بعد مرتب کیا۔

اب ان کا عہد تصنیف جاننے کی کوشش کی جائے گی۔

۳۔ تریا آرنیک مطابق پروفیسر ایس پی سین سابق صدر شعبہ ہندی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

ویدوں کا عہد تصنیف :-

یہ بات متفق علیہ رہی ہے کہ آریہ تہذیب یا ویدک تہذیب اس میں خاص طور پر رگ وید دنیا کی قدیم ترین (کتاب) یا تہذیبوں میں سے ایک ہے ۳۲ اس لیے ویدوں کی عہد تصنیف قبل مسیح تلاش کرنا ناگزیر تھا۔

پروفیسر میکس مولر - سب سے پہلے پروفیسر میکس مولر نے بودھ مذہب کی ابتداء اشاعت کو بنیاد بنا کر ۶۰۰ ق م سے لے کر ۲۰۰ قبل مسیح تک چار سو سال کا زمانہ ویدوں کے (سوتروں) نظم کا زمانہ تسلیم کیا۔ ۳۳ مکمل سوتر لٹریچر جس کے بنیاد پر رکھا گیا تھا وہ ہے براہمن لٹریچر جس کا مطلب ہے سوتر کے زمانہ تک مکمل براہمن لٹریچر کی تشکیلیں ہو چکی تھیں۔ براہمن مصنفین کی خانوادوں اور ان کے انداز نظم اور شاعری کو دیکھتے ہوئے میکس مولر نے ان کی ترتیب کے لیے ۲۰۰ سال کا زمانہ کافی سمجھا اور براہمن لٹریچر کا عہد تخلیق ۸۰۰ ق م سے ۶۰۰ ق م تک مانا۔ ۳۴

ساتھ ہی یجر وید سنہتا اور سام وید سمہتا اسی زمانے میں رچے گئے تھے جبکہ اتھرو وید ان دونوں کے بعد کی تصنیف ہے۔

میکس مولر کا ماننا ہے کہ قدیم رشیوں کی تخلیقات کو یکجا کرنے ان کی درجہ بندی کرنے اور ران کی اتباع میں نئے منتروں کو جنم دینے کے لیے ۲۰۰ سالوں کا زمانہ زیادہ نہیں ہے رگ وید میں بعد کے کویوں (شاعروں) کے خانوادوں اور یکجا کنندگان کے بھی طبقوں کو دیکھتے ہوئے میکس مولر نے منتروں کا زمانہ ۱۰۰۰ ق م

۳۲ ایس این داس گپتا، تاریخ ہندی فلسفہ جلد اول ص ۱۳

۳۳ مکس مولر ہسٹری آف لٹریچر طبع ثانی پانی آفس الہ آباد اور چوکھہ وارانسی ص ۴۵-۲۴۴

۳۴ مکس مولر ہسٹری آف سینٹ سنسکرت لٹریچر ص ۴۳۵

سے ۸۰۰ ق م تک مانا۔ ۳۵

ویدک شاعری کی تاریخ میں مکس مولر نے منٹروں کے زمانہ سے قبل ایک چھند کا زمانہ تسلیم کیا ہے منٹروں کی تخلیق کا یہ وہ زمانہ تھا جب اخلاق و آداب اور فکر کی آزادی کے ساتھ شاعری ہوئی جس کے اثرات منٹروں کے زمانہ میں دکھائی پڑتے ہیں اسی چھند کے زمانہ کے لیے بھی ۲۰۰ برسوں کا زمانہ تسلیم کر کے اس کی مدت ۱۲۰۰ ق م سے ۱۰۰۰ ق م تک مانا۔ ۳۶

میکس مولر کی تردید:-

ویدک زمانہ تخلیق کے متعین کرنے میں چوں کہ میکس مولر نے سب سے پہلے کوشش کی تھی اسی لیے عام طور پر محققین کی توجہ اس کی جانب مرکوز رہی لیکن چند کو چھوڑ کر محققین نے اپنا نظریہ تبدیل کر لیا اور مکس مولر کے ذریعہ متعین کردہ زمانہ تخلیق کو غیر اہم قرار دے دیا۔ ویدک عہد تخلیق کو چار حصوں میں تقسیم کر کے جو اس نے ۲۰۰ برسوں کی مدت متعین کی تھی اس کی محققین نے سخت تردید کی تردید کرنے والوں میں خاص طور سے ولسن، بیولر، ہٹی، بلوم، فیلڈ، مارٹن ہاگ، یعقوبی پیش پیش تھے۔ ۳۷

ولس۔ نے ۲۰۰ سالوں کی جگہ ۴۰۰ یا ۵۰۰ سالوں کی ہر ایک مدت مان کر براہمنوں کا عہد تخلیق ۱۰۰۰ ق م یا ۱۱۰۰ ق م مانا۔ ۳۸

آگے اس نے امکان ظاہر کیا ویدک عہد تخلیق کی ہر ایک مدت کا فرق ہزاروں

۳۵ مکس مولر ہسٹری آف اینٹ سنکرت لٹریچر ص ۲۹۷ ۳۶ ایضاً..... ص ۵۷۲

۳۷ سنکرت واڈمیہ کاورت ایجہاس ۱-۶۵

۳۸ ولسن ایڈن ورگ ریویو ۱۸۶۰ ص ۳۷۵ ٹرانسلیشن آف دی رگ وید حصہ ۱ ص ۳۵

سالوں سے بھی زیادہ ہوگا۔ ۳۹

مارٹن ہاگ - نے میکس مولر کی تعین عہد کے خلاف عظیم براہمن لٹریچر کے ۱۴۰۰-۱۲۰۰ ق م میں وجود میں آنے کا ذکر کیا اس نے لکھا ہے سمہتاؤں کی تخلیق میں کم از کم ۶۰۰-۵۰۰ سالوں کا زمانہ لگا ہوگا اور سمہتاؤں کا انجام اور براہمنوں کے آغاز میں کم از کم ۲۰۰ سالوں کا فرق ہوگا۔ اس طرح مارٹن ہاگ کے مطابق ۲۰۰-۱۴۰۰ ق م سمہتا کا زمانہ ہے۔

رگ وید کے قدیم سوکتوں کی تخلیق اس سے بھی کچھ سو سالوں قبل ہو سکتی ہے ایسا مان کر اس نے ویدک عہد تخلیق کی قدامت ۲۴۰۰-۲۰۰۰ ق م مقرر کی۔ ۴۰
بیولر :- نے اس زمانے کے ہندوستان کی سیاسی، سماجی اور جغرافیائی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے مکس مولر کی متعین کی ہوئی مدت کو نا کافی قرار دیا۔

بیولر کا خیال تھا کہ یہی ثبوت کہ براہمن لٹریچر کی اشاعت جنوب میں عیسائی سے کئی صدی قبل ہو چکی تھی اس بات کے لیے ثبوت کے لیے کافی ہے اور آریوں کی جنوبی فتح ساتویں یا آٹھویں ق م میں پایہ تکمیل کو پہنچ چکی تھی تیرہ، بودھان، آپستھ، بھاردواج، ہرن کیشی وغیرہ متعدد ویدوں کی شاخیں جنوب میں پھیل چکی تھی۔ ایسی حالت میں یہ تصور کرنا کہ آریہ ہندی ۱۲۰۰ یا ۱۵۰۰ ق م ہندوستان کی شمالی سرحد یا افغانستان کے مشرقی حدود میں واقع تھے پورے طور سے ناممکن ثابت ہوتا ہے۔ ۴۱
ولسن، ہاگ، بیولر وغیرہ محققین کی تنقید کا نتیجہ یہ نکلا کہ مکس مولر نے اپنے نظریہ

۳۹ ولسن ایڈن ورگ روپو ۱۸۶۰ ص ۳۷۵ ٹرانسلیشن آف دی رگ وید حصہ ۱ ص ۴۶-۴۵۔

۴۰ مارٹن ہاگ۔ اپتہ براہمن حصہ اول ۱۸۶۳ ص ۴۷۔ ۴۱ ایضاً.....

کے غیر محقق ہونے کا احساس کر لیا اور اپنا نظریہ تبدیل کر لیا۔ ۱۸۶۲ میں رگ وید سنہتا کے حصہ چہارم کی تقریظ میں اس نے تسلیم کیا کہ ویدک واڈمیہ (قدامت) کے اول تین زمانوں کی مدت متعین کرنے میں جو اس نے نظریہ اختیار کیا وہ محض خیالی تھا ۱۸۹۰ میں ”جے فرڈ“ علامیہ میں اس نے ظاہر کیا کہ ویدک منتروں کی تخلیق ۱۰۰۰ ق م میں یا ۱۵۰۰ ق م یا ۳۰۰۰ ق م میں ہوئی اس کو دنیا کی کوئی طاقت متعین نہیں کر سکتی۔ ۲۲

یعقوبی۔ مکس مولر ہی کے رد عمل میں جرمن اسکالر یعقوبی نے جیوتش کے اصولوں کی بنیاد پر ویدوں کی تخلیق کا زمانہ متعین کیا یعقوبی کے مطابق ۴۵۰۰ ق م سے لے کر ۲۵۰۰ تک کا زمانہ رگ وید کے منتروں کی تخلیق کا زمانہ ہے اگر منتر نہ بھی معرض وجود میں آسکے ہوں تب بھی ایک قسم کی پیدا شدہ تہذیب کا نتیجہ ضرور کہا جائے گا اس تہذیب کا زمانہ ۴۵۰۰ ق م سے ۲۵۰۰ ق م تک کا ہے اور یہی رگ وید سمہتا کا زمانہ ہے۔ ۲۳

بال گنگا دھرتک :- جس زمانے میں یعقوبی نے جیوتش کے اصولوں کی بنیاد پر جو تحقیق کی ٹھیک اسی زمانہ میں ہندوستان میں آزاد طور پر کام کرتے ہوئے جیوتش ہی کی بنیادوں پر بلکہ ویدوں کے منتروں سے بھی بال گنگا دھرتک بھی اسی نظریہ پر پہنچے جو یعقوبی کا تعین زمانہ کا نظریہ تھا یعنی ۴۵۰۰ ق م سے لے کر ۲۵۰۰ ق م تک۔ ۲۴ انھوں نے بڑی تفصیل سے ویدوں کے عہد تخلیق کے ساتھ ساتھ آریوں کے اصل وطن پر بھی روشنی ڈالی چنانچہ ان کا کہنا تھا:

۲۲ مکس مولرگ ”فزیکل ریلیزن (کلیکیڈ ورکس آف مکس مولر حصہ ۲) ۱۸۹۰ء ص ۹۱

۲۳ انڈین ایکوری حصہ ۲۳ ۱۸۹۶ء ص ۱۵۷

۲۴ تلک اور این پونہ ۱۸۹۳ء ص ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳

Inter Glacial Period یعنی وسط بر فیلے زمانہ میں آریہ قطب شمالی میں رہتے تھے Post Glacial Period آخری بر فیلے زمانہ میں انھیں یہ علاقہ چھوڑنا پڑا ہزاروں سال تک وہ نئی منزل کی تلاش میں یورپ کے شمال اور ایشیا میں سرد گرداں رہے اس عہد میں انھوں نے بہت سی مذہبی روایتوں کو فراموش کر دیا تاہم بہت سی روایات فطری طور پر ان کے حرز جان بنی رہیں مستقل مسکن کے نہ ملنے کے باوجود انھوں نے اپنی تہذیبی ذخیرے کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی بایں طور کہ مذہبی امور و روایات اور اپنی پریشانیوں کے احساسات کو نظم کی شکل میں پرویا جو سوکت ہوئے تلک کا کہنا ہے کہ اپنے بزرگوں سے وراثت میں ملے مذہبی علوم کو آنے والی نسلوں تک منتقل کرنے ویدک شاعروں کے اعتماد پر شک نہیں کیا جاسکتا آریہ علاقہ کا جو مذہب تھا وہ روایت کے طور پر رشیوں کی یادداشت میں اس وقت تک محفوظ رہا جب تک وہ پہلے بے ترتیب مگر بعد میں مناسب طور سے نظم میں پرو کر سوکت کی شکل اختیار کر کے رگ وید میں جمع نہیں ہو گیا۔

تلک کا کہنا ہے کہ رشیوں کا نظریہ منتر اس میں سے کہ انھوں نے خود حوادث کا مشاہدہ کر کے یا تصور اور خیالات سے منتروں کو نظم نہیں کیا بلکہ قدیم مذہبی امور کے ورثہ کو یاد کر کے ان کو اپنے الفاظ کا جامہ پہنایا۔ ۴۵

یعقوبی اور تلک کے نظریہ کا تجزیہ :-

تلک اور یعقوبی دونوں کے نظریوں کو ابتداء میں محققین نے خیالی تصور کیا اور مذاق بنایا مٹی اور تھبوت دونوں محققین نے اس کی سختی سے تردید کی۔ ۴۶ اور ۴۷ (دونوں حوالوں کے مطابق)

۴۵ تلک آریہ ہوم ان دی ویدان (Artec Homein the vedas) پونہ ۱۸۲۵ ص ۲۵-۲۲۳۔
۴۶ مٹی آن اے دیسیٹ اٹیمٹ بائی یعقوبی اینڈ تلک ٹو ڈرن آن ایسٹرناسیکل ایوینٹس دی ڈیٹ آف دی آریسٹ ویدک پیریڈ اٹج ۴۰۰ بی سی انڈین آئیٹنکچری اپریل ۱۸۹۵ ص ۶۵-۳۶۲۔ نیز تھبوت انڈین آئیٹنکچری اپریل ۱۸۹۵ ص ۹۶-۸۷۔

لیکن دوسری جانب بیلور نے اپنے ایک مضمون میں ان کی کافی تعریف کی اور

سراہا۔ ۴۸

بیلور ان کے ذریعہ ثبوتوں کی تحقیق کی اور انھیں درست پایا اس نے نتیجتاً اس بات کو کہا کہ ہندوؤں کو جیوتش کا علم تھا جو سائنسی اصولوں اور حقیقی ضابطوں کی بنیاد پر تھا۔

بیلور نے جین اور بودھ لٹریچر کی بنیاد پر بھی یعقوبی اور تلک کی تائید کی۔
اوناش چندر داس :- نامور محقق اوناش چندر داس نے ویدک سوکتوں کی تخلیق کے سلسلہ میں زمانہ کے تغین میں اپنا ایک الگ نظریہ پیش کیا جو خالص ہندوستانی ہے انھوں نے جیولوجی کے اصولوں کی بنیاد پر یہ نظریہ ظاہر کیا کہ آریوں کی تہذیب کی ابتداء اور نشو و نما سندھ کے علاقہ (سپت سندھو پر دیش) میں ۲۵۰۰۰ ق م میں ہوئی جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں تقریباً ۷۰۰۰ ق م میں یہ تہذیب پورے طور پر ترقی یافتہ ہو چکی تھی اسی زمانے میں رگ وید کے زیادہ تر سوکتوں کی تنظیم عمل میں آئی۔ ۴۹

نتیجہ :- مندرجہ بالا تمام تر نظریات کو دیکھنے کے بعد ایسا لگتا ہے صحیح اور حتمی نتیجہ تک پہنچنا نہایت مشکل ہے ایک وہ طبقہ جو ویدوں کو قدیم مانتا ہے وہ کسی زمانہ کی حدود میں ویدوں کو باندھنا نہیں چاہتا اور دوسری جانب وہ طبقہ جو اس کے عہد تخلیق

۴۸۔ انڈین ایٹکولوجی اپریل ۱۸۹۲ء میں شائع شدہ نوٹ آن پروفیسر یعقوبیز اینڈ آف دی وید

اینڈ آن پروفیسر تلک ز اور این ص ۴۸-۲۴۰

۴۹۔ اوناش چندر داس رگ ویدک انڈیا کلکتہ ۱۹۲۷ء طبع ثانی ص ۹۱-۱۹۰

اور رشیوں سے منتروں کی شکل میں منتقل ہونے کے زمانہ کو مقرر کرنا چاہتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے ویدک الفاظ کی قدامت کچھ بھی رہی ہو بہر حال الفاظ کی بندش میں آنے کے زمانہ کو متعین کرنے کی کوشش کرنے میں کوئی حرج نہیں تھا بلکہ تاریخی اعتبار سے فائدہ ہی پہنچے گا۔

پرانوں کے مطابق مہا بھارت کی جنگ ۳۱۰۲ ق م میں ہوئی ہے ظاہر ہے ویدوں کے منتروں کا زمانہ اس سے قبل کا ہی ہوگا کیوں کہ ویدوں کی سمہتاؤں (جلدوں) کی شکل میں اسی زمانہ میں گرو وید و یاس نے جنہیں کرشن دے پائیں بھی کہتے ہیں مرتب کیا تھا۔

یعقوبی اور تلک اور اونا ش چند اس اس کے آگے گئے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیوں کہ انھوں نے جیوتش اور جیولوجی کے اصولوں پر ایسا کیا جس کا رد کرنا آسان نہیں رہ گیا مکس مولر میکڈنل وغیرہ ۲۰۰ یا ۳۰۰ ق م ہاگ نے ۲۴۰۰ ق م جو اوپر کی حد مقرر کی وہ اس لیے نہیں مانی جا سکتی کہ گرو وید و یاس ۳۱۰۰ ق م یعنی سمہتا کے زمانے کے بعد کی حد ہے ۳۱۰۰ ق م میں سمہتاؤ کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے اور خاص چار ویدوں کی سمہتاؤں کی معدد شاخیں بھی معرض وجود میں آنے لگتی ہیں اس لیے ۳۱۰۰ ق م کے بعد کو منتروں کے لیے نہیں مانا جا سکتا۔ کلی طور پر شاخا سمہتاؤں بی یا برہمنوں کو اپنی صحیح شکل اسی زمانہ میں نصیب ہوئی۔

رگ وید کی ۲۱ شاخیں۔

یجر وید کی ۱۰۱ شاخیں۔

سام وید کی ۱۰۰۰ شاخیں۔

اتھروید کی ۹ شاخیں

سودو سوسالوں میں متعارف نہیں ہو سکتی تھیں۔

براہمنوں کی شکل ثانی آرنیک اور اپنیشد بھی سوتروں کے زمانے سے پہلے ہی وجود پا چکے تھے جس کا زمانہ تلک نے ۱۴۰۰ ق م متعین کیا ہے اس طرح شاخا سہنٹاؤں براہمنوں آرنیک اور اپنیشد کی تخلیق کی زیریں حد ۱۴۰۰ ق م تک ثابت ہوتی ہے یہی ۳۱۰۰ ق م سے ۱۴۰۰ ق م سے لے کر بدھ کے زمانے تک تمام سوتر گرنھوں کی تالیف عمل میں آ گئی۔

مندرجات بالا کی روشنی میں یہ بات تو ظاہر ہو ہی گئی کہ ابتداء میں ویدوں کو تحریر کرنے کا کوئی نظم یا روایت نہ تھی گرو ششیہ پر مپرا یعنی استاذ شاگرد روایت کے مطابق یہ منتر رشیوں کے خاندانوں میں زبانی یادداشت میں محفوظ رہے اسی لیے انہیں سرتی (सर्त) بھی کہا جاتا ہے۔ ۵۰

لیکن ۳۱۰۲ ق م جو مہا بھارت کی جنگ اور یدھسٹر کی حکومت کا زمانہ تھا میں گرو وید ویاس جو کاپی اتر پردیش کے رہنے والے تھے جن کا اصل نام کرشن دوئے پامین (दुय्य पामिन) تھانے ویدک سوتروں کو جمع کر کے کتابی شکل دی اس لیے یہ وید سمہتا کہلائے کیونکہ سم بمعنی باہم اور ہتا بمعنی رکھنا یعنی سوتروں کو ایک جگہ رکھ دیا یہ چار سمہتا میں بنی۔ ۵۱

(۱) رگ وید (۲) یجر وید (۳) سام وید (۴) اتھروید۔

ساتھ ہی انہیں وید ویاس نے چارن، سوت، مگدھوں کے ذریعہ چلی آرہی راج گھرانوں کے واقعات و روایات کی کہانیوں کو بھی یکجا کر دیا جسے پران کہا جاتا ہے۔ ۵۲۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ وید ویاس مرتب یا مؤلف تھے تخلیق کار نہ تھے۔ اور ویدوں کا زمانہ بال گنگا دھرتک، یعقوبی اور اوناںش چندر داس کے ذریعہ متعین کردہ ۴۵۰۰ ق م کے آس پاس ہی شروع ہوا ہو گا اور یہی زمانہ تقریباً حضرت نوع کا عہد بھی ہے۔ جن کی اولاد ہندوستان آئی اور وہی اہل وید کہلانے کے حقدار ہیں اس پر بالتفصیل گفتگو آئندہ باب میں کی جائے گی۔

ویدوں کا نظمیتعارف

وید خاص طور پر (۶۶) میں ہیں کہیں کہیں درمیان صفحات نثری حصے بھی آ جاتے ہیں ویدک نظم کو رگ (R̥gveda) یا رچا (R̥cā) کہا جاتا ہے اور ویدم نثر کو یجس (Yajus) کہا جاتا ہے۔

ویدوں میں جن نظموں کا تعلق گائے جانے سے ہے انھیں سام (Sām) کہتے ہیں رچاؤں اور ساموں کے ایک مجموعہ کو سوکت (Sukt) کہا جاتا ہے جس کے معنی ہے ”عمدہ“ اچھا لحن والا ویدوں میں اس طرح کے ہزاروں سوکت موجود ہیں جس کا مطلب ہوتا ہے اعلیٰ قسم کا بیان یا خوش لحن رچا، یوجس، اور سام تین طرح کی نظمیں ہونے کی وجہ سے ویدوں کا ایک نام تری (Trī) بھی ہے۔ ۵۳

وید منتروں کا مجموعہ ہے جس شکل میں آج ملتا ہے اسی سنہتا کہا جاتا ہے جیسا کہ ہم نے اوپر ان کی ترتیب و تالیف کا اجمالاً ذکر کیا ہے ان ویدوں میں سب سے قدیم رگ وید ہے اس کے بعد سام وید پھر یج وید اور بعد میں نمبر آتا ہے اتھرو وید کا۔

رگ وید :- ان سب میں رگ وید سب سے قدیم ہے۔ ۵۴
رگ وید میں سنہتا کے دو قسم کی ترتیب والے نسخے پائے جاتے ہیں۔

(۱) اشوک کرم و بھاگ اور

(۲) منڈل کرم و بھاگ۔

۵۳ مہاویرینگھ تیاگی بھارت کا پراچین اجہاس ص ۳۸ نیز پرتی یوگنادرین مخصوص تاریخی مجلہ ۱۹۹۳ء،
۵۴ تاریخ ہندی فلسفہ ج اول ص ۱۱۷ ایل این داس گپتا۔

(۱) اشٹک کرم و بھاگ :- رگ وید سنہتا آٹھ حصوں میں منقسم ہے اسی لیے اسے اشٹک کہا جاتا ہے اشٹ کے معنی ہوتے ہیں آٹھ۔

ہر ایک حصہ کو اشٹک کہے جانے کا سبب یہ ہے کہ ایک میں آٹھ آٹھ ادھیائے ہیں اس طرح رگ وید سمہتا کے آٹھوں اشٹکوں میں کل ملا کر ۱۶۴ ادھیائے ہوئے ہر ایک ادھیائے کی کئی فصلیں (و بھاگ) ہیں اور ہر فصل میں کئی منتر ہیں فصلوں میں منتروں کی کوئی تعداد متعین نہیں۔ ۵۵

(۲) منڈل کرم و بھاگ زیادہ شائع اور رواج میں ہے۔

پورے رگ وید میں دس منڈل ہیں ہر ایک منڈل میں کئی انواک ہیں ہر انواک میں کئی سوکت اور ہر ایک سوکت میں کئی منتر ہیں پورے رگ وید میں ۸۵ انواک (317/4/5) اور ۱۰۲۸ سوکت موجود ہیں لیکن محققین کا خیال ہے کہ انہیں ۱۱ بال کھلیے والے سوکت بعد میں جوڑے گئے ہیں لہذا رگ وید کے اصل سوکتوں کی تعداد ۱۰۱۷ رہ جاتی ہے۔ ۵۶

۱۰۵۸۰ رچائیں (منتر) ہیں اور ہر منتر کے ساتھ اس کی رشی اور دیوتا کا نام جڑا ہوا ہے۔ ۵۷

اس طرح رگ وید میں ہی رشیوں کی تعداد تقریباً ۳۰۰ ہے۔ ۵۸

رشی کا معنی ہے منتر درشائے منتر دیکھنے والا ویدوں کو علم الہی ماننے والوں کا خیال ہے ویدوں کی تخلیق خود مالک حقیقی نے کی ہے لیکن اس کا اظہار رشیوں نے کیا ہے۔

۵۵ سنسکرت واڈمیہ کا ایجہاس پر تھم کھنڈ ص ۱۲۸ ۵۶ مہا ویر سنگھ تیاگی - بھارت کا پرائیمن ایجہاس ص ۳۸ اور سنسکرت واڈمیہ کا ایجہاس پر تھم کھنڈ ص ۱۲۸ مطابق پروفیسر ایس پی سنگھ سابق صدر شعبہ ہندی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ - ۵۷ ایضاً ۵۸ بھویکارگ وید ص ۱۲ پنڈت شری رام شرما آچاریہ

دوسرا طبقہ کہتا ہے کہ مخصوص چار رشیوں کے ذریعہ حاصل ہوا۔ ۵۹۔
 بہر حال منتر آئے رشیوں کے ذریعہ اس لیے انھیں منتر درشتا کہا جاتا ہے۔
 رگ وید میں جن رشیوں کا ذکر خاص طور پر ملتا ہے ان کے اسماء ہیں:
 گر تسمد

وشوامتر

وامدیو

اتریہ

بھاردواج

وششٹھ

ان رشیو اور ان کے خاندان والوں نے رگ وید کی دوسرے تیسرے چوتھے
 پانچوے آتھویں منڈل کے تخلیق کار رشی کنو (कनू) اور آگرس (अगस्त्य) نسل کے
 تھی اول منڈل کے پچاس سوکت بھی کنو نسل کے رشیوں کے ذریعہ تیار کئے گئے تھے
 ۔ دیگر منڈلوں اور اول منڈل کے دوسرے سوکتوں کی تیاری مختلف رشیوں نے کی
 جن کے نام ان سوکتوں میں دیئے گئے ہیں۔

ان رشیوں میں ”وے وسوت منی“ ऋषिः वेसवसुतमनि شو اور وشی نر پرتر دن
 ऋषिः श्वेतशिरः مدھو چھندا ऋषिः اور دیوادی ऋषिः خاص ہیں رگ وید کے ان رشیوں
 میں کچھ خواتین بھی تھیں جن میں لوپامدرا ऋषिः کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے لوپامدرا شاہی
 خاندان سے تعلق رکھتی تھی وہ ودھربھ راج کی شہزادی اور اگست منی کی بیوی تھی۔ ۶۰۔

۵۹ ستیا رتھ پرکاش پرتھم سولاس ص ۱۷۴

۶۰ مہاویر سنگھ تیاگی بھارت کا پرائیمین ۱۔ جہاس ص ۳۹

سام وید :- سام کہتے ہیں گائے جانے کو یکہ کے موقع پر جو اشلوک گائے جاتے تھے یہ گرنہ اس زمانہ کی گائیں ودھیا کی بہت بڑی مثال ہے ان کو سام کہتے ہیں سام وید میں تقریباً سبھی منتر رگ وید کے ہی ہیں بجز ۷۵ آیات کے - ۶۱

سام وید میں کل منتروں کی تعداد ۱۵۴۹ یا ۱۸۱۰ ہے یہ اس لیے کہ کئی ایسے منتر ہیں جو بار بار دوہرائے گئے ہیں - ان کو الگ کر دینے کے بعد کل تعداد ۱۵۴۱ ہی رہ جاتی ہے ان میں بھی ۱۴۷۴ منتر ایسے ہیں جو رگ وید کے ہیں اس طرح سام وید کے اپنے متروں کی تعداد خض ۷۵ ہی رہ جاتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سام وید کی اپنی کوئی علیحدہ کتابی حیثیت نہ کے برابر جو کچھ ہے وہ رگ وید ہی ہے اور کل ملا کر سام وید رگ وید کے ضمن میں ہے - ۶۲

یجر وید :- نثری منتروں کو جو یکہ وغیرہ مذہبی امور میں پڑھے جاتے ہیں انھیں بکس یا (यजुः) کہا جاتا ہے - ۶۳

رگ وید اور سام وید کے متروں کو بھی یک میں پڑھا جاتا ہے لیکن یجر وید کے منتروں کا غلبہ رہتا ہے -

رشی خاندانوں اور گھرانوں میں زبانی یادداشت کی وجہ سے اختلاف ناگزیر تھا اس لیے طرز بیان میں اختلاف کی وجہ سے بہت سی شاخائیں ہو گئیں یوں تو کسی زمانے میں ۱۰۱ ایک سو ایک شاخیں رہیں ہونگی مگر اب صرف پانچ پائی جاتی ہیں - ۶۴

یجر وید کے خاص طور پر دو حصہ ہیں -

(۱) شکل یجر وید

۶۲ پرتوک کا درپن خصوصی تاریخی مجلہ ۱۹۹۳ ص ۲۷

۶۴ ایضاً

۶۱ تاریخ ہندی فلسفہ ج اول ایس این داس گپتا ص ۱۷

۶۳ سنسکرت داؤمیہ کالج تھاس ص ۱۲۱۲ ادھیاء ۸

(۲) کرشن یجروید

شکل یجروید کو باج سنبھی سمہتا بھی کہتے ہیں جس کی دو ذیلی شاخیں ہیں۔

(۱) کنو (۲) مادھیندنی

کرشن یجروید کی بھی ذیل شاخیں ہیں۔

(۱) کپسٹھل سنبھتا (۲) میتری سنبھتا (۳) تیتریہ سنبھتا

اس طرح تعداد پانچ ہو جاتی ہیں۔

تاہم شکل یجروید کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے اور اس کو اصل یجروید

سمجھا جاتا ہے۔ ۶۵

ستپت براہمن ۳۶/۵/۹/۱۴ کے مطابق آدینہ پرا بھدھیہ یجرویدوں کا بیان رشی

یاگیہ ولکتیہ *यज्ञवल्क्य* نے کیا یہی شکل یجروید کے نام سے مشہور ہوا۔ ۶۶

یجروید میں ۴۰ ادھیاء ہیں اور تقریباً ۲۰۰۰ دوہزار منتر ہیں۔

یجروید کا آخری ادھیائے ایشو پنشد ہے۔ جو توحید کی حمایت میں ہے۔

اتھروید:- کی اپنی ایک اعلیٰ خصوصیت ہے اس میں مختلف قسم کی بیماریوں

، دکھوں اور ضروریات زندگی میں کام آنے والی فطری چیزوں جڑی بوٹیوں

کا بڑے حکیمانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ ان جڑی بوٹیوں سے آدمی کا دکھ دور

ہوتا تھا اور انہیں راحت و شانتی ملتی تھی اس لئے اس کا نام اتھرو ہنسانہ کرنا یعنی

ایذا نہ دینا یعنی راحت دینا۔ اس طرح چوتھے وید کا نام گروید ویاس نے اپنے

۶۵ مہا بھیر سنگھ تیاگی۔ بھارت کا پراچین راجتیک ایچاس ص ۳۹

۶۶ گوویند انند ویدانت چاریہ مترجم ہندی شکل یجروید کی سپا دکیہ ص ۱۰

شاگر دسمتو جس کو سب سے پہلے اسے پڑھایا اس کا نام اتھر رکھا ہے۔ ۱۷۔
چوں کہ جڑی بوٹیوں سے مرض اور دکھ سلب ہو جاتے تھے اور یہ چیزیں بھی ایشور
کی بنائی ہوئی ہیں لہذا رشیوں نے ان اشیاء میں ایشور کی موجودگی مان کر دیوتا کا درجہ
دے دیا اس سہنٹا میں جادو ٹونے وغیرہ عام لوگوں کی غیر مہذب سماج کی چیزوں کا
تذکرہ اور تعلیم موجود ہے اس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے اوپر مذکور تینوں ویدوں کی
طرح یہ ایک مہذب سماج کے لیے نہ ہو کر عام لوگوں کا گرنتھ ہو کر رہ گیا ہے۔ پروفیسر
میکڈانک اس سلسلہ میں اپنا خیال یوں ظاہر کرتے ہیں ’’وہ (اتھروید) نہ صرف رگ وید
سے مختلف ہے بلکہ فکر کی بے حد ابتدائی حالت کو پیش کرتا ہے۔ ۱۸۔

بتایا جاتا ہے اتھرو وید کی ۹ شاخیں تھیں لیکن اس وقت اتھرو وید کی صرف دو

۲ شاخیں دستیاب ہیں۔

(۱) شوٹک شاخ

(۲) پپلا

شوٹک زیادہ مشہور ہے

شوٹک سنہتا :- ۲۰ ادھیائے یا کانڈ اور ۶۲ سوکت ہیں۔ منتروں کی تعداد
۵۹۷۷ ہے شوٹک سنہتا میں ۲۰ ہیں کانڈ میں زیادہ تر منتر رگ وید سے حاصل کیے
گئے ہیں جو پپلا دسنہتا میں نہیں ہیں۔ ۱۹۔

پپلا دسنہتا :- بھی ۲۰ کانڈوں یا ادھیائے پر منقسم ہے ہر ایک کانڈ میں ۹ سے

۱۵۵ تک کانڈیکائیں یا سوکت ہیں۔ پوری سنہتا میں ۹۲۳ کانڈیکائیں یا سوکت

۱۷ سنسکرت واڈمیہ کالجاس ص ۳۳۱، ۳۳۲ ۱۸ تاریخ ہندی فلسفہ ج ۱ ص ۱۷ بحوالہ میکڈانک، ہسٹری آف

سنسکرت لیٹریچر ص ۱۳ ۱۹ سنسکرت واڈمیہ کالجاس ص ۳۷۲

ہیں اور ۸۰۰۰ سے کچھ ہی کم منتر ہیں نیز پہلا دسہتا میں کچھ منتر ایسے ہیں جو اور کسی منہتا سے میل نہیں کھاتے یعنی نہیں پائے جاتے۔

کل ایسے منتروں کی تعداد ۳۰۰۰ کے قریب ہے اس کی ضخامت کو دیکھ یہ کہا جاسکتا ہے رگ وید کے بعد سب سے بڑا اور کافی قدیم گرنہ ہے۔ ۷۰

ویدوں سے متعلق اہم لٹریچر

برہمن :-

وید سہتاؤں کے بعد مذہبی کتب میں سب سے نمایاں حیثیت براہمنوں کو حاصل ہے۔

لفظ براہمن کا سب سے قدیم استعمال تیرہ سہتا میں ہے

१॥ ब्रह्म ऋषिः ॥

وجہ تسمیہ :-

”برہا“ اور ”ان“ سے مل کر لفظ براہمن کی تشکیل ہوئی۔

برہا لفظ کے معنی ہیں ایک تو منتر اور دوسرا یگ - ۲ ے اس طرح براہمن

ایسے گرنٹھ ہیں جن میں یگ میں کام آنے والی منتروں کی تشریح کی گئی ہے۔

یورپین محققین براہمن لفظ کے مفاہیم کے سلسلہ میں مختلف خیال رکھتے ہیں۔

مسٹروے برکھتے ہیں کہ لفظ برہمن ظاہر کرتا ہے کہ وہ جو براہمن دعا سے منسوب ہے۔

مکس مولر (ایس بی ای) کہتا ہے کہ براہمن کا ابتدائی مفہوم اقوال براہمن ہیں ۳ ے

خواہ پروہت کے عام مفہوم میں یا براہمن پروہت کے خاص معنی میں ہے۔ ۴ ے

براہمن لٹریچر کا پس منظر :-

ویدک سنہتائیں رفتہ رفتہ دقیق ہوتی چلی گئیں منتروں کا صحیح علم مخصوص لوگوں تک

ہی محدود ہو کر رہ گیا تھا۔ جب یگ قائم ہوئے اور یگ کے مختلف ادوار میں منتر پڑھنے

کے مواقع پر آتے تو لوگ بھول چوک کا شکار ہونے لگے جس سے اتنے اہم مذہبی

۱ ے تیرہ سہتا ۱/۱/۱۲ ۲ ے بھٹ بھاسکر تیرہ سہتا ۱/۵/۱ (بھاشیہ)

۳ ے Histroy of Indian literature-weber p.11 note بحوالہ تاریخ ہندی فلسفہ ص ۱۸

۴ ے ایس بی ای مکس مولر ۱۲ تمہید ص ۲۲

امر میں خلل پڑنے لگا اور لوگ پریشانی محسوس کرنے لگے اس لیے ویدوں کے ماہرین نے اور یگوں کے منتظمین نے اس مشکل سے نمٹنے کے لیے اجلاس کئے بحث و تحقیص کی محفلیں منعقد کیں۔ تاکہ کوئی حل تلاش کیا جاسکے پھر یہ طے پایا کہ ایسی کتابیں تصنیف کی جائیں جن میں منتروں کی تشریح ہو۔ اس طرح برہمن وجود میں آئے۔ اسی لیے برہمن نثر میں تیار کئے گئے۔

برہمنوں کا عہد:-

مندرجہ بالا شواہد سے اتنا تو واضح ہو ہی گیا کہ وید کے کافی عرصہ کے بعد برہمن وجود میں آئے۔ پروفیسر ایس این داس گپتا میکڈونل کے حوالے لکھتے ہیں ”برہمن ایسے زمانے کی ایسپڑٹ یا روح کا اظہار کرتے ہیں جس وقت ساری عقلی جدوجہد قربانیوں ان کے رسوم کے ذکر ان کی قدر و قیمت پر بحث اور ان کے ماخذ و اہمیت پر غور کرنے پر مبذول تھی۔“ ۵

مزید آگے کہتے ہیں ۵۰۰ ق م سے قبل برہمن کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے۔
برہمن کی ویدک حیثیت:-

ان میں جو منتروں کا حصہ ہے وہ تو وید ہے جو منتروں کے علاوہ ہے وہ برہمن ہے۔ جیسا کہ جیمینی برہمن کا قول ہے۔

श्रुत्वा ब्रह्मण्यं शतम्

۶

۵ ایس این داس گپتا، تاریخ ہندی فلسفہ ص ۱۹-۱۸

۶ جیمینی برہمن سوکت ۲-۱-۳۳،

ہندوستانی علماء وید کی اکثریت اس طرف گئی ہی کہ برہمن وید ہی ہیں جو انسان کا کلام نہیں۔

پنڈت بل دیو پر ساد اُپادھیائے نے اس بارے میں تحقیقی کتاب ’’ویدک سنہتا اور سنسکرت‘‘ کے نام سے پیش کی جس میں اس دعوے کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ہندوستانی مشہور آچاریوں کی نام مندرجہ ذیل ہیں جو اس دعوے کی تائید میں ہیں۔

آچاریہ آپسبھ نے منترؤں کے حصہ کے ساتھ ہی وید مانا ہے۔ انھیں کی اتباع میں شبر سوامی، پتر بھومی، شنکر آچاریہ، بٹھ کمارل، بھوسوامی، دیو سوامی، وشواروپ، میدھانتھی، کرک، دھورت سوامی، دیوترات واپستی مشر، راج شیکھر، رامانج، اوٹ، مسکری اور سائننا چاریہ جیسے بہت عظیم آچاریوں اور تشریح کاروں نے منتر سنہتاؤ کے ساتھ ساتھ براہمنوں کی شرتی روپ (وید) مانے پر زور دیا ہے۔ ۷۷

لیکن دور جدید کے ویدوں کے ماہر اور آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند سرسوتی اور ان کے آریہ سماجی ماہرین علم وید نے براہمن گرنھوں کو ویدوں کے درجے میں رکھنے کی سختی سے تردید کی انھوں نے براہمنوں کو ویدوں کی تشریح محض مانا ہے۔ ۷۸

برہمن کی تعداد:- ہر ایک وید کے اپنے برہمن ہیں۔

کوشٹیکئی اور ایتر یہ رگ وید کے برہمن گرنٹھ ہیں۔

ایتر یہ برہمن گرنٹھ میں مختلف طرح کے ویدک زمانے کے راجاؤں کے احوال اور تاج پوشی کا تفصیلی ذکر ہے۔ اس میں چالیس ۴۰ ادھیائے ہیں اس کے تیار کنندہ مہید اس ایتر یہ تھے۔ ۹۷

کوشٹیکئی کا دوسرا نام سانکھاین بھی ہے۔

اس میں تیس ۳۰ ادھیائے کل ۲۲ گھنڈ ہیں۔ ۵۰

تیتریہ کرشن یجر وید کا برہمن ہے۔

شپت شکل یجر وید کا برہمن گرنٹھ ہے یہ نہایت طویل ہے اس میں سو ۱۰۰

ادھیائے اور چودہ ۱۴ کانڈ ہیں۔ ۵۱

سام وید کے تین برہمن گرنٹھ ہیں قدیم زمانے میں آٹھ سمجھے جاتے تھے لیکن

تین پر محدود ہیں۔

(۱) ٹانڈو برہمن گرنٹھ، (۲) غڈوش برہمن گرنٹھ (۳) اور جینی بر

ہمن گرنٹھ۔

ودھوانوں (ماہرین) کا خیال ہے کہ یہ تینوں برہمن دیگر برہمنوں کی بہ نسبت

زیادہ قدیم اور پایہ ثبوت کو پہنچے ہوئے ہیں۔ ۵۲

اتھروید کا برہمن گوپتہ ہے ماہرین کا خیال ہے یہ زیادہ پرانا نہیں ہے۔ ۵۳

۹۷ مہا بیر سنگ تیاگی۔ پراچین بھارت راجنیک ایجہاس ص ۴۰

۵۰ ایضاً..... اور سنسکرت واڈمیہ کا ایجہاس ص ۳۹۵ ۵۱ ایضاً..... ۵۲ ایضاً.....

۵۳ ایضاً..... بھارتی ایجہاس پرتی یوگتا درین مخصوص تاریخی مجلہ ۱۹۹۳ء (ہندی)

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ آریوں نے مذہب میں گیوں کو اولیت دی اور یگ کے اصول و ضابطوں اور طور طریقوں کو اس قدر اہمیت دی کہ لوگ اس کی ظاہری عملی کاموں کو زیادہ اہمیت دینے لگے اس کے باطنی مقاصد سے بے بہرہ ہونے لگے۔ تو برہمن گرنھوں کے اواخر میں اس کمی کا احساس کیا گیا اور لوگوں نے تنہائی میں گیوں کے کاموں میں غور و فکر شروع کیا اس طرح بلندی فکر کا حامل فلسفہ وجود میں آیا جسے آرنیک کہا گیا۔ ۵۴

آرنیک نام کیوں پڑا:-

ارنیہ (अरुणी) کے معنی جنگل ہے چوں کہ یہ گرنھ جنگل میں پرسکون اور تنہائی والے مقامات میں غور و خوض کی بعد وجود میں آئے ہیں اس لیے ان کا نام آرنیک پڑا۔ یہ جنگلوں میں پڑھائے جاتے تھے اور پڑھے جاتے تھے۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ یگ تو آبادیوں اور خانگی زندگی سے جڑے ہوئے ماحول میں کیے جاتے پھر گیوں کے بارے میں یہ لٹریچر جنگلوں سے کیوں تعلق رکھتا ہے؟

اس کا بہتر جواب یہ ہے کہ آریہ قدیم کی زندگی چار حصوں میں منقسم ہوئی تھی زندگی کو ۱۰۰ سو برس مان کر شروع کے ۲۵ برس برہمچریہ (مجرد) زندگی پھر ۲۵ سال گرہستھ شادی یعنی ازدواجی زندگی اب نمبر آیا دان پرست یعنی جنگلوں میں عبادت کے لیے جانے کا یگ تو گھریلو زندگی سے جڑے لوگ کرتے تھے جنگل میں رہنے والے ان اشیاء یگ سے محروم اس لیے ان تمام امور کو تصوراتی دنیا میں عبادت کا درجہ دیتے تھے جو ایک فکری بلندی بن کر سامنے آئی اور آرنیک کہلائی

شاید اسی لیے یہ ویدوں اور برہمنوں کے تمام تعلیمات اور مذہبی معمولات کا نچوڑ ثابت ہوئے آریوں کی اس فکری بلندی کو دیکھ کر مغربی محققین تعریف کیے بغیر نہیں رہے اولڈین برگ اور منیسی جیسے لوگ اعتراف کرنے پر مجبور ہوئے۔ ۵۵

नव नीतं यथा दत्ता मन्वा-च-दत्तं यथा

आरण्यक-५ चैक्य मीषादि-सोऽहं-यथा ۵۶

مہا بھارت میں ہے کہ جیسے دودھ (گھی) لکڑیوں سے چندن اور جڑی بوٹیوں سے امرت حاصل ہوتا ہے اسی طرح ویدوں سے آرنیک لے لیا جاتا ہے۔
آرنیک کی صحیح تعداد:-

کتابی شکل میں صرف چھ آرنیک ہی دستیاب ہیں رگ وید کے دو آرنیک (۱) ایتریہ (۲) اور سانکھن شکل یجر وید سے تعلق رکھنے والا (۳) بردا آرنیک (۴) ہے جو کنو اور مادھنیدنی شاخوں میں دستیاب ہے۔
(۴) کرشن یجر وید کا تیتریہ آرنیک کا ٹھک شاکھا کا (Kathak shakha) (maitrayani) میتراینی شاکھا کا الگ سے میتری آرنیک موجود ہے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے سام وید اور اتھروید کا کوئی آرنیک نہیں۔ ۵۷
سام وید کی کوہتم شاکھا میں چھاند و پنشد کے تحت آرنیک کا حصہ بھی ملا ہوا ہے لیکن یہ: الگ سے اس کا مطالعہ عرف نہیں۔ تاہم

(۵) جیمنی او پنشد۔ برہمن کی مشہور سام ویدک تلوکار آرنیک کی صورت میں تسلیم ہے۔
(۶) اتھروید کا علحدہ سے کوئی آرنیک اگرچہ دستیاب نہیں ہے لیکن اس سے متعلق گوپتہ برہمن کی ابتدا میں بہت سا ایسا مواد ہے جو آرنیک کی جگہ لے سکتا ہے۔ ۵۸

۵۵ میکڈائل ہٹری آف سنسکرت لٹریچر ص ۷۳-۷۲ ۵۶ مہا بھارت ۳-۳۳۱

۵۷ بھارتی ایجہاس پرتی وگتا درین مخصوص مجلہ ۱۹۹۳ء ص ۲۷ ۵۸ سنسکرت واڈمیہ کا ایجہاس۔

اپنشد

اپنشدوں کو ویدانت بھی کہا جاتا ہے جو صرف ویدوں کے آخری حصوں میں ہوتے ہیں جبکہ آج کے دور میں ویدانت سے مراد ایک مخصوص فلسفہ ہے۔ اگر غور کریں تو دونوں میں معنوی اعتبار سے ربط موجود ہے کیوں کہ ویدوں کے بعد ویدوں پر حکیمانہ غور و خوض کرنے کی وجہ سے جو فلاسفی ترقی پزیر ہوئی وہ ویدانت ہی کہلائے جانے کے لائق ہے۔ منڈاگپنشد کے مطابق اپنشدوں کا موضوع ویدانت و گیان (حکمت) ہے۔ ۸۹

شویتا اپنشد کہتی ہے ویدانت (اپنشدوں) میں راز اصلی ہی۔ ۹۰
وجہ تسمیہ :-

لفظ اپنشد اُپ (نزدیک) نی (نیچے) اپسرگ لگا کر لفظ ”سد“ (بیٹھا) اس کا مطلب ہے شاگرد کا استاذ کے پاس علم مخفی کے حصول کی لیے نیچے بیٹھنا یہی معنی پروفیسر مکس مولر نے بھی اختیار کیئے ہیں۔ ۹۱
جس کا مفہوم ہے اپنشد وہ علم ہے جسے ذہین گرو کی صحبت میں رہنے والا شاگرد کے پاس نیچے بیٹھ کر حاصل کرے کیوں کہ نہایت خفیہ اور معنی خیز ہے۔ ۹۲
گر وشنکر آچاریہ کے نزدیک اس کا مطلب ”براہودیا“، علم روحانیت یا معرفت حقیقی ہے جو اس کے حاصل کرنے والے کو مطلوب حقیقی کے پاس پہنچا دیتی ہے۔ ۹۳

۸۹ ویدانت و گیان سچا رتھ منڈو کو پنشد ۳-۲-۶ ۹۰ ویدانت پر چم گہام شویتا اپنشد ۶-۲۲

۹۱ داس گپتا، تاریخ ہندی فلسفہ ص ۵۶

۹۲ سنسکرت واڈ میہ کا ایجہاس ص ۴۶۰ ۹۳ ایضاً.....

اس طرح اپنشدوں کو ویدوں کی تعلیمات کا اصل جوہر سمجھا گیا اور اپنشدوں کو ویدوں ہی کی طرح غیر انسانی کلام کی حیثیت دے دی گئی۔

چنانچہ برہدا اپنشد میں اس کی صراحت کی گئی ہے کہ

”جس طرح چاروں طرف سے رکھی ہوئی گیلی لکڑی میں سے

علحدہ دھواں نکلتا ہے ٹھیک اسی طرح اس عظیم بادشاہت روح

سے سانس کی سورت میں رگ وید، یجروید، سام وید، اتھرو وید،

ایتھاس علم پران اور اپنشد وغیرہ وجود میں آئے ہیں“ ۹۴

اپنشد وجود میں کیسے آئے :-

سنہتاؤں کے بعد برہمن عہد میں روایتی معمولات مذہبی میں زیادتی ہوتی چلی گئی یک جو آریوں کے نزدیک دیوتاؤں کو بلانے اور انھیں خوش کرنے کا محض ذریعہ تھا اب اسی کو اصل مَوید سمجھا جانے لگا۔ اسی لیے ہر چیز کے حصول کے لیے گیوں کی طرف رجوع ہونے لگا یک کو دیوتاؤں کی عظمت کا اصل راز سمجھ لیا گیا۔ یک کی کامیابی کے صلے میں سورگ (جنت) کی پکی امید کی گئی۔ اس طرح آریوں کی باطنی سمجھ اور بیداری کو زنگ لگنے لگی۔ فطرت کے بارے میں غور و فکر کا رجحان دھندلانے لگا۔ اس غیر مناسب اور نقصان دہ مذہبی غلو سے بچنے کے خیال کو تقویت ملنے لگی، جیسا کہ ہم آرنیکوں کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں آرنیک اور اس کے بعد اپنشد وجود میں آئے دونوں کے اسباب ایک ہی ہیں۔

آرنیک اور اپنشد میں فرق :-

بہت سے لوگ آرنیک اور اپنشد دونوں میں کوئی خاص فرق تصور نہیں کرتے لیکن دونوں میں کچھ فرق ہے۔

آرنیک :-

آرنیکوں میں خاص طور پر علم روح اور صوری عبادت کا بیان ہے جنہیں عمر رسیدہ وان پرستھی لوگوں نے ترقی دی جنگل میں ترقی پانے کی وجہ سے ہی انہیں آرنیک کہا گیا تھا۔

اپنشد :-

اپنشدوں میں فلسفیانہ فکر کا غلبہ ہے ویدک اشاعت کے عملی ترقی میں اپنشد آخری اور کمال کے مرحلہ میں ہے جبکہ آرنیک ایک ابتدائی حالت کی تائید کرتی ہے۔ اپنشدوں میں یگوں کی تخلیق اور نظام فطرت پر گہرا فکری فلسفہ پروان چڑھا۔ علم روح (آتمہ) کے ساتھ ساتھ خالق روح (پرماتمہ) کے بارے میں غور و خوض کیا جانے لگا مادی مذہبی رسوم سے آگے پڑھکر مذہبی کارگزاریوں کی منزل مقصود ایک لامحدود قوت کی جانب بڑھے اور ہر چیز میں ایک ایشوری روشنی کی حکمرانی تسلیم کی گئی برہمن زمانے کی بنیاد پرستی سے نجات ملی۔ ۹۵

مطالعہ اپنشد سے پتہ چلتا ہے کہ جہاں ایک جانب کٹھو پنشد اور رشیو پنشد جیسے کچھ اپنشد معمولات علم کی اہمیت پر کم زور دیتے ہوئے بھی بالکل نظر انداز کرینے کے بھی حق میں نہیں ہیں۔ وہیں منڈک اپنشد وغیرہ کچھ اپنشدیں عمل کو بے نتیجہ اور علم کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ اپنشد براہمنوں ہی کے اجزاء پر مشتمل گرنتھ ہیں اور وہ

ویدک منتروں کا بڑے احترام سے استعمال کرتے ہیں تاہم اس میں شک نہیں کہ ان میں ویدک فکر کے مکمل ترقی یافتہ صورت کی دیدار ہوتے ہیں۔ ۹۶۔
اپنشدوں کی تعداد:-

ہندوستانی روایت ۱۰۸ اپنشدوں کو مانتی ہے۔

مکتو پنشد میں کہا گیا ہے کہ ’’۱۰۸ اپنشدوں کے مطالعہ سے مکتی (نجات) حاصل کی جاسکتی ہے۔ ۹۷۔

ان میں دس اپنشدیں رگ وید سے۔ ۱۹ شکل یجر وید سے ۳۲ کرشن یجر وید سے ۱۶ سام وید سے اور ۳۱ اتھروید سے متعلق ہیں۔

مغل بادشاہ اورنگ زیب کے بڑے بھائی نے ۵۷-۱۶۵۶ء میں تقریباً ۵۰ اپنشدوں کا ترجمہ فارسی میں شائع کر دیا۔ ۹۸۔ اینکوٹیل ٹیورون نے (Oupnekek) کے نام سے ان کا لیٹن میں ترجمہ کیا۔ نرنے ساگر پریس بمبئی ۱۹۱۲ء میں ۱۱۲ اپنشدوں کو شائع کیا۔ ۹۹۔

موتی لال بنارس داس کی ذریعہ شائع کردہ اپنشدیں ’’اپنشت سنگرہ‘‘ میں ۱۸۸ کا ذکر ہے گجراتی پرنٹنگ پریس بمبئی سے شائع شدہ اپنشت واکیہ مہاکوش میں ۲۳۳ اپنشدوں کے نام دیئے گئے ہیں۔ ۱۰۰۔

وی ایم بیدیکر اور جی بی پالسل کے ذریعہ ساٹھ اپنیشد نام سے کتاب پہلے
جرمن زبان میں ۱۸۹۷، ۱۹۰۵، ۱۹۲۱ میں شائع ہوئی پھر دہلی سے انگریزی میں
۱۹۸۰ میں شائع کی گئی (شعبہ دینیات لائبریری)

غرضیکہ بہت سے اعداد شمار پائے جاتے ہیں تاہم ہندوستانی روایت میں ۱۰۸
ہی تسلیم ہیں لیکن قدیم ویدک شاکھاؤں سے نزدیک اور ثبوتی تعلق رکھنے والی
۲۰-۱۵ اپنیشدیں ہی ہیں۔ ۱۰۱ جن میں موجودہ زمانے میں دستیاب چودہ
اپنیشدوں کے نام اور ان کی سنہتاؤ کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

وید	شا کھا	اڻڻڊ
رگ وید	شا کل واسکل	اڻیریه اڻڻڊ ۱۔ کوسیشکلن اڻڻڊ ۲۔ واسکل۔ منتر وڻڻڊ
سام وید	کو ٿھم جیمنی	چھاند وگیہ اڻڻڊ کینو ڻڻڊ
کرشن یجر وید	تیریه میر اینی کھ شو یتا شور	تیریه اڻڻڊ میر اینی اڻڻڊ کھو ڻڻڊ شو یتا شور وڻڻڊ
شکل یجر وید	کانو مادھنیدنی	(۱) ایشا واسیو ڻڻڊ (۲) برہدار نیکو ڻڻڊ (۱) ایشا واسیو ڻڻڊ (۲) برہدارینو ڻڻڊ
اتھر وید	پیلا و شو تک	پرشنو ڻڻڊ (۱) منڈک اڻڻڊ (۲) مانڈکیو ڻڻڊ

باب چہارم

ویدوں میں رسالت کا تصور

- ☆ ہر قوم میں رسول
- ☆ حضرت نوح اور منودونوں ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔
- ☆ ویدوں میں حضرت نوح کا ذکر۔
- ☆ ویدوں میں لفظ دوت سے رسالت کی ترجمانی۔
- ☆ ویدا اور پیغام رسالت۔

ویدوں میں رسالت کا تصور

ہر قوم میں رسول

دنیا میں جتنی بھی قومیں اور انسانوں کی آبادیاں گزری ہیں وہ کسی بھی علاقہ اور کرۂ ارض کے کسی بھی خطہ میں رہی بسی ہوں سب پر اللہ رب العزت نے خصوصی فضل فرمایا اور ان کی ہدایت کے لئے اپنے رسولوں کی بھاری تعداد مبعوث فرمائی۔ جو اکثر انھیں قوم کے افراد اور ان کے ہم زبان ہوتے تھے تاہم اتنا ضرور تھا کہ کسی رسول (پیغمبر) کا دائرہ ہدایت محدود مختصر اور کسی کا وسیع تر ہوتا تھا۔ جبکہ آخری رسول کا دائرہ رسالت سب سے بڑا یعنی ساری دنیا اور قیامت تک کے لئے ہے۔ بہر حال انھیں آخری رسول پر اترنے والی کتاب قرآن جو پیغام الہی کا سب سے اعلیٰ اور آخری مأخذ ہے۔ میں متعدد آیات اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ ہر قوم میں رسول آئے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

ولکل امة رسول . ۱ اور ہر امت کے لئے

رسول ہیں۔

ولقد بعثنا فی کل امة اور یقیناً ہم نے ہر قوم

میں ایک رسول بھیجا۔

رسولاً ۲

اور ہر قوم کے لئے ایک رہنما آیا۔

ولکل قوم هاد . ۲

ولقد ارسلنا من قبلک اور ہم نے تجھ سے پہلے
رسالا الی قومہم ۴۔ کتنے رسول ان کی اپنی

اپنی قوموں میں بھیجے۔
وان من امة الا خلا فیہا اور کوئی قوم (ایسی) نہیں
نذیر۔ ۵۔ جس میں ایک تنبیہ کرنے

والا (رسول) نہ آیا ہو۔
وکم ارسلنا من نبی فی اور ہم نے پہلی قوموں
الاولین۔ ۶۔ میں کتنے پیغمبر بھیجے۔

انجیل متی میں خود حضرت عیسیٰ نے اپنے بارے میں فرمایا میں بنی اسرائیل کا رسول ہوں۔
”میں اسرائیل کی کھوئی بھیڑوں کی علاوہ کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا ہوں“ ۷۔
قرآن پاک میں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپ نے کو بنی اسرائیل کا رسول اور آخری
نبی حضرت محمد ﷺ کے آمد کی خبر سنائی،

واذ قال عیسیٰ ابن مریم یٰ بنی اسرائیل انی رسول اللہ
الیکم مصداً لما بین یدی من التوراة ومبشراً برسول
یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ ۸۔

ہندو مذہب کی مشہور کتاب شری مد بھاگوت مہا پران کے مندرجہ ذیل اشلوک
میں ضرورت رسالت کا مفہوم ملتا ہے۔

यदा यदे धर्मस्य क्षयों वृद्धिश्च पाप्मनः ।

तदा तु भगवानीश आत्मानं सृजते हरिः ॥

”جب بھی بھلائی کم ہو کر گناہ بہت بڑھ جاتے ہیں تو ہری جو تمام خداؤں کا

خدا ہے وہ یقیناً (رہنمائی کے لئے) ایک بھلی جان پیدا کرتا ہے۔ ۹۔
 قرآن نے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق فرمایا۔
 وما ارسلناک الا کافۃ اور ہم نے آپ (محمد)
 للناس بشیراً نذیراً کو تمام نسل انسانی کا
 رسول بنا کر بھیجا۔ ۱۰۔

اسی طرح اتھروید میں نراشنس جو ایک عظیم رہنما کے مبعوث کرنے کا تذکرہ
 ملتا ہے۔

نراشنس کے معنی لفظ محمد جو آخری رسول کا نام نامی ہے (ﷺ) کے معنی سے
 میل کھاتا ہے جس کے (محمد ﷺ) کے معنی بہت تعریف کیا ہوا ہے چنانچہ سنسکرت
 ڈکشنری میں ہے۔

नराशंस - नरो दारा प्रशंस्य, अग्नि

Praised by men, fire

॥

بہر حال ایک عظیم رہنما یا رشی (رسول) کی آمد سے متعلق یہ اشلوک خاصی اہمیت کا
 حامل ہے۔

इदं जना उप श्रुत नराशंस स्तविष्यते ।
 षष्टिं सहस्रा नवतिं च कौरम आरुशमेषु ददमहे ॥
 उष्टा यस्य प्रवाहणों बधूमन्तो द्विर्दश ।
 वर्षा यथस्य निजिहीडेत् दिवईषमाणा उपस्पृशः ॥
 एष इषय मामहे शतं निष्कान दश स्रजः ।
 त्रीणि शतान्यवतां सहस्रा दश गोनाम ॥

۹۔ بھگوت گیتا جلد ۱۹ سکند ۹۔ ادھیائے ۲۴ اشلوک ۵۶۔

۱۰۔ سب ۲۸ ॥ Suryakant, Snskrit, Hindi English dictionary P.299

Published by orient longmant Ltd. Delhi 1975

ترجمہ لفظی :-

”لوگو سنو! نرا شنس کو لوگوں کے درمیان مبعوث کیا جائے گا
اس مہاجر کو ہم ساٹھ ہزار اور نوے دشمنوں سے اپنی پناہ میں
لیں گے اس کی سواری اونٹ ہوگی جس کے ساتھ بیس مادہ
اونٹیاں ہوگی جس کی عظمت آسمانوں کو بھی جھکا دے گی اس
عظیم رشی کو سو ۱۰۰ دینار دس مالائیں تین سو گھوڑے اور دس
ہزار گائیں عطا کی گئیں ہیں“ ۱۲۔

آریہ قوم (اہل وید) کا رسول :-

ہم گذشتہ صفحات میں بالتفصیل عرض کر چکے ہیں کہ آریہ کہاں سے آئے
اور ان کا ویدوں سے تعلق کیسا ہے اب ہم اس بات پر گفتگو کرنے جا رہے ہیں کہ
آریہ قوم یعنی اہل وید کا رسول کون ہے نیز رسالت سے ان کا تعلق کس نوعیت کا
ہے۔ اور وید آسمانی مذاہب کی طرح رسالت سے متعلق کیسا تصور پیش کرتے ہیں۔
اس سلسلہ میں آریوں کی ہندوستان آمد اور مذہبی روایات سے متعلق کچھ باتوں کا
ذکر دوبارہ لانا ناگزیر ہوگا۔ یہ سچ ہے کہ جب طوفان نوح کے بعد دنیا کی بیشتر
آبادی مٹ چکی تھی۔ تو اللہ خالق عز و جل نے حضرت نوح اور جو لوگ بھی کشتی پر
سوار تھے ان کو بچایا اور انھیں کی نسل سے دنیا کو دوبارہ آباد کیا بلکہ حضرت نوح کی
اولاد ہی سے دنیا کو آباد کیا مندرجہ ذیل آیتیں اس امر کی گواہ ہیں۔

اولئک الذین انعم اللہ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ

عليهم من النبين من نے انعام فرمایا ہے منجملہ
 ذرية آدم وممن حملنا مع (دیگر) انبیاء کے نسل آدم
 نوح ومن ذرية ابراهيم سے تھے۔ اور بعض ان کی
 واسرائيل وممن هدينا نسل تھے جنہیں ہم نے نوح
 واجتینا۔ ۱۳

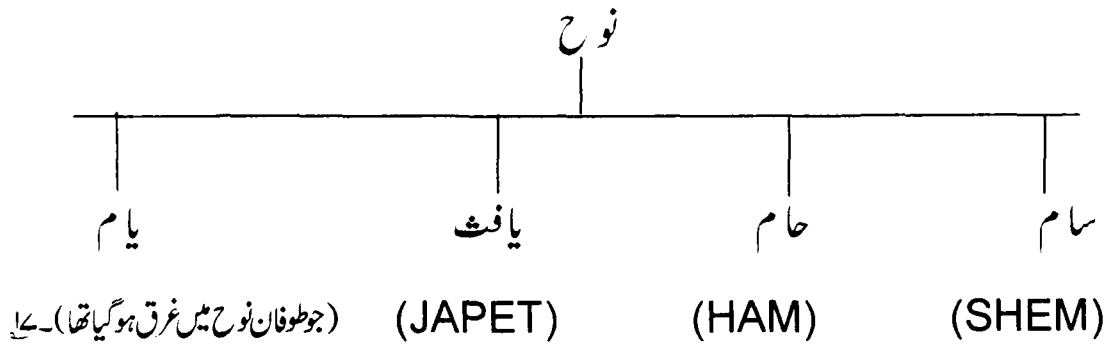
تھا۔ اور بعض ابراہیم
 و یعقوب کی نسل میں ہیں اور
 یہ سب ان لوگوں میں سے
 تھے جن کو ہم نے ہدایت دی
 اور ہم نے ان کو مقبول بنایا۔

دوسری آیت میں ہے

وجعنا ذريته هم البقين وتر ”اور ہم نے نوح کی اولاد کو
 کنا علیہ فی الآخرین۔ ۱۴“ باقی رہنے والا بنایا“

تورات میں ہے کہ نوح کے بیٹوں کے خاندان ان کے گروہوں اور نسلوں کی
 اعتبار سے یہی ہیں اور طوفان کے بعد جو بجا منتقم ہوئیں وہ انہیں میں تھیں۔ ۱۵
 گویا یہ کہ حضرت نوح کی اولاد ہی دنیا میں ہمیشہ باقی رہے گی اور دنیا کو آباد
 رکھے گی۔ بائبل میں اس کی تفصیل اور بھی وضاحت کے ساتھ ملتی ہے۔ حضرت نوح
 کے چار بیٹے تھے انہیں سے ایک تو طوفان نوح میں غرق ہو گیا تھا

بائبل میں صرف تین بیٹوں اور ان کی اولادوں کا ذکر ملتا ہے جن سے نسل انسانی کا فروغ ہوا۔ قرآن ڈوبنے والے ایک بیٹے کا ذکر کرتا ہے ۱۶۔ جبکہ اس کا نام ظاہر نہیں کرتا ہے کچھ اہل علم کے نزدیک اس کا نام یام تھا جو طوفان میں غرق ہو گیا تھا۔



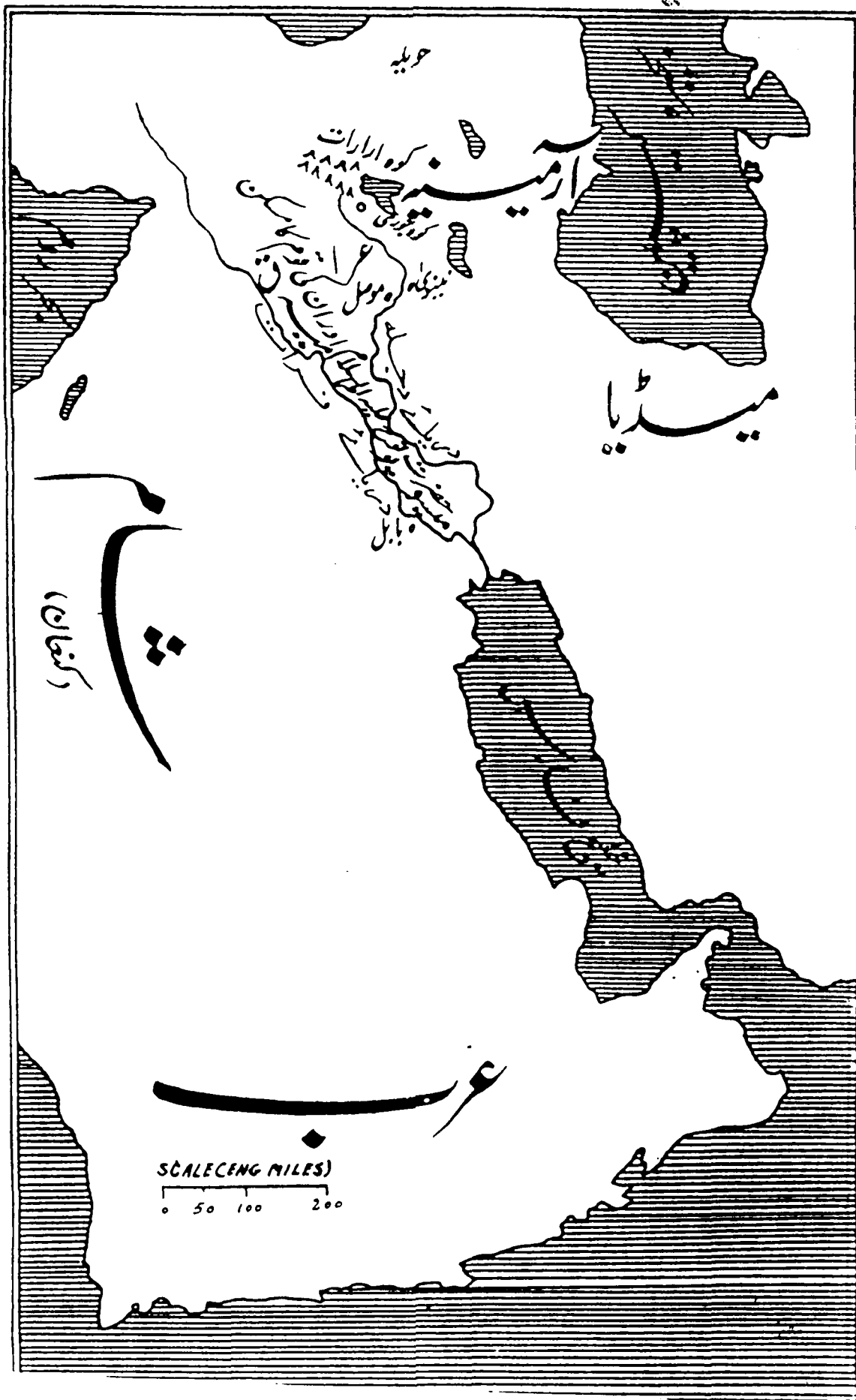
کشتی سے اترنے کے بعد اراط پہاڑ پر رکی تھی حضرت نوح سب سے پہلے بابل میں یکجا ہوئے اور وہاں سے پوری روئے زمین میں پھیلے اس کو بابل اسی لئے کہا جاتا ہے کیوں کہ خداوند نے تمام زمین کی زبانوں کو خلط ملط کر دیا تھا۔ ۱۸۔ حضرت نوح نے ساری زمین اپنے تینوں بیٹوں میں تقسیم کر دی تھی۔

سام کو وسط زمین کا علاقہ دیا اس کی اولاد عرب فارس اور ایران وغیرہ علاقوں میں آباد ہوئی۔ یافث کو فیشون کے شمال کا علاقہ ملا ترک صقالہ اور یاجوج ماجوج اس کی نسل سے ہیں۔ حام کو دریائے نیل سے مغرب کا علاقہ دیا گیا مصر شمالی افریقہ، بربر وغیرہ اس کی نسل سے ہیں۔ ۱۹۔

ان میں ہام کے چار بیٹے تھے۔

۱۶۔ ہود۔ ۴۵ ۱۷۔ انبیاء قرآن جلد اول ص ۱۱۵ ۱۸۔ کتاب پیدائش ۱۰/۲۲، ۱۱/۹

۱۹۔ اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ لاہور (پاکستان) جلد ۷ ص ۸۴۰



(۱) کوش (۲) مصر ایم یا مصرام (۳) فوط (۴) کنعان

کوش کا بیٹا نمرود بابل کا بادشاہ ہوا اور اس کی باقی اولاد مشرق و مغرب کے ساحلی علاقوں یعنی نو بہ حبشہ، اور خزان وغیرہ میں آباد ہو گئی قبلی اور بربر شمالی افریقہ کے باشندے مصر ایم کی اولاد سے ہیں۔ ۲۰۔

اولاد نوح ہندوستان میں :-

۱۔ فوط نے اپنے خاندان سمیت سندھ کا رخ کیا چنانچہ سندھی اور ہندی اس کی اولاد ہیں۔ ۲۱۔

باب گذشتہ ”آریہ اور وید کا تعلق“ میں ہم یہی بات عرض کر آئے ہیں کہ آریہ سب سے پہلے شمال مغربی علاقہ سے ہندوستان آئے دریائے گنگا اور ہمالیہ کی ترائی میں پھیلے رہے۔ ۲۲۔
پروفیسر رام شرمن شرما ڈاکٹر برو کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

आद्य हिन्द आर्य और हिन्द— ईरानी मध्य एशिया होकर ईरान और अफगानिस्तान पहुंचे उत्तरी इरान से ही आद्य हिन्द—आर्य उत्तरी सीरिया में मितामियों के देश में गये और पूर्वी इरान या अफगानिस्तान से ही वे भारत वर्ष आये।।

”آدھ ہند آریہ اور ہندی ایرانی وسط ایشیا ہو کر ایران اور افغانستان پہنچے شمالی ایران سے ہی آدھ ہند آریہ شمالی سیریا (شام) میں متانیوں کے

۲۰ طبقات ابن سعد ۱۸/۱ ۲۱ اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور ۷/۸۴۰ (پاکستان)
۲۲ اردو انسائیکلو پیڈیا حصہ سوم قومی کونسل برائے ترقی اردو دہلی ۴۴۸ بحوالہ ڈاکٹر چائلڈ

میں متانیوں کے ملک میں گئے اور مشرقی ایران یا افغانستان سے ہی وہ ہندوستان آئے اپنے خاندان سے الگ ہو کر ایک دھڑے کے ہندوستان آمد کا تذکرہ مکس مولر کے حوالہ سے ڈاکٹر پریتی مترا یوں کرتی ہیں۔^{۲۳}

The exact date of the Aryan immigration to the north-west of india is quite unknow, According to maxmuller the primitive hom.the first division being divided in to two branches one migrated to north west and the ofher proceeded to wards the south-east.^{۲۴}

کچھ اسی طرح فوط اپنے خاندان اولاد حام سے علاحدہ ہو کر ہندوستان آئے ہو گئے باقی خاندان شمالی افریقہ مصر وغیرہ ہی میں رہا۔

لہذا حام کے بیٹے فوط نے ہندوستان کا جب رخ کیا ظاہر ہے حضرت نوح کے پوتے کا زمانہ طوفان نوح کے فوراً بعد کا زمانہ ہی رہا ہوگا۔ کیوں کہ طوفان نوح کے بعد تقریباً ۳۵۰ سال تک حضرت نوح حیات رہے بالآخر ۹۵۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔^{۲۵}

مسٹر ایبی، جے، اے، ڈیباؤس (ABBE J.A.Dubois) اپنی

^{۲۳} آریہ سنسکرتی کی کھوج ص ۴۴ تا ۴۵ بحوالہ ٹی، برو، دی پروٹو۔ انڈو آریں جبریل آف ایشیا ٹک سوسائٹی ۱۹۷۳ ص ۴۰ تا ۴۳ Introduction of life and society in the vedicage P.1

^{۲۵} بائبل کتاب پیدائش پارہ نمبر ۶-۲۸-۲۹

معرکہ آرا تصنیف جس میں پروفیسر مکس مولر کی تقریظ بھی ہے میں رقم طراز ہیں
It is practically admitted that india was inhabited very
soon of the Deluge, which made a desert of the world.

’’..... عملاً یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ ہندوستان اس سیلاب عظیم کے

فوراً بعد آباد ہو گیا تھا جس نے پوری دنیا کو ویران بنا دیا تھا‘‘ ۲۶

اولاد نوح کے ہندوستان میں آباد ہونے کے بارے میں نہایت واضح انداز
میں رقم طراز ہیں۔

The fact that it was so close to the of "Sennaar",
where Noah's descendants remained stationary so long,
as well as its good climate and the fertility of the Country,
soon led to its settlement.

قاضی اطہر مبارک پوری نے یاقوت حموی کے حوالہ سے ایک اور بات لکھی
ہے جو اس سے بہت اقرب ہے۔

’’..... یاقوت حموی نے لکھا ہے کہ یوکر بن یقطن بن حام بن نوح کی
اولاد میں سندھ اور ہند دو بھائی تھے جن کے نام سے یہ دونوں ملک مشہور
ہوئے۔ ۲۷

ان تمام شواہد کی بنیاد پر اب ہم یہ کہنے پر حق بجانب ہیں کہ ہندوستانی قوم یعنی اولاد
نوح حضرت نوح ہی کی رسالت پر آئے۔ اور حضرت نوح ہی ان کے رسول تھے،

ظاہر ہے حضرت نوح کے زمانہ میں یا فوراً حضرت نوح کے علاوہ اور کون رسول ہو سکتا ہے طوفان کے بعد تقریباً ۳۵۰ سال تو خود حضرت نوح حیات رہے اور حام و یافث اور سام طوفان کے تقریباً سو سال قبل پیدا ہو چکے تھے۔ ۲۸

لہذا حام کے بیٹے فوط کا آنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت نوح کی رسالت کا زمانہ مود تھا۔ قاضی سلیمان منصور پوری نے حضرت نوح سے متعلق تاریخی اعداد شمار یوں بیان کیئے ہیں

”حضرت نوح علیہ السلام کی عمر پانچ سو سال کی تھی جب سام، حام، اور یافث پیدا ہوئے ان کی عمر (حضرت نوح) کے چھ سو سال کے بعد دوسرے مہینہ کی سترہویں تاریخ کو طوفان شروع ہوا چالیس دن تک پانی اوپر سے برستا اور زمین سے ابلتا رہا پھر بڑھنا بند ہوا اور ڈیڑھ سو دن میں پانی کم ہوا ساتویں مہینہ کی سترہویں تاریخ تھی کہ کشتی اراراط کے پہاڑ پر رکی ۶۰۱ء عمر نوح دوسرے مہینہ کی ستائسویں تاریخ کو حضرت نوح نے کشتی چھوڑ کر زمین پر قدم رکھا ایک سال گیارہ

مہینہ کشتی پر رہے طوفان کے بعد حضرت نوح ۳۵۰ سال زندہ رہے“ ۲۹

۲۸ تورات تاریخ پیدائش باب ۷-۱۱، ۲۴

۲۹ رحمۃ للعالمین جلد سوم ص ۱۱۲ از قاضی سلیمان صاحب منصور پوری تورات کتاب پیدائش ۷-۱۱، ۲۷

حضرت نوح اور منوں دونوں ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔
 آرن لٹریچر یا ویدک لٹریچر کے مطابق منوں کی تعداد چودہ بتائی گئی ہے۔
 اس میں سب سے بڑے منو کو مہانویا مनु स्वायं भुव मनु کہا جاتا ہے۔ ۳۰

۳۱

द्विपञ्चाशत्तथान्यामिहसहस्राण्यथिच्छादितम् ।
 स्वायम्भुवो मनुः पूर्वमनुः स्वायोचिषस्तथा ॥

انھیں سویم بھومنو کے واقعات اور زمانے کی تفصیلات تمام ویدک لٹریچر میں
 متعدد مقامات پر ملتی ہے جنھیں دیکھنے کے بعد کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ یہ وہی شخص ہیں
 جنھیں ہم حضرت نوح کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں۔

ابھی ہم شروع باب میں قرآن اور تواریخ کے وہ حوالے پیش کر چکے ہیں جس
 میں کہا گیا ہے کہ حضرت نوح کی اولاد ہی سے دنیا آباد ہوئی مطلب یہ کہ حضرت نوح
 ساری انسانیت کے باپ ہو گئے اسی لئے مشہور صحف سماوی بائبل اور قرآن دونوں
 سے حضرت نوح کا آدم ثانی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیوں کہ طوفان کے بعد تمام
 انسانوں کی تباہی اور ہلاکت کی وجہ سے منو ہی کے ذریعہ دنیا دوبارہ آباد ہوگی بلکہ
 ہر جاندار جو کشتی پر سوار تھا اسی سے دنیا میں زندگی کے آثار دوبارہ ظاہر ہوئے۔

ویدوں میں اگرچہ طوفان نوح کا تذکرہ تفصیل سے نہیں ملتا لیکن جہاں جہاں
 ویدوں میں منو کا ذکر ملتا ہے اس میں انھیں باپ اور انکی اولاد کے لئے دعائے خیر

ملتی ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رگ ویدک لوگ منوجنہیں ہم حضرت نوح سمجھ رہے ہیں کو سب کا جد اعلیٰ (آدم ثانی) سمجھتے تھے۔ ساتھ ہی یہ بھی ظاہر ہوتا ہے وہ باپ تبھی مانے گئے ہونگے جب انکی نسل ہی سے آبادی ہوئی ہوگی۔ چنانچہ رگ وید میں ہے۔

यामथर्वा मनुष्यिता दध्यङ् धियमन्तत ।

३२ तस्मिन्ब्रह्मणि पूर्व थेन्द्र उक्त्वा समामता चन्नुस्वराज्यम् ॥

گرفتہ نے بھی اس اشلوک کے تحت اپنے تشریحی نوٹ میں منوکو بنی نوع انسان کا جد اعلیٰ کہا ہے۔

۳۳ Manus or Manu is the progenitor of mankind.

یعنی اٹھرواں باپ منود دھیت نے اعمال کیئے ان کی تعریفیں اور خوبیاں اندر میں مجتمع ہو گئیں سغیرہ رگ وید میں ہی ہے۔ ۳۴

या वो भेषजा मरुतः शुचीनि या शन्तमा वृषणो या मयोभु ।

यानि मुनुर वृणीता पिता नस्ता शंच योश्च रुद्रस्य वश्मि ॥

اے مردگن! تمہاری صاف دوا نہایت سکھ دینے والی ہے جس دوا کو ہمارے باپ منو نے کھوج کی تھی۔

لیکن طوفان نوح کا ذکر شبت براہمن کے حوالہ سے انسائیکلو پیڈیا انڈیا میں تفصیل
کچھ اس طرح سی گئی ہے۔

शत पथ प्राहमण में महा प्रलय का विस्तृत विवरण लिखा है।

उसमें मनु का भी व्याख्यान करर्तित हुआ है, प्रलभ का विषय उन्हें मत्स
द्वारा पहले ही से मालूम था। मत्स रूपी भगवान उन्हें एक जहाज बना कर
आत्म रक्षा करने कह दिया था। जब प्रलय काल उपस्थित हुआ, तब
भगवान के कथानुसार मनु आदि की रक्षा की थी। आगे चलकर मनु द्वारा

पुनः जगत में मनुष्य जाति की सृष्टि हुई। ३५

رہامتیہ پران اور مارکنڈ پے پران تو اپنی جس انداز سے طوفان کی تفصیلات بیان کی
گئی ہیں انہیں دیکھنے کے بعد یہ شک نہیں رہ جاتا کی یہ واقعات تورات و قرآن میں
مذکور واقعات ہی کی طرح ہیں اور منوعہ نوح اور منوگو یا دونوں ایک ہی شخصیت کے
دونا م ہیں۔ اسکی مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

چناچہ متسیہ پران میں ہیں۔

”تب بھگوان منو سے یوں بولے ٹھیک ہے تم نے مجھے اچھی طرح پہچان لیا ہے۔
اے زمین کے رکھوالے تھوڑی ہی مدت میں پہاڑ جنگل اور کانوسمیت یہ زمین
پانی میں ڈوب جائے گی اس لئے اے زمین کے سردار تمام جانداروں کی حفاظت
کرنا۔“

एव मुक्तःस भगवान्मत्स्य जनार्दनः साधु सधिवति चोवाच सम्य

ज्ञातस्त्वया नघ ॥

अचिरेणैव कालेन मेदिनी **मेदिनी पते ।**

भविष्यति जले मग्ना सशैलवन कानना ॥

नौरियं सर्व देवानां निकायेन विनिर्मिता

महा जीवनिकायस्य रक्षणार्थं महीपते ॥

स्वेदाण्ड जो द्विदो ये वै ये च जीवा जरायुजाः अस्यां निधाय

सर्वास्तानना थान्पाहि सुव्रत ॥

युगान्तवाताभिहता यदा नौर्नृप ^{प्रवीर} शृगें स्मिन्मम राजेन्द्र तदेमां संयमिष्यसि ॥

ततो लयान्ते सर्वस्य रथाव रस्य चरस्य च ।

प्रजापतिस्त्वं भविता जगतः पृथिवीपते ॥

एवं कृत युगस्याऽदौ सर्वज्ञो धृतिमान्नृपः

३५ मन्वन्तरा धिपश्चापि देव पूज्यो भविष्यसि ॥

اسی میں آگے کہا گیا ہے۔

”تب ساتوں سمندر موجزن ہو کر آپس میں مل جائیں گے اور ان تینوں دنیاؤں کو پوری طرح سے ایک کر دیں گے اے وفا شعار اس وقت تم اس ویدروپی کشتی کو حاصل کر کے اس پر تمام جانداروں اور بیجوں کو سوار کر دینا۔“

اس کے اشلوک اس طرح ہیں۔

एतदेकार्णवं सर्वं करिष्यन्ति जगत्त्रयम् ।

वेदनावमिमां गृहा सन्त्वं बीजानि सर्वशः ॥

आरोप्य रज्जुयोगेन मत्प्रदत्तेन सुव्रत ।

३८ संयम्य नावं मच्छृण्वं मत्प्रभावाभिरक्षितः ॥

اس میں چودہ سے لے کر سولہ تک کے اشلوکوں میں ہے کہ

اس مہا پرلہ قیامت خیز واقعہ کے وقت جب اس طرح ساری زمین ایک بحرِ خار میں ڈوب جائے گی اور پھر سے تخلیق کا آغاز ہوگا تب میں ویدوں کی پھر بنیاد ڈالوں گا تب منوبھی وہیں ٹھہر کر بھگوان کی رحمت سے حاصل شدہ عبادت اور ریاضت میں لگے رہے جب تک اس قیامت خیز (مہا پرلہ) کی پیشین گوئی کا وقت نہ آ گیا۔
اشلوک یہ ہیں۔

त्वया सार्धं मिदं विश्वं स्थायत्यन्तरं संक्षये ।

एव मे कार्णवे जाते चाक्षुषान्तरं संक्षये ॥ ۱۴

एकः स्थास्यसि देवेषु दग्धेष्वपि परंतप ।

सोमसूर्यावहं ब्रह्मा चतूर्लोकसमन्वितः ॥ ۱۵

नर्मदा च नदी पुण्या मार्कण्डेयो महानृषिः ।

३۸ भवो वेदाः पुराणानि विद्याभिः सर्वतो वृतम् ॥ ۱۶

A. J. Dubais اپنی معرکتہ الآراء تصنیف ہندو میزٹنس اور سر پتیز میں

اپنی تحقیق یوں پیش کرتے ہیں۔

On important subject, I shall have more to pay subsequently; Suffice it to remark that a celebrate personage, revered by Hindus, and konwn to them as Mahanuvu, escaped the calamity in an ark in which were also the seven fomous pentients of India, After the flood according to Hindu writers this Saviour of the human race divided in to defferent castes as they

۳۹ Present day.

پھر بھی اس میں خاص موضوع پر میں بعد میں بہت کچھ کہوں گا..... مختصر یہ کہ ایک مشہور شخصیت جو کہ ہندوؤں کے یہاں بہت محترم ہے اور جسے وہ مہانوو کے نام سے جانتے ہیں طوفان (سیلاب) کی تباہی سے ایک کشتی کے ذریعہ بچ نکلے جس میں ساتھ مشہور رشی سوار تھے ہندو مصنفین کے مطابق انسانی نسل انھیں مختلف ذاتوں (برادریوں) سے منقسم ہو گئی جو آج تک موجود ہے۔ مذکورہ بالا عبارت پر اپنا نوٹ لکھتے ہوئے ڈیوباس مزید کہتے ہیں۔

It is a compound of two words Maha great and Nuvu, which undoubtedly is the same as Noah-Dubios.

”یہ دو لفظوں کا مرکب ہے مہا یعنی عظیم اور نو و بلا شک شبہ یہ وہی ہیں جو نوح ہیں“ ۴۰

ہندو محققین نے بھی یہ بات تسلیم کی ہے کہ یہ وہی منو ہیں جنہیں نوح کے نام سے جانا جاتا ہے۔

انسائیکلو پیڈیا انڈیکا میں ہے۔

”ہیں“ (Noah) نام سے پرسیدھ ”ہیں“ ”ہیں“ ”ہیں“

ہیرو لوگوں کے نزدیک یہی منو نوح (Noah) نام سے مشہور ہیں

کہ حضرت نوح کی اولاد سے نسل انسانی یعنی حام کی اولاد سے پھیلی اور ہندوستانی قوم آریں بھی آباد ہوئی ٹھیک اسی طرح مارکنڈیران میں حام کا ذکر ملتا ہے۔

तपस्ते पेमहा भागः पुल हा श्रम संश्रयः ।

हिमाहं दक्षिणां वर्ष भरताय पिता ददौ ।।

اس عظیم حصہ میں قیام کے دوران مجاہدہ کیا تھا

حما (حام) نام کے دکن ورس کو ان کے والد نے بھارت کو دیا تھا۔ ۴۲

دونوں کا زمانہ ایک ہی ہے

قاضی سلیمان منصور پوری نے تحریر کیا ہے کہ

”نبی پاک (حضرت محمد ﷺ) کی پیدائش طوفان نوح کے ۵۳۷۵

سال بعد ہوئی۔“ ۴۳

اس سلسلہ میں مولانا عبدالماجد دریابادی رقمطراز ہیں۔

”توریت کے نسخہء سچینہ (Septuagint version) کا ترجمہ

عبرانی سے یونانی میں کوئی تین سو سال قبل مسیح ہوا تھا اس کے حوالہ

سے مشہور ماہر اثریات سرچارلس مارسٹن لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم

کی پیدائش ۲۰۷۰ء طوفانی میں ہوئی تھی اور حضرت ابراہیم کی ولا

دت تاریخ سنہ قبل مسیح کے حساب سے معلوم ہے (۲۱۶۰) اس

حساب سے طوفان کی تاریخ تقریباً ۳۲۳۲ ق م قرار پائی ہے

..... بعض اور تخمینے اور روایتیں ۲۴۰۰ ق م سے متعلق بھی

ہیں۔“ ۴۴

اس قسم کی نہایت پر مغز جدید تحقیقی نچوڑ پر وفسر سریندر کمار صاحب نے اپنی

تصنیف و شدہ منواسمرتی منو کے زمانہ کا تعین کرتے ہوئے کی ہے جس میں انھوں نے

۲۵۰۰ ق م سے لے کر ۲۵۰۰ ق م تک کا زمانہ منواسمرتی کا لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کو

شش کی ہے منواس سے پہلے کے ہوں گے اس سلسلہ میں انھوں نے متعدد مشہور

مورخین کے نظریہ تحقیق کا ذکر کیا ہے۔ ہندی عبارت درج ذیل ہے۔

آधুনیک इतिहासकारों ने प्राचीन मतों को अमान्य मानकर नये सिरे से समग्र इतिहास पर विवेचन किया है..... श्री के० एल० दफतरी स्वायंभुव मनु का काल २६७० ई० पूर्व मानते हैं।^{४६} श्री त्रयं० गु० काले ने पुराणों के आधार पर मनु का काल ३१०२ ई० पूर्व निर्धारित किया है।^{४७} लोक मान्य बाल गंगा धर तिलक ने ज्योतिर्विज्ञानीय तत्त्वों के आधार पर प्राचीन वैदिक साहित्य का काल निर्णय करने का प्रयास किया.....

खगोल और ज्योतिष शास्त्र के अनुसार कृत्तिका और मृगशिरा नक्षत्रों में वसन्तारम्भ कमशः २५०० ई० पू० तथा ४५०० ई० पू० लगभग निर्धारित होता है।^{४८} इस आधार पर मनु का काल भी ब्राह्मणग्रंथों से पूर्व इसी कालावधि में निर्धारित होगा।

स्वरचित 'धर्म शास्त्र का इतिहास' में धर्म शास्त्र और स्मृति ग्रंथों के प्रसिद्ध विवेचक डा० पी० वी० काणे ने शतपथब्रह्मण और तैत्तिरीय संहिता आदि^{४९} काल ई० पू० ४०००—१००० वर्ष माना है। मनु की जीवन स्थिति इससे पूर्व की होने के कारण मनु का काल भी इनसे प्राचीन होगा।

مذکورہ بالا اعداد شمار سے ہونے والی حضرت نوح یا منو کے زمانہ کی مطابقت بھی اس بات کی گواہ ہے کہ حضرت نوح کا زمانہ ہندوستان میں پھیلنے والی ابتدائی

۴۵۔ وشدھ منواسرتی پر تھم ادھیائے ص ۲۳ از پروفیسر سریندر کمار

۴۶۔ राम चन्द्र काल निर्णय पृ ५५

۴۷۔ पुराण निरीक्षण पृ ३१५

آبادی جواہل وید کی تھی وہ آپ کے ہی عہد رسالت کے دور سے تعلق رکھتی تھی لہذا حضرت نوح ہی کا اہل وید (ہندوستان قدیم) کا رسول ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اسی لئے ویدوں میں منو کے نام سے حضرت نوح کا ذکر ملتا ہے۔

ویدوں میں حضرت نوح کا ذکر

ویدوں میں متعدد مقامات پر مختلف پیرایوں سے حضرت نوح یا منو کا ذکر ملتا ہے اس کی کچھ مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

येभ्यो होत्रां प्रथमा मायेजे मनुः समिद्धाग्निर्मनसा सप्त होत्रभिः ।

۴۶ त आदित्या अभयं शर्म यच्छत सुगानः कर्त सुपथा स्तस्तये ॥

..... رحم دل منوں (نوح) آگ کو روشن کیا اور سات ہمراہیوں کو عبادت کی دعوت دی.....

۴۷ परावतो ये दिधिषन्त आस्य मनु प्रीतासो जनिमा विवस्वतः ।

ययातेर्ये नहुष्यस्य बर्हिषि देवा आसतेतेअधि ब्रवन्तु नः ॥

मनुष्वत्त्वा निधीमहि मनुष्वत्समि धीमहि ।

۴۸ अग्ने मनुष्वदंगिरो देवान्देवो यज ॥

”..... اے اگنی تمہیں منو کی طرح قائم کرتے ہوئے.....“

या मथर्वा मनुष्षिता दध्यङ् धियमत्नत ।

۴۹ तसिमन्त्रहाणि पूर्व थेन्द्र उक्था समग्मतार्चन्ननु स्वराज्यम् ॥

यावो भेषजा मरुतः शुचीनि या शन्तमा वृषणो या मयोभ ।

۵۰ یانی منور वृणीता पिता नस्ता श्च योश्च रुद्रस्य वश्मि॥

۵۱ नि त्वामग्ने मनुर्दधे ज्योतिर्जानाय शश्वते।.....

اگنی (نور) کے لئے کہا گیا ہے کہ آپ کی شہرت حضرت نوح (منو) نے تمام عالم میں پھیلا دی۔

شری رام شرما آچاریہ نے اس کا جو ترجمہ ہندی میں کیا ہے وہ اس بارے میں نہایت واضح ہے۔

(ہے جیوتیمان اگنی توہ کو مनुشیوں کے لیے منو نے ستھاپیت کیا)

ویدوں میں لفظ دوت سے رسالت کی ترجمانی

جس طرح آپ رسول کے معنی و مفہیم کے بارے میں باب دوم میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ رسول اللہ کی بارگاہ تک پہنچنے کے لئے سب سے اہم اور اول ذریعہ ہوتا ہے، رسول چنا ہوا ہوتا ہے، رسول انسانوں میں سے ہوتا ہے۔ اور لوگوں کی بہ نسبت رسول کو اشیاء کا علم پہلے ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ اول جاننے والا کہلاتا ہے۔ رسول کا پیغام ہدایت (کتاب، شرعی قوانین) کو چراغ، روشنی، چاند اور سورج وغیرہ تشبیہات سے پکارا جاتا ہے۔

ویدوں میں بھی کچھ اسی طرح کے مفہیم سے مناسبت رکھنے والا لفظ دوت ملتا ہے۔ دوت کے معنی بھی نمائندہ، فرستادہ، قاصد، وسیلہ، روشنی اور زیادہ علم رکھنے والا ظاہر کیا گیا ہے۔ چنانچہ

دوت کے معنی :- سنسکرت ڈکشنری میں ہے۔

दूतं = प्रेष्य, संदेशहर, हरकारा, प्रतिनिधि;

۵۲

Messenger, Envoy

پروفیسر میکڈائل اور کیتھ کے ذریعہ تیار کردہ ویدک انڈیکس میں بھی تقریباً یہی بیان کئے گئے ہیں۔

Duta, messenger, or envoy is found several times

۵۳ is the Rigveda and later used metaphorically.

گرنہ رگ وید کے پہلے منڈل کے ۱۲ ویں سولت کے پہلے منتر کے ترجمہ کے بعد اپنا نوٹ لکھتے ہوئے ترجمانی کرتے ہیں۔

۵۴ The messenger : The mediator between men and gods.

عام طور پر ویدوں میں اگنی کو ہی دوت کہہ کر یاد کیا گیا ہے۔
اس سلسلہ اشلوک مندرجہ ذیل ہیں۔

۵۵ त्वं इतः प्रथो वरेण्यः सह्यमानो अमृताय मत्स्व ۱۔

اے اگنی! تم سب سے اوّل رہنے والے دوت (رسول) ہو۔

۵۶ त्वमिदं स्या उषसो व्युष्टिषु दूर्त..... ۲۔

اے اگنی! موسم گرما پاتے ہی آپ کو دوت (رسول) مان کر عبادت کرنے والے دعوت دیتے ہیں۔

چنا ہوا دوت (رسول):

۵۷ अग्निं दूतं वृणीमहे होतारं विश्ववेदसम् ۳۔

سب آئشوں کس مالک بلانے والے اگنی کو ”رسول“ چنتے ہیں۔

۵۴ Vedic index Vol. I p. 371 ۵۵ Vedas: Griffith p. 121 ۵۶ رگ وید ۱۰-۱۲-۵

۵۶ ایضاً ۱۰-۱۲-۷ ۵۷ ایضاً ۱۲-۱

سب کا دوت (رسول) :-

۴۔ ۵۸ ताँ उश्तो विबोधय सदग्ने यासि दूत्यम

اے اگنی! تم دیوتاؤں (فرشتوں) کے بھی رسول (دوت) ہو۔
یہی معنی دوسرے مقام پر ہے۔

۵۹ देवानां दूतः पुरुध प्रसूतो ऽनागान्तो वोचुतु सर्वतान्ना

۶۔ رگ وید میں تیسرے منڈل کے ۵۵ ویں سوکت میں رسالت کے ساتھ خدا کی
قوت کاملہ کی عظیم قوت کا بار بار تکرار کے ساتھ ذکر اسی طرح ہے۔ جس طرح قرآن
میں سورہ رحمان میں خدا کی قدرت کاملہ ذکر ہے۔
” فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ “

یعنی تم خدا کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ مندرجہ ذیل منتر میں نباتات میں
اسکی قدرت ذکر ہے۔

निवेवेति पलितोदत आरुवन्तर्म हांश्चररित रोचनेन ।

۱۰ वपूँषिभिर्भ्रदलि नोविचष्टे महद्दे वानाम सु त्वमेकम ॥

طاقت والا:

یعنی اگنی نباتات میں پوشیدہ دیوتاؤں کے دوت کے وسیلہ
زندگی..... وہ سب میں یکتا ایک عظیم طاقت والا ہے۔

۷۔ ۶۱ स दूतो विश्वेदधि वष्टि

۶۲ आधा दूतं वृणी महे वसुमग्नि पुरुप्रियम्.....

دولت مند، عزیز، بلند علم والے موسم گرما میں روشن وغیرہ.....

۸۔ انسانوں کا دوت رسول ہی ہے۔

۶۳ दूत ईयसे युयु जान ऋष्य ऋजुमुष्कान्वृषणाः शक्राश्च

یعنی انسانوں کے درمیان صاحب ثنائبر دوت رسول کی حیثیت سے موجود

ہیں۔

ویدوں ہی پر اور بہت سے مقامات پر دوت کا لفظ استعمال ہوا مثلاً

رگ وید۔ ۱۰-۱۱-۴، ایضاً ۶-۸-۴، ایضاً ۶-۵-۸،

ایضاً ۵-۲۱-۳، ایضاً ۶-۱۵-۹ ایضاً ۱-۴۴-۱۱

یجر وید میں۔ ۱۵-۳۲، ایضاً ۱۵-۳۳

شپت ہمنی۔ ۴-۱-۳۴ وغیرہ۔

جن لوگوں نے ان اشلوکوں کی تشریح کی ہے ان محققین نے بھی اگنی کو

”دوت“ ایشورکا پیغمبر مانا ہے۔ چنانچہ گرنٹھ رگ وید کے

تیسرے منڈل کے ۵۴ ویں سوکت کے ۱۹ ویں منتر کے ترجمہ کے بعد نوٹ میں لکھتے ہیں۔

۶۴ The God's envoy : Agni

اسی منڈل کے ۵۵ ویں سوکت کے ۹ ویں منتر کے تشریحی نوٹ میں مزید لکھتے ہیں۔

The hoary envoy: Agni, The ancient messenger between

۶۵ God and men:

یجر وید کے منتر ۳۳-۱۵

विश्वरूप दूतम् मृतम्.....

کی تشریح میں شری کنٹھ شاستری صاحب لکھتے ہیں۔ ”سبکے سندیش کو بھگوان
تک پہنچانے والا اور کبھی کمتر (क्षीण) نہ ہونے والا (اگنی)“
ڈاکٹر پریتی مترا لکھتی ہیں۔

Agni is the priest, messenger and
oblation bearer to gods.

He is the most essential in very steps of human life. ۶۶

نراشنس کا معنی :- اگنی کا ایک نام نراشنس بھی ہے

چنانچہ R.T.H.griffith اگنی کا پراسرار نام نراشنس اور اس کا مفہوم
بتاتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

Narasna: a Mystical nam of Agni, the Praised of

۶۷ men.

رگ وید میں کہا گیا ہے۔

तनून पादुच्यते गर्भ आसुरो नराशंसो भवति यद्धि जायते।

(رگ وید ۳-۲۹-۱۱) मातरिश्वा यदमिमीत मातरि वातस्य सर्गो अभवत्सरीमणि॥

جس اگنی کا (نور پرکاش) مہیٹ روپ کبھی ختم نہیں ہوتا اسے تنون پات کہتے ہیں اور جب وہ حاضر ہوتے ہیں تب آسُر اور نرا شنس (بہت تعریف کیئے ہوئے) ہوتے ہیں۔

سُنسکرت ڈکٹری میں ہے۔

नरा शंसं (नरा एनं शसन्ति) पुं० नरो द्वारा प्रशंस्य, अग्नि

۶۸

Praised by men, fire,

مماثلت صرف اتنی ہی نہیں بلکہ جس طرح حضرت محمد ﷺ کے متعلق احادیث میں ہے کہ آپ کے نور کی

پیدائش عام بالا میں سب سے پہلے ہوئی اور بعد میں آپؐ دنیا میں بشکل بشر تشریف لائے جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیث سے ظاہر ہے۔

اول ما خلق الله نوری و خلّاق من نوری ۶۹

حضور ﷺ نے فرمایا سب سے پہلی مخلوق میرا نور ہے اور ساری مخلوق میرے ہی نور سے پیدا کی گئی ہے۔

کچھ اس طرح اگنی کو بھی کہا گیا ہے کہ انکی پیدائش پہلے روشنی کی شکل میں ہوئی اور پھر انسانوں کے درمیان آئے۔ چنانچہ رگ وید کا اشلوک ہے۔

दिवस्पति प्रथमं जज्ञे अग्नि रस्मद् द्वितीयं परि जातवेदा ।

८० तृतीयमसु नृमणा अजस्र मिन्धान एनं जरते स्वाधीः ।

اور جس طرح آخری رسول کے بارے میں چاند سورج اور چراغ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جیسا کہ سورہ احزاب میں ہے۔

انا ارسلناک شاہراً و مبشراً و نزیراً و داعیاً

الی اللہ باذنہ و سراجاً منیراً ۱۱

اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا بتانے والا اور خوشخبری دینے والا

اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف بلانے والا اسی کے حکم سے چمکتا ہوا سورج (چراغ)

اس آیت کی تفسیر میں مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب سراج کے معنی کو آفتاب بتاتے ہوئے رقمطراز ہیں ”پہلے جو فرمایا تھا کہ اللہ کی رحمت مومنین کو اندھیرے سے نکال کر اجالے میں لاتی ہے یہاں بتلادیا کہ وہ اجالا اس روشن چراغ (محمد) سے پھیلا ہے شاید چراغ کا لفظ اسی جگہ اس معنی میں ہو جو سورہ نوح میں فرمایا جعل القمر فیہن نوراً و جعل الشمس سراجاً (اللہ نے چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا یعنی آپ حضور محمد) آفتاب بنوت و ہدایت ہیں جسکے طلوع ہونے کے بعد کسی روشنی کی ضرورت نہیں رہی سب روشنیاں اس نور میں محدود ہو کر مدغم ہو گئیں“ ۲۷

کچھ اس طرح اگنی کو پرکاش کہا گیا ہے۔

विष्णु र्गोपाः परमं पाति पाथः प्रिया धामान्य म्रता दधानः।

۷۳

अग्निष्ठा विश्वा भुवनानि वेद महद्देवानाम सुस्त्वमेकम्॥

”(اگنی کا پرکاش) سب میں روشن، سب کے وسیلہ زندگی، رحمت، لازوال نور اختیار کرتے ہوئے زمین وغیرہ عالمین کی حفاظت میں ہے وہ اگنی گزشتہ ہستیوں کو جانتے ہیں“

یہاں پہ بات بھی بتاتے ہیں کہ اگنی کا ایک نام نراشنس بھی ہے جسکے معنی ”سب کا تعریف کیا ہوا ہے“ جو آنحضرت ﷺ آخری رسول کے نام نامی کے مفہوم سے میل کھاتا ہے، یعنی محمد کے معنی ہیں بہت زیادہ خوبیوں والا بہت زیادہ تعریف کیا ہوا۔

”اگنی کی اولاً پیدائش سورگ (عالم بالا) میں روشنی کے روپ میں ہوئی انکی دوسری پیدائش انسانوں کے درمیان ہوئی تب وہ سب کے جاننے والے کہلاتے ہیں۔ تیسرا جنم جل میں ہوا انسانوں پر رحم کرنے والا اگنی ہمیشہ روشن ہوتے ہیں انکی تعریف کرنے والے لوگ انکی ہی خدمت کرتے ہیں“ ۷۴

اس اشلوک کے ترجمہ میں پنڈت شری رام ما کر آچاریہ نے بھی روشنی یا نور کی جگہ ”विद्युत्“ کا لفظ استعمال کیا ہے۔

نراشنس کے حوالہ سے سورگ (عالم بالا) ہی کی ایک بات رگ میں اسی طرح ہے۔

नराशंस सुधृष्टम पश्यं सप्रयस्तमम दिवो न सदमम् खसम्

میں نے نراشنسی کو سب سے زیادہ اولوالفرم اور سب سے زیادہ مشہور پایا
جیسا کہ وہ سورگ میں ہر ایک کے دوت (رسول) تھے، ۵۷
ابھی نراشنس سے متعلق سورگ لوگوں کا احوال ملاحظہ فرمایا اب اقر وید کا
ایک اشلوک ملاحظہ کریں جسمیں نراشنس کے دنیا میں آمد کا ذکر کیا جاتا ہے۔

इदं जना उप श्रुत नराशंस स्तविष्यते।

षष्टिं सहस्रत्रा नवतिं च कौरम आरुश मेषु ददमहे॥

उष्टा यस्य प्रवाहणों बधून्तो दिर्दश।

वर्ष्मा रथस्य निजिहीडेत् दिव ईषमाणा उपस्पृशं॥

एष इषायं मामहे शतं निष्कान दश स्रजः।

त्रीणि शतान्यर्वतां सहस्रत्रा दश गोनाम॥

لوگوں سلونراشنس (گویا محمد) لوگوں کے درمیان مبعوث کیا جائے گا اس مہاجر
کو ہم ساتھ ہزار اور نوے دشمنوں سے بناہ میں لیں گے اس کی سواری اونٹ ہوگی
جس کے ساتھ بیس مادہ اونٹنیاں ہوں گی جس کی عظمت آسمانوں کو بھی جھکا دے گی
اس عظیم رشی (رسول) کو سودینا ر دس مالائیں تین سو گھوڑے دس ہزار گائیں عطا کی
گیں ہیں۔ ۶۷

مندرجہ بالا اشلوک جو انسانی یا نریشنس کے حوالہ سے ہم اس نتیجہ تک پہنچنے پر حق بجانب ہیں کہ اس طرح کی تعلیمات رگ وید میں آئی تو یقیناً یہ کسی رسول کی تعلیمات کا ثمرہ ہوگا۔ اور وہ حضرت نوح ہی ہونگے کیونکہ اللہ نے ہر نبی و رسول سے عہد لیا تھا کہ وہ اپنے زمانے میں اپنی قوم کو رسول اعظم و آخر کے متعلق بتائے گا جیسا کہ قرآن میں ہے۔

واذا خزن الله ميشاق النبيّن لما

آتينكم من كتاب و حکمة ثم جاء کم رسول

مصدق لما معكم لتؤمنن به و لتصرنّه

قال ء اقررتم و اخزنتم على ذالکم اصرى

قالوا اقررنا قال فاشهدوا و انا معكم من الشّٰهدين ۷۷

اور جب لیا اللہ نے عہد نبیوں سے کہ جو کچھ کتاب علم و حکمت میں نے تم کو دیا پھر آئے تمہارے پاس ایک رسول کہ سچا بتائے تمہارے پاس والی کتاب کو اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کیا اس شرط پر میرا عہد قبول کیا بولے ہم نے اقرار کیا فرمایا (اللہ نے) تو اب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

دوسری جگہ سورہ صف میں انبیاء علیہم السلام کے اس عہد پر عمل پیران ہونے

کی مثال حضرت عیسیٰ کا یہ پیغام ہے۔

واذ قال عيسى ابن مريم يٰٓبنی اسرائیل انّی رسول الله الیکم مصدّق لما بین

یوٰی من التّوراة ومبشراً برسول یتّی من بعد اسمہ احمد ۸

”احمد“ حضرت محمد ہی کا نام ہے جو آسمانوں میں مشہور ہے ۹

لہذا حضرت نوح نے بھی اپنا عہد پورا کیا ہوگا اور اپنی قوم کو اس عظیم رسول کے متعلق بتایا ہوگا جو عالم بالا میں بھی سب کا سردار تھا اور دنیا میں سب رسولوں کا سردار اس لئے ویدوں میں حضرت نوح (منو کے نام) کا ذکر ملتا ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی سب سے اہم بات یہ کہ عظیم رسول کے نور ہونے کی حیثیت سے نرا شنس اور اگنی ناموں حوالہ سے ایک رسالت کا تصور ضرور ملتا ہے رہ گئے دوسرے انبیاءؑ انکی بہت بھاری تعداد تو آئی نہ تھی۔۔۔۔۔ اور نہ ہی وید قرآن کی طرح محفوظ اور منزل سے اللہ کتاب آسمانی نے جسمیں صاف صاف رسولوں کا تذکرہ ملتا تاہم جو حضرت نوح کی تعلیمات کے اثرات ویدک عہد کے پریشان حالی کے زمانہ میں محفوظ رہ گئے انہیں سے ایک یہ بھی کہ حضرت نوح نے اس عظیم رسول یعنی محمد (نرا شنس) کے نور اگنی کو لوگوں میں مشہور کیا اور بتایا چنا چہ رگ وید کا یہ اشلوک شاید ہے۔

نित्वा मग्ने मनु र्दधे ज्योति र्तनाय शश्वते ।

۸۰ दीदेथ कष्व ऋतजात उक्षितो च नमस्यन्तिकृष्टसः ॥

اے اگنی منو نے آپ کا نور تمام نسل انسانی میں پھیلا دیا۔

۸ صفحہ ۶ ۹ مکتوبات امام ربانی دفتر سوم حصہ دوم مکتوب ۹۴ (اردو ترجمہ) مطابق مواہبہ الدنیہ اردو ترجمہ

سیرت محمدیہ ص ۱۷۰ ۸۰ رگ وید ۱-۳۶-۱۹

ویدا اور پیغام رسالت

جس طرح ہم نے قرآن میں رسالت کے تصور کے عنوان والے باب کے تحت وحی الہی (پیغام رسالت) کا ذکر کیا ہے ٹھیک اسی طرح یہاں ویدوں میں پیغام رسالت پر گفتگو کر رہے ہیں۔ خداوند کریم نے جتنے بھی انبیاء و رسل دنیا میں مبعوث فرمائے سب کو اپنی وحی و پیغام سے نوازا اور انہیں سے بہتوں کو کتب و صحائف بھی عطا کئے تاکہ وہ لوگوں کو ایک نکلھرا ہوا ضابطہ زندگی دے سکیں اور اپنی زندگی کو متوازن بنائیں۔

لقد ارسلنا رسلنا بالبینات
وانزلنا معهم الكتاب
والميزان ليقوم الناس
بالقسط . ۸۱

ہم نے اپنے رسولوں کو
دلائل (یا واضح احکام)
کے ساتھ بھیجا ہے اور
انکے ساتھ کتاب اور
میزان اتاری تاکہ لوگ
انصاف قائم رکھیں۔

حضرت نوح علیہ السلام جو اول المرسل اول العزم پیغمبر آدم ثانی پہلے صاحب شریعت رسول ہیں جنہیں قرآن میں بار بار صاحب وحی ہونے کا اعلان کیا گیا مثلاً

انا و حینا الیک
کما و حینا الی
ہم نے آپ (محمد) پر اس
طرح وحی کی جس طرح
نوح پر۔

نوح . ۸۲

واوحی الیٰ نوح انه لن
اور نوح کی طرف وحی کی
نؤمن قومک الخ ۸۳
گئی کہ تمہاری قوم میں ان
کے سوا اور کوئی ایمان نہ
لائے گا۔

فاوحینا الیہ ان اصنع
پھر وحی کی ہم نے اس کی
الفلک ۸۴
جانب کہ ایک کشتی تیار
کرے۔

قال ینوح انه لیس من
کہا اللہ اے نوح کہ وہ
اهلک ۸۵
(تیرا بیٹا) تیرے اہل میں
سے نہیں۔

ایسی عظیم ہستی کو اللہ نے ضرور کوئی نہ کوئی کتاب یا صحیفہ دیا ہوگا جیسا کہ آیت
بالا میں فرمایا گیا۔ اس لیے بعض مورخین کا خیال ہے کہ حضرت نوح کو دو صحیفے عطا
کیئے گئی ایک طوفان سے قبل اور ایک طوفان کے بعد۔ ۸۶
ویداو بر ذریعہ غیبی

محض دو سو سال قبل منظر عام پر آنے والے ویدوں کے بارے میں عام
ہندوؤں (آریوں) میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ وید مکمل طور سے ایشوروانی (خدائی
کلام ہیں) انھیں کسی انسان نے نہیں بنایا۔ اس خیال کو اس لیے اور بھی تقویت ملتی ہے
کہ جس طرح ’’وحی‘‘ کے بارے میں آپ گزشتہ ابواب میں پڑھ چکے ہیں کہ ’’وحی‘‘

رسول کے دل پر بڑی سرعت اور قوت و شدت کے ساتھ نازل ہوتی ہٹھیک اسی طرح وید اور ویدک لٹریچر میں ویدوں کے بارے میں ملتا ہے کہ وید رشیوں کے دلوں پر جب وہ عبادت کر رہے تھے نہایت تیز رفتاری اور شدت سے اترانیز ویدوں کو سورج کی طرح روشنی والا قوت والا کہا گیا۔

چنانچہ پروفیسر سیتہ پرکاش سنگھ صدر شعبہ ہندی مسلم یونیورسٹی کے مطابق تیر یہ آرنیک میں ہے۔

तद यदेनांस्तपस्य मानान ब्रह्मस्वय यवम्चानर्षत्

तहे षीणां ऋषित्वमिति ॥

”جب یہ (رشی حضرات) تپسیہ کر رہے تھے تو برہم (یعنی

ویدان کے پاس سرعت کے ساتھ آیا اسی میں رشیوں کا

رشتہ (حامل علم ہونا) ہے“ ۵۷

اسی طرح ویدوں میں ہے

यवमानस्य विश्ववित् प्रतेसर्गा अस्रक्षत् ।

सूर्यस्वयेव न रस्मयः ॥

”اے سب سے زیادہ علم والے خدا: پاک کرتے ہوئے آپ

کی ویدوں کی صورت میں شعائیں ایسے چھوٹی ہیں جیسے سورج کی

کرنیں“ ۵۸

اسی میں دوسرے مقام پر ہے

जज्ञानो वाचभिष्यसि पवमान विघमणि ।

कन्दं देवो न सूर्यः ॥

”اے خدا! چمکتے ہوئے سورج کی طرح تنہائی میں ویدک الفاظ

کو پیدا کرتے ہوئے آپ آواز کو متوجہ کرتے ہیں“ ۹۰

ویدوں کے ایشوری ہونے کے بارے میں نہایت واضح انداز میں

یجر وید میں لکھا گیا ہے۔

प्रनूनं ब्रह्माणस्पतिर्मन्त्रं वदत्युक्थ्यम यशिमन्निद्रो वरूणों मित्रो अर्यमा देवा ।

आका? सि चक्रिके ॥

”جس اساس عالم خدا میں بجلی، ہوا، پانی، چاند، جان، سورج

جیسی مستقل اشیاء مانو کھر بنا کر قیام کرتے ہیں وہ ویدوں کا

رکھوالا قابل تعریف، ہدایت کے قابل وید کا نہایت اعلیٰ طریقہ

سے ہدایت حاصل کرتا ہے“ ۹۰

یہاں صرف ایک ہی صورت کی القاء کا ذکر ہے جو دل پر ڈالا گیا نہ خدا نظر آیا

اور نہ کوئی فرشتہ وغیرہ بس اس طرح جس طرح دل پر کوئی کشف کے ذریعہ بات کھل

جائے مندرجہ ذیل اتھروید کے دونوں اشلوکوں سے یہ بات بھی ظاہر ہے۔

روح کو مخاطب کرتے ہوئے کہا گیا

अपकामन, पौरुयेयाद वृणानो दैव्यं वचः ।

९१ प्रणीतिर् आवर्तस्व विश्वेभिः सरिवभिः सह ।।

”اے روح تو انسانی کلام یا تصورات سے دور رہتے ہوئے
 ایشور (خدا) کی پاک ویدک کلام کو قبول کرتے ہوئے اپنے
 تمام دوستوں کے ساتھ ویدک ذریعہ ایجاد کردہ، منصفانہ، مذہبی
 راہ خصائل اختیار کر“
 خدا کے دکھائی نہ دینے کی بات کہی گئی

अति संन्त न जहात्यन्मि सन्तं न पश्यति।

९२ देवश्य पश्म काव्यं न ममार न जीर्यति॥

”نزدیک ہوئے خدا کو انسان نہیں دیکھ سکتا اور نزدیک ہوتے ہوئے
 کو نہیں چھوڑ سکتا لامکانی صفات والے مالک کی وید کی صورت
 میں نظم کو دیکھو وہ کلام نہ کبھی مرتا ہے اور نہ پرانا ہوتا ہے“

لیکن ویدوں جن میں چاروں ویدرگ وید، یجر وید، سام وید اور اتھرو وید
 چاروں ہیں کی پیدائش سیدھے ایشور سے اس طور پر مانی جاتی ہے جیسے کوئی جاندار
 کی پیدائش ہوتی ایسے مقامات پر پہنچ کر ایسا لگتا ہے ”وحی کی طرح ویدوں میں جو
 بیان ہے وہ ایک بطور حکایت بیان کیا گیا ہے جیسا کہ قدیم زمانے کے لوگوں نے
 اپنے پیغمبر حضرت نوح یا ان کے رفقاء و علماء حق سے سنا ہوگا اور بعد میں مزید شرک و
 بدعات کا غلبہ ہوا تو انھوں نے اپنی خیالی بنیادوں پر اس قسم کے رجحان کو بھی شامل کر لیا
 جن کا خدائی کلام ہونے سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا جیسا کہ یجر وید کے اس اشلوک اور

باہم ورت پران میں اس کی تفصیل سے ظاہر ہے۔

तरस्माद्यज्ञात्सर्वहुत ऋचः समानि जज्ञिरे ।

९३ छन्दोसि जज्ञिरे तरस्माद्यजुस्त स्याद जायत ॥

اس قابل عبادت سخی خدا سے نظم رگ وید، سام وید پیدا ہوئے۔ اس ایشور سے ہی چھند اتھروید پیدا ہوا اسی معبود عالم سے یجر وید ظاہر ہوا۔
اس کی تفصیل برہا ورت میں معاذ اللہ وید جمہاء کے بعد دیوی کا شکم میں حمل گزارنے کے بعد پیدا ہوئے اور معاذ اللہ معاذ اللہ جمہاء خود ایشور نے کیا۔ ملاحظہ ہو برہا ورت ترجمہ پنڈت شرما^(۱) آچار یہ نے ہندی خود کیا۔

ब्रहा विश्वं विनिर्माय सावित्र्यां वरयोषित ।

चकार वीर्याधानञ्च कामुक्यां कामुको यथा ॥ १ ॥

सा दिव्यं शतवर्षञ्च धृत्वा गर्भं सुदुः सहम् ।

सुप्रसूता च सुषुवे चतुर्वेदान मनोहरान ॥ २ ॥

विविधान शास्त्र शगंश्च तर्क व्याकरणादि कान ।

षट त्रिंशत संख्यका दिव्या रागिणीः समनोहराः ॥

”اس آدھیاء مین کائنات کی پیدائش کا احوال ذکر کیا جاتا ہے
سورتی نے کہا۔ برہما نے اس عالم کی تخلیق کر کے سب سے افضل
عورت ساوتری میں اپنی منی کا ادخال جیسے کوئی شہوت والا کسی شہوت
والی میں کیا کرتا ہے اسی طرح کیا (۱) اس دیوی نے عالم بالا

کے سو سالوں تک اس عظیم حمل کو اختیار کر کے پھر مبارک حاملہ نے نہایت پرکشش چار ویدوں کو جنا تھا، (۲) ” اس دیوی نے بہت سے شاشتروں کے مجموعوں کو اور منطق شاشتر، اور بیا کرن (قواعد) شاشتر وغیرہ نیز ۳۶ چھتیس نہایت روحانی راگنوں کا جو بہت بہت پرکشش تھیں جنا تھا، (۳)

مزید آگے کہا گیا ہے اس نے زمانہ ستیہ، تریتا، دواپرا اور کللیگ وغیرہ کا بھی

جنم کیا تھا۔ ۹۴

باب پنجم

تعلیمات رسالت کا موازنہ قرآن میں اور ویدوں میں

باب ۵

”تعلیمات رسالت کا موازنہ قرآن میں اور ویدوں میں“

جیسا کہ ہم پیغام رسالت کے حوالہ سے یہ عرض کر چکے ہیں کہ ہر رسول کی جو کلیدی تعلیمات ہوتی ہیں ان میں اپنے کو رسول بتانے کے بعد توحید اور آخرت خاص اہمیت کی حامل ہیں یوں تو رسول کی زندگی کا ہر عمل اور ہر کوشش اس بات پر منحصر ہوتی ہے کہ لوگ لغو عادات سے پرہیز کر لیا اور اخلاق حمیدہ اپنا کر صاف ستھری میوازن زندگی جیسے اور اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے سرگرداں رہیں چونکہ رسول کی تعلیمات میں سے رسالت پر ہم گذشتہ اوراق میں ایک مستقل باب پیش کر چکے ہیں۔ اب توحید آخرت اور دوسری تعلیمات کا ایک موازنہ پیش کرتے ہیں کہ قرآن میں انکے بارے میں کہا ہے اور وید میں کہاں تک اور کس حد تک واضح پہلو اختیار کرتے کیں۔ پہلے ہم توحید سے ابتداء کرتے ہیں کیونکہ اللہ کا فرمان ہے۔

دَلَقْدَ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا

اِنْ اَعْبَدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ ۱

وَمَا ارْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ اِلَّا نُوْحٰى اِلَيْهِ ۲

”اور ہر قوم میں رسول بھیجا ہے (اور اسکے ذریعہ حکم دیا)

کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے بغاوت و سرکشی کرنے والوں سے بچو“

اور تم سے قبل کوئی رسول نہیں بھیجا لیکن اس کو یہ وحی کی کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میری ہی پرستش کرو۔

مندرجہ ذیل سطور میں تعلیمات رسالت کا موازنہ قرآن کریم اور وید کی روشنی میں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

خدا کی تعریف

وید	قرآن کریم
<p>अत्येक इत्था पुरुरु चष्टे वि विश पतिः तस्य व्रतान्यनु वश्ररामसि</p> <p>وہ ہی ایک (خدا) ساری مخلوق کا مالک ہے وہی سب کا بہتر رکھوالا ہے ہم اپنی بھلائی کے لئے اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ ۴</p> <p>۲۔ کچھ اس طرح رگ ویدوں میں ہے۔</p> <p>द्यावा ह क्षामा प्रथमे ऋतेनाभिश्चावे भवतः सत्यवाचा । देवो यन्मर्तान्यज थायकृण्व वन्तसीद द्योता प्रत्यङः स्वमसुं पन ॥</p>	<p>۱۔ خدا ہر چیز کا مالک ہے کچھ اس طرح قرآن میں ہے۔</p> <p>وَلِلّٰهِ الْمُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ اَسْمٰنُوْنَ اَوْ رَزَمِيْنَ اَوْ جَوْ كَچھ ان کے درمیان ہے اللہ ہی کی ملکیت ہے۔ ۳</p> <p>۲۔ وہی خالق وہی مالک ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے۔</p> <p>وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ذٰلِكُمْ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ</p>

اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے اللہ تمہارا رب اس کے سوا کوئی معبود نہیں ۵

وہی اکیلا ہے اور تمام مخلوق کا اکیلا مالک ہے وہ زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے اسے چھوڑ کر تم کون سے خدا کو پوج رہے ہو ۱

۳۔ وہی چھوٹی بڑی ہر چیز زمین و آسمان کا خالق نعمتوں کا دینے والا ہے۔

य आत्मदा बलदा यस्य विश्व उपासते
प्रशिषं यस्य देवाः।

والارض وضعها للانام فيها كتهه و النخل ذات الا كمام والحباً ذوالعصت

यस्य च्छायामृतं यस्म मृत्यु कस्मै देवाय
हविषाविधेम ॥

والريحان فبای الاء ربكماتكذبان
خلق الانسان من صدصال كا

यः प्रणातो निमिषतो महित्वैक इद्राजा
जगतो व भ्रव।

لفخار وخلق الجان من مارح من نار
فبای الاء ربكماتكذبان

य ईशो अस्य द्विपदश्चतुष्पदः कस्मै
देवाय हविषाविधेम ॥

وله الجوار المنشئت في الجبر كا لاعلام
فبای الاء ربكماتكذبان

येन धौरुग्रा पृथिवी चछक्हा येन स्वः
स्तभितं येन नाकः। यो अन्तरिक्षे रससो

كل من عليها فان و يبقى وجه ربك
ذوالجلال والاكرام فبای آلاء

विमानः कस्मै देवाय हविषा विधेम ॥

हरिण्य गर्भः समवर्त ताग्रे भूतस्य जातः
परिरेक आसीत्। स दाधार पृथिवी द्या

ربكماتكذبان

يشله من في السموت والاض كل يوم
هو في شان فبای الاء ربكماتكذبان

मुतेमा कस्मै देवाये हविषा विधेम ॥

اور زمین کا بچھونا بکھایا جس رب نے جاندار کو جسم اور قوت عطا کی اس میں میوے اور غلاف والی کھجوریں ہیں اسکے حکم پر سبھی دیوتا چلتے ہیں جسکی چھایہ ہی اور بھس کے ساتھ اناج اور کوشبو کے پھول راحت رساں ہے اور موت بھی جسکے قبضہ تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو میں رہتی ہے اسی (خدا) کے مختلف نام جھٹلاؤ گے ہے۔

اس نے آدمی کو پیدا کیا کھنکھاتی مٹی سے جو اپنی قدرت سے ہی چلے اور دیکھنے جن کو پیدا کیا لپٹے سے تو تم اپنے رب کی والے جانداروں کا اکیلا مالک ہے اور جمع کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے انسانوں اور جانداروں کا بھی ایشور ہے اور اسی کی ہیں دریا پر چلنے والی کشتیاں کہ اسکے مختلف نام ہیں۔

اٹھی ہوئی ہیں جیسے پہاڑ تو تم کون کون سی سب بر فیلے پہاڑوں کی تخلیق اور سمندر نعمت کو جھٹلاؤ گے سے جڑی زمین کی پیدائش جس کی قدرت زمین پر جتنے ہیں سب کو ٹٹا ہے اور باقی ہے سے ہوئی اور یہ تمام سمتیں جسکی باہوں کی تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی طرح ہیں اس رب کے مختلف نام والا تو تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو ہیں۔ اے لوگوں! جو تخلیق کائنات سے قبل جھٹلاؤ گے۔ ہر چیز کا مدار تھا اور جو پیدا ہوا اور ہوگا اس

جتنے آسمانوں اور زمینوں میں ہیں (فرشتے کا مالک تھا اور وہ زمین سے لیکر اور انسانوں میں بڑی بڑی شخصیات تک) سورج سے بھی آگے لامکان کا محور ہے اس سب اسی کے منگتا ہیں ہر دن اسی کی ایک تسکین دہندہ خالق کی عبادت جیسے ہم

علحدہ شان ہے۔ تو تم اپنے رب کی کون کر رہے ہیں آپ بھی کریں اس مالک کے
کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے بے بہت سے نام ہیں۔ ۷۔

۴۔ وہی وابل تعریف اور عبادت کے महोदिवा: पृथिव्याश्च सम्राट
لائی:۔ وہ عظیم زمین و آسمان کا مالک ہے۔ ۱۰۔

الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم
مالک يوم الدين اياک يعبدوا ياک
व्यर्च आलि:।

य: पत्यते वृषभो वृणायानसत्य: نستعين۔

تمام تعریف اس اللہ ہی کے لئے ہے جو सात्वापुरुमाय: सहस्वान् ॥
جہانوں کا پالنہار ہے بہ حد رہم کرنے والا یعنی جوایشور عالم انسانی کا ایک ہی
ہے حساب کے دن کا مالک ہے ہم اسی کی عبادت کے لائق ہے اس کو اس کلام
عبادت کرتے ہیں اور اسی کی مدد چاہتے کے ذریعہ تعریف کرو وہ چین کی بارش
کرنے والا قادر مطلق، فق، علیم اور
ہیں۔ ۹۔

تمام قوتوں کا مالک ہے۔ ۱۱۔

آخرت اور موت کا ذکر

वच्यस्व रेभ वच्यस्व वृक्षेन पक्वे

शकुनः ।

नष्टे जिहा चर्चरीति क्षुरो न भुरि

जोरिव ॥

”مطلب یہ کہ جب تک موت کا

وقت نہیں آیا تب تک زبان سے

ذکر (عبادت الہی) کر لو مرنے

کے بعد چاہتے ہوئے بھی زبان

ذکر سے محروم رہے گی۔ ۱۳

وانفقون ما رزقنا کم من قبل ان

یا تی احدکم الموت فیقول ربی

لولا اخرتنی الی اجل قریب

فاصدق واکن من الصالحین ولن

یوء خر اللہ نفساً اذا جاء اجلها ۱۲

اور خرچ کرو کچھ ہمارا دیا ہوا اس سے

پہلے کہ آپہنچے تم میں کسی کو موت تب

کہے اے رب کیوں نہ موبلت دی

تو نے مجھکو ایک تھوڑی سی مدد کہ میں

خیرات کرتا اور نیک بن جاتا لوگوں

میں اور ہرگز نہ مہلت دے گا اللہ کسی

جان کو جب آپہنچا اس کا وعدہ

برزخ کا ذکر (پتر لوک)

तृतीयाह प्रद्यौरिति यस्यां पितर आसते	وَمَنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخُ الْمَيِّتِ يَوْمَ
خلاء کے اوپر تیسرے درجہ میں پتر	يَجْعَلُونَ
ان سب مرنے والوں کے پیچھے ایک رہتے ہیں۔ ۱۶	
इदमिद वा उ ना परं दिवि पश्यसि	برزخ (فاصلہ) حائل ہے ۱۷
सूर्यम माता पुत्रं यथा सिचाभ्ये नं भूम	صحیح بخاری میں ہے فرشتے مردے سے
ऊर्षुहि	قبر میں کہتے ہیں کہ ایسے سو جاؤ
تو اب دیکھتا ہے لیکن دوبارہ سورج کو	جیسے دلہن سوتی ہے۔ ۱۵
آسمان میں نہ دیکھے گا۔ اے زمین	
اسے اس طرح لپیٹ لے جس طرح	
ماں بچے کے گرد کپڑا لپیٹ لیتی	
ہے۔ ۱۷	

یوم حساب

अहर हर प्रयावं भरन्तो श्वायेद्य तिष्ठते	فَوَرَبِّكَ لَنَسْتَلُنْهُمْ اَجْمَعِينَ مِمَّا كَانُوا
घास मस्मं ।	يَعْمَلُونَ
रायस्योषेण समिषा मदन्तोग्ने माते	پس تیرے رب کی قسم ہم ان سب سے
॥ पृतिवेषा रिषाम ॥ ۱۹	پوچھیں گے ان کاموں کے متعلق جو وہ کرتے تھے۔ ۱۸

۱۲ قرآن ۱۵ بخاری شریف ۱۶ اتھروید ۱۸-۲-۳۸ ۱۷ ایضاً ۱۸-۲-۵۰

۱۸ الحجر ۹۲، ۹۳ ۱۹ بکروید ۱۱-۷۵

جنت کا ذکر

नव्या नव्या युवतयो भवन्तिर्महदेवानाम्

सुरत्वमेकम्

سورگ لوک (جنت) میں دیوتاؤں
کے لیے نئی نئی استریاں (عورتیں)
ہوتی ہیں ۲۱

رگ وید ہے:

दधुष्टवा भगवो मानु षेष्व रियं न चाँरूँ

सुहवं जनेम्यः ।

होतामग्ने अतिथि वरेण्यं मित्रं न शेवं

दिव्याय जन्मने: ॥

اس طرح آدمی کے آرام کے واسطے
بھرگو نے آگ جلائی لوگوں کو
خوبصورت مالوں کو ہون کرنا اچھا نہیں
اے اگنی دبیه جنم (ہمیشہ کی زندگی)
ہون کرنے والوں کو نہیں ہر وقت مالک
کا ذکر کرنے والوں کو ہے۔ ۲۳

خيرات حسان حور مقصورات في

الخيام لميطمهن انس قبلهم ولا جان

انہیں نیک عادات کی عورتیں ہیں حوریں
ہیں خیموں میں پردہ نشین ان سے قبل انہیں
ہاتھ نہ لگایا کسی آدمی اور جن نے ۲۰

ہمیشہ رہیں گے پھر دوبارہ جنم نہ ہوگا:

وجنت لهم فيها نعيم مقيم خالدین فيها

ابدأ

اور اللہ ان کو خوش خبری دیتا ہے کہ ان کے

لئے جنت ہے جن میں ہمیشہ کا آرام ہے

اور جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے ہمیشہ ۲۲

یہ جنت آب حیات (امرت) سے
مشتل ہے۔

۳۴ स्वर्गलोका अमृतेन विष्ठा

دوزخ کا ذکر

अभ्रातरो न योषणो व्यन्तः पतिरिपो न
जनयोदुरेवाः

पा पासः सन्तो अन्नता असत्या इदं
पदमजनताग भरिम्

جیسے پرورش کرنے والے بھائی سے
نفرت کرنے والی بیوی تکلیف دہ عورت
سخت عذاب کو پہنچتی ہے اسی طرح یگ
کے منکر (عبادت کے منکر) اور اگنی سے
بے بہرہ ظالم دوزخ میں پڑتے ہیں ۲۶
इन्द्र सोमा समध शसम भ्यध तपुर्यस्तु

चरुर ग्रावौ इव।

इन्द्र सोमा दुष्कृतो ब्रह्म अन्तरनार भमणे
तमरिन प्रविध्यतम्॥

”..... اے مہربان سدا مہربان خدا

پاپی کے اس پاس آگ اس طرح جوش

مارے جس طرح آگ کی لپٹوں میں

دیگ کا پانی کھولتا ہے۔ ۲۷

ومن يعص الله ورسوله فان له نار جهنم
خالدين فيها ابداً

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نہ فرمانی
کرے گا تو اس کے لئے دوزخ کی آگ
ہے جس میں ہمیشہ رہے گا۔ ۲۴

دوسری جگہ بھیا نک آگ کے بارے میں
ہے۔

انها ترمی بشرہ کا لقصر کانه جملت
صفر

دوزخ محل کی طرح اونچی چنگاریاں
ایسے پھینکے گی جیسے زرد رنگ کے

اونٹ ۲۵

نیکیاں اور اجر

यदगं दाशषे त्वमग्नेकरि प्यसि तवेत तत
स्त्यमागंर।

یعنی اے مالک آپ عمل صالح کرنے
والے کو اچھا صلہ دیتے ہیں یہ آپ کی
خاص صفت ہے۔ ۳۱

नार्ममणं पुष्यति नो सखायं के वलाधो
भवति केवलादि।

جو دوست اور راہ خدا میں نہ دیتا ہو خود
ہی اکیلا کھاتا ہے وہ گناہ کھاتا ہے۔ ۳۲
य आधाय चक मानाय पित्वो न्न
वान्तसन्त पिताये।
स्थिरं मनः कृणुते सेवते पुरोतो चित्स
भर्षितारं न विन्दते।

جو قابل رحم کھانا مانگنے والے یتیم کو کوئی
مدد نہیں کرتا اور سخت دل ہو کر خود کھاتا
رہتا ہے اس کو مصیبت آنے پر کوئی سکھ
نہیں دیتا۔ ۳۳

ان الله لا يضيع اجراً المحسنين

بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کے اجر کو
ضائع نہیں کرتا۔ ۲۸

لن تنالوا البرّ حتى تنفقوا مما تحبون

تم ہرگز بھلائی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک ان
چیزوں کو (راہ خدا میں) خرچ نہ کرو

جنہیں تم عزیز رکھتے ہو۔ ۲۹

فزالک الزی یدع الیتیم ولا یحض

علی طعام المسکین فویل للمصلین

سو وہ انسان جو یتیم کو جھڑکتا ہے اور محتاجو

ں کو کھانا دینے سے منع کرتا ہے سو ایسے

نمازیوں کے لئے بڑی خرابی ہے۔ ۳۰

किं ते कृण्वन्ति की कटे पुगावो नाशिर
दुहनेन तपस्ति धर्मम ।

आ नो भर प्रमगन्दस्य वेदो नै चाशाखं
मध वन्नन्धयानः ॥

یعنی زیادہ دھن حاصل کرنے کی امید
سے دھن ادھا ر دینے والوں کے دھن
کو (اے ایشور) تم چھین لیتے ہو ۳۵

يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي
الصَّدَقَاتِ

اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے
خیرات کو۔ ۳۴

جوا

رگ وید کے دسویں منڈل کے ۳۴ ویں
سوکت میں جواری کی سخت مذمت بیان
کی گئی ہے جس میں ۱۴ منتر ہیں ۱۳ منروں
تک جوا ہی کی برائی اور نقصان بتایا گیا
ہے۔ مثلاً

द्वेष्टि श्वश्रूरप जाया रूणद्धि न नाथितो
विन्दने मर्डितारम ।

अम्बस्येव जरतो वस्न्यस्य नाहं विन्दामि
कितवस्य भोगम् ॥

جوا کھیلنے والے آدمی ساس اسے کوستی ہے
اور اسکی بیوی بھی اسے چھوڑ دیتی ہے
جواری کو کوئی ایک پھوٹی کوڑی ادھا ر
نہیں دیتا۔ ۳۷

شراب اور جوا کے بارے میں قرآن
میں سختی سے ممانعت ہے۔ سورہ بقرہ میں
ہے۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ
قُلْ فِيهِمَا اثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ
لِلنَّاسِ وَآثَمُهَا اكْبَرُ مِنْ
نَفْعِهِمَا

لوگ تم سے شراب اور جوا کی نسبت
سوال کرتے ہیں تو کہہ دو دونوں میں بڑا
گناہ ہے۔ اور لوگوں کے لئے فائدے
بھی ہیں لیکن فائدے سے گناہ بڑھ کر
ہے۔ ۳۶

چوری کی مذمت

<p>چور سماج کا دشمن ہے لہذا وہ کڑی سزا کا مستحق ہے۔</p> <p>यो नो रसं दिप्सति पित्वो अग्ने यो अश्रानां यो गवां यस्त नूनाम् रियूः स्तेनः स्तयेकृद दभ्रमेतु निष हीयतं तन्वा वना च</p> <p>اے اگنی روپ مالک جو ہمارے غلہ کا خاصہ حصہ ختم کرنا چاہتا ہے اور جو ہمارے گھوڑوں اور گایوں اور جو ہمارے جسمانی قوت کو تلف کرنا چاہتا ہے وہ سماج کا دشمن مال وغیرہ کو لے جانے والا چور تباہ و ہلاک ہو جائے وہ جسم اور اولاد دونوں سے محروم ہو جائے۔ ۳۹</p>	<p>السارق والسارقہ فاقطعوا ایدیہما جزاء بما کسبما نکالاً من اللہ واللہ عزیز حکیم</p> <p>اور جو مرد یا عورت چور ہو تو انکا ہاتھ کاٹو انکے کیئے کا بدلا اللہ کی طرف سے سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ ۳۸</p>
--	---

جھوٹ کی مذمت

<p>योमा पाकने मनसा चरन्तम अभि चष्टे अनृते भिर्व चोभिः। आप इव कशिना सगृभीता असन्न स्त्वासत इन्द्र वत्ता</p> <p>اے مالک پاک من سے سلوک کرنے والے مجھ پر جو جھوٹی باتوں سے الزام لگاتا ہے منہی میں لئے ہوئے پانی کی طرح وہ کذب بیانی کرنے والا وجود سے محروم ہو جائے ۴۱</p>	<p>لا تلبسوا الحق بالباطل وتكتموا الحق و انتم تعلمون سچ کو جھوٹ کا لباس نہ پہناؤ اور سچ کو نہ چھپاؤ ایسے حال میں کہ تم جانتے ہو۔ ۴۰</p>
--	---

فرق

(۱)

قرآن کے بارے میں
 ”وحی“ کے نزول کے
 سات طریقے بیان کئے
 گئے ہیں جو صرف ایک ہی
 شخصیت یعنی رسول
 پر نازل ہوتا رہا نیز دیگر
 کتب سماوی بھی ایک ہی
 شخصیت پر نازل ہوئیں
 مثلاً انجیل صرف حضرت
 عیسیٰ پر توریت صرف حضرت
 موسیٰ پر زبور صرف
 حضرت داؤد پر۔

فرق

(۱)

جبکہ ویدوں کے بارے میں
 صرف ایک صورت ہی بیان
 کی جاتی ہے کہ رشیوں کے
 دل پر القاء کیا گیا جب وہ
 مجاہدہ میں مصروف تھے۔ ۴۲
 اور رشی بھی تین سو تقریباً رگ
 وید میں ہی مذکور ہیں جو ہر
 سوکت کے ساتھ جڑے
 ہوئے ہیں کیوں کہ ہر سوکت
 اسی رشی پر القاء کیا گیا جس
 کا نام اس کے ساتھ جڑا ہوا
 پیہ وہ صورت معلوم ہوتی
 ہے جو صوفیاء کرام کو
 مجاہدات کی صورت میں
 ”مکاشفہ“ ہوتا ہے جو قطعاً
 وحی کا درجہ نہیں پاسکتا۔

(۲)

نزول قرآن جسے چودہ
سوسال کا طویل عرصہ
گذرا آج تک اسی
حالت میں محفوظ ہے جس
حالت میں نازل ہوا
تھا۔ قدیم نسخوں کو اٹھا کر
دیکھیں اور آج کے جدید
مطبوعہ نسخوں کو کہیں بھی
کوئی فرق نہیں ملتا۔

(۲)

جبکہ ویدوں کی تخلیق کے
سیکڑوں برس بعد رشی ویدو
یاس نے حافظہ میں چلے
آ رہے منتروں کے مجموعہ کو
یکجا کر کے ایک کتابی شکل کا
درجہ دیا جو سہنا کہلائے۔ وہ
بھی ایک طبقہ تک پردے
میں رکھے گئے۔ مہاراج منو
کے مطابق وید صرف تین
ہیں رگ وید، سام وید اور
یجر وید وہ اتھر وید کو چوتھا
وید نہیں مانتے۔

(۳)

قرآن و دیگر صحف سماوی
کا زمانہ مقرر ہے کہ وہ
کسی نہ کسی رسول کے
ساتھ وابستہ ہیں۔

(۳)

جبکہ ویدوں کی متعلق دعویٰ
ہے کہ وہ کائنات کی اول
تخلیق میں سے ہیں۔ جیسا
کہ ”براہما برت پران“
کا بیان گذرا جس میں

ساوتری کے شکم سے
 ویدوں کی پیدائش کے
 بارے میں اول تخلیق
 ہونے کا دعویٰ کیا گیا ہی۔
 لیکن ویدوں میں ایسے
 اشلوکوں کی بھرمار ہے جن
 سے ظاہر ہوتا ہے ویدوں
 سے قبل بھی انسانی زندگی
 پورے طور پر تھی۔ ۴۳

(۴)

جبکہ ویدوں میں اشیاء پرستی
 سے متعلق اشعار بکثرت ہیں
 ہر سوکت کسی نہ کسی دیوتا سے
 متعلق ہے اور ہر دیوتا کی
 تعریف اسی طرح کی گئی ہے
 جس طرح خدا کی۔ یہی دیکھ
 کر میکس مولر ویدوں میں ”
 بت پرستی“ سمجھتا ہے ۴۵

(۴)

قرآن میں صرف
 توحید کا ذکر ہے شرک
 سے تنفر ظاہر کیا گیا بلکہ
 پورے طور سے
 ممانعت ہے۔ خدائی
 اصولوں کے خلاف
 بتایا گیا ہے۔ ۴۴

۴۳ رگ وید ۱-۱۱-۲۵ ۴۴ انعام ۱۰۰ تا ۱۰۳، الحج ۳۱، الحج ۷۳، الشعراء ۲۱۳

۴۵ تاریخ ہند فلسفہ جلد اول ص ۱۲۶ از ایس این داس گپتا

(۵)

جبکہ ویدوں میں صدہا
سوکت ہیں اور ہر سوکت کا
دیوتا علیحدہ اور اس کا
پانے والا رشی علیحدہ جن
کے ذریعہ وہ سوکت وجود
میں آیا ہے۔ ۴۶

(۶)

جبکہ ویدوں میں قرآن
کے مقابلہ میں دھندلا سا
تصور اس طرح جیسے
راک کے ڈھیر میں ایک
چنگاری مثلاً توحید کے
متعلق اکادکا اشعار ملتے
ہیں جبکہ شر کے متعلق
کثرت سے۔

(۵)

قرآن میں سارا کا سارا
کلام صرف ایک رسول پر
اترا ہے

(۶)

قرآن میں رسالت ارو
اس کی تعلیمات بالکل
واضح مثلاً توحید بالکل
واضح ، رسالت بالکل
واضح۔

(۷)

جبکہ ویدوں میں رگ وید
علیحدہ اور قدیم اور بقیہ
تینوں وید بعد کے
ہیں۔ ان کی علیحدہ حیثیت
کبھی کہیں محض ضمنی ہے

(۸)

جبکہ ویدوں میں مذکور بہت
سے دیوتاؤں کو پہلے تو
علیحدہ شخصیت بتایا گیا
ہے۔ اور پھر انھیں میں
خدائی قوت کو مان کر خدا
ہی کا حصہ سمجھ لیا
گیا ہے۔ ۴۷

(۹)

لیکن ہندو مذہب کے
مطابق رسول کو خدا کا اوتار
مانا جاتا ہے یعنی خدا بذات

(۷)

قرآن مکمل ایک کتاب
ہے۔

(۸)

قرآن میں کسی رسول کو
خدا کا درجہ نہیں دیا گیا اگر
چہ اس سے کتنے ہی معجزاتی
افعال کا مظاہرہ ہوا ہو

(۹)

قرآن کریم کے مطابق
رسول خدا کا بندہ ہوتا ہے
عام انسانوں اور رسولوں

میں صرف اتنا فرق ہے کہ خود کسی انسان کی شکل میں
 اس کے پاس خدا کی طرف آتا ہے مثلاً وشنو کے دس
 سے وحی آتی ہے اور اوتار ہیں۔ نرسنگھ، کچھوا
 دوسرے لوگوں کے پاس، بونا، رام، بدھ وغیرہ۔
 وحی نہیں آتی۔

(۱۰)

(۱۰)

قرآن کے مطابق رسول جبکہ ویدوں میں اگنی کو
 تمام انسانوں ہی میں سے دوت مانا جاتا ہے لیکن وہ
 ہوتے ہیں کسی اور مخلوق انسان کے علاوہ آگ بھی
 سے نہیں دنیا میں بھیجے ہے اس میں آہوت دے
 کر خدا کے پاس اگر کوئی جاتے۔

چیز پہنچانا ہے تو لوگ پہنچا
 کیں اور ویدوں میں ہی
 متعدد سوکتوں کے رشی بھی
 مانے گئے ہیں اور کہیں
 دیوتا بھی۔

(۱۱)

رسول اللہ اور اس کے
 بندوں کے درمیان ایسا
 وسیلہ ہوتا ہے کہ خدا کی
 بات بندوں تک اور اگر
 بندے اللہ کی بارگاہ میں
 کوئی بات پیش کرنا چاہتے
 ہیں تو اس کو بھی پہنچا دیتا
 ہے یعنی دونوں جانب سے
 مکمل رابطہ ہوتا ہے۔ مثلاً
 شراب و جوا کے متعلق نبی پا
 ک سے سوال اور خدا
 کی طرف سے جواب اور
 اسی طرح حضرت موسیٰ
 سے ایک مقتول کی قاتل کا
 سوال اور اللہ کی جانب
 سے اس کی نشاندہی۔

(۱۱)

جبکہ ویدوں میں اگر
 بندوں کوئی بات یا قربانی
 ، صدقہ ، آہوت دینا ہو
 تو اگنی کے ذریعہ لیکن اگر
 ایشور کو کوئی چیز بندوں تک
 پہنچانا ہے تو اگنی نہیں پہنچا سکتا

کتابیات

نام مطبع اور کتب

نام کتاب

نام مصنف

عربی

۱. ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری صحیح بخاری کتب خانہ رشیدیہ دہلی
۲. امام مسلم بن حجاج قشیری صحیح مسلم کتب خانہ رشیدیہ دہلی
۳. امام ابو عیسیٰ ترمذی سنن ترمذی کتب خانہ رشیدیہ دہلی
۴. امام راغب اصفہانی مفردات القرآن فی غریب القرآن اصح المطابع کراچی ۱۹۶۱ء مطبعۃ المیمینہ مصر ۱۹۵۰ء
۵. ابن قیم زاد المعاد زاد المعاد مطبعۃ المیمینہ مصر ۱۹۵۰ء
۶. احمد بن علی بن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری دار المعرفہ بیروت لبنان طبع نو لکھنؤ
۷. احمد بن محمد خطیب فسطانی مصری ارشاد السادی شرح بخاری طبع نو لکھنؤ
۸. امام شافعی الرسائلہ المکتبۃ العلمیہ بیروت
۹. ابن سعد طبقات الکبریٰ طبع بیروت ۱۹۶۰ء
۱۰. الزاوی، طاہر احمد ترتیب القاموس المحیط مطبع الاستقامتہ بالقاہرہ
۱۱. احمد بن حنبل مسند مسند طبع قاہرہ
۱۲. احمد بن ہمام المسائرہ مع شروح المسائرہ طبع انصاری دہلی ۱۳۲۰ء
۱۳. سید مرتضیٰ حسین الزبیدی تاج العروس من جواہر القاموس مطبعۃ حکومتہ کویت ۱۹۶۵ء
۱۴. شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجتہ اللہ البالغہ مکتبہ رشیدیہ دہلی
۱۵. علامہ عبدالدین تفتازانی شرح عقائد تفتازانی طبع علوی لکھنؤ
۱۶. علامہ جلال الدین دوانی تفسیر جلالین نور صیت پور دو کلمتہ ۱۳۴۶ھ
۱۷. محمد بن علی چوکانی فتح تقدیر دار المعرفہ بیروت لبنان

۱۸. محمد جریر طبری جامع البیان فی تفسیر القرآن المطبعة الحکیمه مصر
۱۹. ملا علی قاری المنہج الازھر شرح فقہ اکبر طبع مصر
۲۰. محمد علی الفاروقی التہانوی اصطلاحات فنون بکشاف طبع بیروت ۱۹۶۶ء
- محمی الدین ابن عربی شیخ اکبر فتوحات مکیہ
۲۱. قاضی عبداللہ بن عبدالرسول دستور العلماء: اصطلاحات فنون مطبع موسستہ الاعلیٰ بیروت ۱۹۷۵ء
- احمد نگر
۲۲. قام باخر اجہ ابراہیم وغیرہم معجم الوسیط جز الثانی طبع مصر ۱۹۶۱ء
۲۳. ناصر الدین عبداللہ عمر البیضاوی تفسیر انوار التنزیل کتب خانہ رشیدیہ دہلی ۱۳۷۱ھ
۲۴. ولی الدین محمد بن عبداللہ خطیب مشکوٰۃ المصابیح کتب خانہ رشیدیہ دہلی
- فخر الدین طریخی مجمع البحرین
- انگریزی کتب
۲۵. ABBE J.A.DUBOIS "Hindu, Manners, customs and ceremonies" by Horace Hart, Oxfort at the chrendon Press 1906.
۲۶. Cyril Glasse Consise Encyclopedia of Islam Stacy International London 1989
۲۷. Dr. Priti Mitra Life and society in the vedic age Brahmanand Keshab Chandra College Calcutta
۲۸. Max Muller A History of ancient Sanskrit Literature Williams and Nortgate, London 1860 Sec. Edit.

Motilal Banarsi Dass	Vedic Index of Nams	Macdonell and Keith .۲۹
Delhi 1958	and suvject, Vol. I. II.	
Kotagiri 1896	Vedas (Translation &	Ralph. T.H. Griffith .۳۰
	commontary)	
Weiden feld & Nicolson.	A dictionary of comprative	S.G.F. Brandon .۱۳
London 1970	Religions	
Oreint Longman Ltd.,	Sanskrit Hindi English	Suryakanta .۲۳
New Delhi 1975	Dictionary	
Macmillan Publishing	Encyclopedia of	Mircea Eliade .۳۳
Publishing company	religion	
New York/London.		
PUNA 1925	The arctic Home	Tilak Balganga Dhar .۳۳
	in the Vedas	

اردو

فیصل پبلشنگ ہاؤس دیوبند ۱۹۸۸ء	مکتوبات (ترجمہ اردو)	۳۵. امام ربانی احمد سرہندی
دارطبع جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن ۱۹۴۰ء	تاریخ ہندی فلسفہ	۳۶. ایس این داس گپتا
اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی ۱۹۸۵ء	سیرۃ النبی کامل	۳۷. ابن ہشام ترجمہ عبد الجلیل صدیقی
ندوۃ المصنفیض دہلی ۱۹۷۰ء	وحی الہی	۳۸. سعید احمد اکبر آبادی
مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۹۵۹ء	سیرۃ النبی	۳۵. سید سلیمان ندوی
دائر البرکات گھوسی اعظم گڑھ ۱۹۸۴ء	نثرہ القاری شرح بخاری	۳۶. شریف الحق امجدی

۳۷. شبیر احمد عثمانی تفسیر قرآن بر ترجمہ محمود الحسن فرید بک ڈپو دہلی
۳۸. عبدالرشید نعمانی لغات القرآن دارالاشاعت کراچی
۳۹. قاضی اطہر مبارکیوری خلافت راشدہ اور ہندوستان ندوۃ المصنفین دہلی ۱۹۷۲ء
۴۰. قاضی مظہر الدین بلگرامی علوم القرآن ایجوکیشنل بک ہاؤس علی گڑھ ۱۹۸۰ء
۴۱. مولانا جلال الدین روی مثنوی اردو ترجمہ قاضی سجاد حسین فتحپوری سب رنگ کتاب گھر دہلی ۱۹۷۶ء
۴۲. محمد جمیل احمد ایم اے انبیائے قرآن طبع لاہور پاکستان ۱۹۵۲ء
۴۳. محمد محمود رضوی فیوض البادی شرح بخاری طبع ثانی مکتبہ رضوان لاہور پاکستان
۴۴. دانش، پنجاب اردو دائرہ معارف اسلامیہ لاہور دانش گاہ پنجاب شعبہ انسکلو پیڈیا پنجاب یونیورسٹی لاہور

۴۵. تورات (ترجمہ اردو)

۴۶. انجیل مئی (ترجمہ اردو)

ہندی-سंस्कृत

۴۷. बृज बिहारी चौबे प्रस्तावना संस्कृत वडमय कब इतिहास सत्यार्थ प्रकाश स्वामी दयानन्द सरस्वती ۱۹۸
۴۸. श्री नगेन्द्र नाथ बसु हिन्दी विश्व कोष श्री कण्ठ शास्त्री (भाष्यकार) ۱۹۹
۵۰. श्री कण्ठ शास्त्री (भाष्यकार) पं० श्रीराम आचार्य (अर्थकार/भाष्यकार) ۵۱
- पं० श्रीराम आचार्य ۵۲
- संस्कृत संस्थान, ख्वाजा कृतुब बरेली ۱९६५
- शुक्ल यजुर्वेद ऋग्वेद
- मार्केण्डेय पुराण

११	नाथवेद	(अर्थकार/भषसकार)
११	अथर्ववेद	पं० श्रीराम आचार्य .७२
संस्कृत लिप्यान्तर उत्तर प्रदेश लखनऊ १९९६	संस्कृत वाङमय का वृत्त इतिहास	(अर्थकार/भषसकार)
सरांश प्रकाशन प्रार्हवरे मि०	हिन्दी शब्द कोष	पं० बलदेव प्रसाय उपाध्याय .७२
दिल्ली हैदराबाद २०००	आर्य संस्कृति की खोज	पं० श्रीलाल त्रिपाठी .७७
श्रीराजवीर शास्त्री आर्य साहित्य	विशुद्ध-मनुस्मृति	प्रो० राम शरण शर्मा .७४
प्रचार ट्रस्ट दिल्ली १९८६		प्रो० सुरेन्द्र कुमार .७८
मकतबा इस्लामी दिल्ली	इस्लाम दर्शन	प्रो० गणेश दत्त सारस्वत .७८
राजीव प्रकाशन मेरठ १९७१	प्राचीन भारत का	प्रो० महावीर सिंह त्याग्वी .७९
हिन्दी साहित्य सम्मेलन	राजनीतिक इतिहास	
प्रयाग १९८९	मत्स्य पुराणाम् पूर्व भागः	राम प्रताप त्रिपाठी शास्त्री .८०
नागरी प्राचारणी सभा	हिन्दी विश्व कोष	काव्यतीर्थ साहित्य रत्न (अनुवादक)
वाराणासी १९७०		कमला पति त्रिपाठी .८१
		(प्रधान सम्पादक)

کچھ خاص الفاظ اور اسکے معنی

Massenger of God آگ، دوت consicouse اگنی अग्नि

Name of God, Cheif آتما، تمام، دیوتاؤں میں سب سے بڑا اندر इन्द्र

منو मनू نسل انسانی کا باپ

Descendant of Manu منو کی اولاد منج मनुज

Massenger Envoy دوت इत ہر کارہ، خبر لے جانے والا، نمائندہ

منتر मन्त्र بولنا، گنگنا، ویدک شعر کو کہتے ہیں

وید वेद گیان، پاک علم، وید چار سمجھائیں

यज्ञ, यजु: یگ (یجو) پوجا کرنا۔ عبادت کرنا، پانچ طرح کے ہوتے ہیں (۱) دیو یگ (۲) پتر یگ

(۳) بھوت یگ یعنی آدمی کے علاوہ جو زندگی رکھنے والی مخلوق ہے اسکے حقوق کی حفاظت کرنا

(۴) اتھتی یگ (مہمان نوازی کرنا) (۵) رشی یگ رشیوں کا خیال رکھنا

Praised by men انسانوں کے ذریعہ تعریف کیا گیا، اگنی، انشس नराशंस

رشی ऋषि ویدک منتروں کو دیکھنے والا، منی، وید، سادھوسنت، روشنی کی کرنا، قوت سے آنا

Seer or Inspired Singer of Vedic hymms, Veda

Ray of light.

سام साम گانا۔

اتھرو अथर्व رنج سلب کر لینا۔

اپنشد उपनिषद پاس جا کر بھٹھنا، تہائی میں بیٹھ کر علم روحانی حاصل کرنا

برہم ब्रह्म وید اور Reality دونوں ہیں۔

रजः (रजः) रजः تحریف کرنا، بھگنا، اگروہ کا منتر